مجھ کو دیتے اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رہنے کی مجھ سے درخواست کرتے تو میں ان کو اسکی پرستش سے بچالیتا اور اگر شیطان مجھ کو ایسی قسم دیتا تو ضرور میں اس کو ہدایت دیتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم مجھ کو دیتے تو میں اِن کو نجات دیتا۔ القصہ ان کا قتل کیا جانا بند کیا گیا اور وہ کہتے تھے کہ افسوس ہم ابتدا میں محمدؐ اور ان کی آل طاہرین کی قسم اور واسطہ دے کر دُعا کرنے سے غافل رہے تاکہ خدا ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ اور معصوم رکھتا۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً

(ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم اُس وقت کو یاد کرو، جبکہ تم نے یعنی تمھارے بزرگوں نے کہا کہ اے مُوسیٰؑ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ خُدا کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں۔ فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ اِس پر تمُھارے بُزرگوں کو صاعقہ نے پکڑا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم ان کو دیکھ رہے تھے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر ہم نے ان تمھارے بُزرگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اُٹھایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تمھارے بزرگ اس دوبارہ زندگی کا جس میں وُہ اپنے گُناہوں سے توبہ کریں اور دُنیا سے تعلق قطع کر کے اپنے پروردگار کی طرف رجُوع کریں شکر ادا کریں کہ وُہ پہلی موت ان پر قائم نہ رہی۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ جہنّم میں جاتے اور ابد تک اسی میں پڑے رہتے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اِس کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت مُوسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان فرق کرنیوالی چیز یعنی محمدؐ کی نبوّت اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السّلام کی امامت کا عہد لیا تو انھوں نے جواب دیا۔ کہ اے مُوسیٰؑ ہم تیری اس بات کو قبُول نہ کریں گے کہ یہ خُدا کی طرف سے ہے جبتک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے مُشاہدہ نہ کرلیں اور وُہ خود ہمارے سامنے اِس امر کی ہم کو خبر دے تب بجلی اُن پر گری اور وُہ اس کو آسمان سے اپنی طرف اُترتے ہُوئے دیکھ رہے تھے اور خُدا نے فرمایا اے مُوسیٰؑ میں اپنے دوستوں اور برگزیدوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزّت کرتا ہُوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور ایسا ہی اپنے دُشمنوں کو جو میرے اصفیا (برگزیدگان) کے حقوق کو دفع کرتے ہیں۔ عذاب دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اُس وقت مُوسیٰؑ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی۔ فرمایا تم اِس باب میں کیا کہتے ہو آیا قبُول کرتے ہو اور اس کے مُقر ہوتے ہو۔ ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ مُلحق ہو گے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ اے مُوسیٰؑ ہم کو معلوم نہیں کہ ان پر یہ مُصیبت کس وجہ سے وارد ہُوئی یہ بجلی جو تیرے سبب سے اُن پر گری ہے منجملہ آفاتِ زمانہ کے ایک آفت ہے جو نیکوکاروں اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہیں اور اگر یہ صرف محمدؐ و علیؑ اور ان کی آل اطہار کے باب میں ہماری تردید کرنے کی وجہ سے اِن پر وارد ہُوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا جن کی طرف تم ہم کو دعوت کرتے ہو واسطہ دے کر دُعا کرو کہ وُہ ان ضعیف لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ یہ مُصیبت تم پر کس لیے وارد ہُوئی۔ تب حضرتِ مُوسیٰؑ نے ان حضرات طاہرین کا واسطہ دے کر دُعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کیا اور حضرت مُوسیٰؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ دریافت کرلو۔ جب اُن سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل یہ مصیبت ہم پر اس لیے وارد ہُوئی کہ ہم نے نبوّت محمدؐ کا اقرار کرنے کے بعد امامت علیؑ کے اعتقاد کرنے سے انکار کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنے کے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کُرسی اور بہشت و دوزخ تمام مالک پروردگار میں محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں چلتا اور سب پر ان کو غلبہ حاصل ہے۔ جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مر گئے تو فرشتے ہم کو آتشِ دوزخ کی طرف لے گئے۔ اسی اثنا میں محمدؐ اور علیؑ نے ان فرشتوں کو پکارا اُن لوگوں پر سے اِس عذاب کو ہٹالو۔ کیونکہ اُن کے لیے ہمارے اور ہماری آلؑ اطہار کے توسّل سے دعا کی جائیگی اور خُدا ان کو دوبارہ زندہ کرے گا اس وقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اے مُوسیٰؑ ابن عمران حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کے توسّل سے تمھارے دُعا کرنے کے سبب سے خدا نے ہم کو زندہ کر دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے عہدِ نبوّت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر دُعا کرنے سے تمھارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ کے باعث بجلی کے صدمہ سے ہلاک کیے گئے تھے خطا مُعاف ہو گئی اور خُدا نے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے متعرض نہ ہو جو ان کی ہلاکت کا باعث

ہوئے تھے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَكُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

(ترجمہ) اور اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کو تم پر نازل کیا تم ہمارے پاکیزہ رزق کو جو ہم نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وُہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا جبکہ تم صحرائے تیہ میں تھے اور وُہ ابر سورج کی گرمی اور چاند کی خنکی سے تم کو محفوظ رکھتا تھا وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور تم پر من وسلویٰ کو نازل کیا۔ مَن یعنی ترنجبین جو کہ درختوں پر پڑتی تھی اور وُہ اس کو اُتار لیا کرتے تھے اور سلویٰ ایک پرندہ تھا جس کا نام عربی میں سمانی ہے اور سندی میں اُس کو بٹیر کہتے ہیں۔ اس کا گوشت سب پرندوں سے زیادہ مزے دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پرندے کو ان کے لیے بھیجتا تھا اور وُہ بہت آسانی سے اسکو شکار کر کے کھا لیتے تھے۔ پھر خدا ان سے فرماتا ہے۔ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ہماری پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ۔ اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور جن کو میں نے بزرگ کیا ہے ان کو بزرگ جانو اور جن کو میں نے وقار دیا ہے تم بھی اُن کا وقار کرو یعنی جن کی ولایت کا عہد تم سے لیا گیا ہے اور وُہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا ظَلَمُونَا اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ جبکہ انھوں نے اس کلمہ کو جو ہم نے اُن سے کہا تھا بدل دیا اور کچھ اور ہی کہا اور جو عہد ان سے لیا گیا تھا اس کو پورا نہ کیا۔ کیونکہ کافروں کا کفر کرنا ہماری بادشاہی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا جیسا کہ مومنوں کا ایمان لانا ہماری سلطنت میں کچھ زیادتی نہیں کرتا۔ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ بلکہ وُہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے یعنی کافر ہونے اور ہمارے قول کو تبدیل کرنے کے سبب اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا تم پر واجب ہے کہ ہم اہلبیت کی ولایت کا اعتقاد کرو اور ہمارے درمیان فرق مت کرو اور خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے کس قدر کشائش اور وسعت تم کو عطا فرمائی ہے کہ اپنی حجت کو تم پر واضح اور روشن کر دیا تاکہ حق کا پہچاننا تم پر سہل ہو جائے۔ پھر تمھارے لیے تقیہ میں بڑی گنجائش رکھ دی تاکہ تم خلقت کی برائیوں اور شرارتوں سے بچے رہو۔ پھر بھی اگر تم تغیّر و تبدّل کر دو۔ تو توبہ کو تمھارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے تم کو مناسب ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قولہٗ عزّوجلّ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوسٰى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسٰى لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۝ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(ترجمہ) اور یاد کرو جبکہ ہم نے (تمھارے باپ دادا کو) کہا کہ تم اس گاؤں (بیت المقدس) میں داخل ہو اور وہاں سے جا کر جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور اس بستی کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کلمہ حِطّۃٌ زبان سے کہو تو ہم تمھاری خطاؤں کو بخش دیں گے اور

عنقریب نیکی کرنے والوں کا ثواب زیادہ کریں گے پس ظالموں نے اس کلمہ کو جس کے کہنے کا
اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل ڈالا۔ اِس لیے ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی اور فسق کے سبب
عذابِ آسمانی نازل کیا اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے ہم سے پانی
طلب کیا تب ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار (جب اُس نے عصا کو پتھر پر مارا)
تو اِس پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہُوئے کہ ہر گروہ نے اپنے اپنے چشمے کو معلوم کیا (اُس
وقت ہم نے اُن کو کہا) تم خدا کی دی ہُوئی روزی کو کھاؤ اور پیو۔ اور زمین میں فساد کرتے مت
پھرو اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے (یعنی تمھارے باپ دادا نے) کہا کہ اے مُوسیٰ ہم ایک
ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لیے اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے دُعا کرو، کہ وہ
ہمارے لیے ساگ پات۔ ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز کہ زمین سے اُگتے ہیں پیدا کرے یہ
سُن کر مُوسیٰؑ نے ان سے کہا آیا تم اِس عُمدہ چیز کے عوض میں ناقص چیز کو تبدیل کرنا چاہتے
ہو (اُس وقت حکم ہُوا) تم شہر میں جاؤ کہ جن جن چیزوں کی تم نے درخواست کی ہے۔ وہ
سب تم کو وہاں ملیں گی اور ان پر ذِلّت اور مُحتاجی لازم کی گئی اور خُدا کے غضب میں گرفتار
ہُوئے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ وہ آیاتِ خُدا کا اِنکار کرتے تھے اور پیغمبرانِ خدا کو ناحق قتل کرتے تھے
اِن سب خرابیوں کا باعث یہ تھا کہ انھوں نے خُدا کی نافرمانی اور ناشکری کی تھی اور حق سے
تجاوز کرتے تھے۔ ایمان لانے والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے
جو لوگ کہ صدقِ دِل سے خُدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو خُدا کے
ہاں سے اُن کو جزا ملے گی اور کسی قسم کا خوف اُن کو نہ ہوگا اور نہ وہ مغموم و محزون ہوں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خُدا فرماتا ہے ۔ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو
یاد کرو وَاِذْ قُلْنَا جبکہ ہم نے تمھارے باپ دادا سے کہا کہ اُدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ تم اِس
بستی میں داخل ہو اور وہ اریحا بلادِ شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اُس وقت ہُوا تھا جبکہ وُہ
صحرائے تیہ سے نکلے فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اس شہر میں سے جہاں سے
تمھارا جی چاہے بے زحمت و رنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور
شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہُوئے اندر داخل ہو۔ اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر

ان کے لیے محمدؐ اور علیؑ کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صُورتوں کی
تعظیم کے لیے سجدہ کریں اور ان کی بیعت اور محبّت کے ذِکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو
اقرار ان کی ولایت و اعتقادِ افضلیّت کا ان سے لیا گیا ہے اسکو یاد کریں وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ
اور حطہ کہو یعنی یہ کہو کہ یہ ہمارا محمدؐ و علیؑ کی مثالوں کی تعظیم کے لیے خدا کو سجدہ کرنا اور اُن کی
ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گُناہوں کا کھونے والا اور ہمارے قصوروں کو مٹانے والا
ہے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ تاکہ ہم اِس عمل سے تمھاری گُزشتہ خطاؤں کو بخش دیں۔
اور پہلے گُناہوں کو زائل کر دیں وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور جلد ہم نیکو کاروں کے ثواب
کو زیادہ کرینگے یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ انھوں نے وُہ گناہ نہیں کیے جو مخالفانِ
ولایت نے کیے ہیں اور انکی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خُدا سے کیا تھا اس پر ثابت
قدم رہے اِس عمل کے بجا لانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کریں گے اور آیۂ
سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ سے یہی مُراد ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ
لَهُمْ پس اِس گروہ نے کہ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اِس قول کو جو اُن سے
کہا گیا تھا اور طرح پر بدل دیا۔ خدا نے ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے سجدہ نہ کیا اور
جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وُہ نہ کہا۔ بلکہ دروازے کی طرف پُشت کر لی اور پیٹھ کی طرف
سے شہر میں داخل ہُوئے۔ نہ تو جُھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے اتنے بلند
دروازے کے ہوتے ہم جُھک کر کیوں داخل ہوں۔ دیکھتے یہ مُوسیٰؑ اور یوشعؑ ہم سے
ہنسی کرتے رہیں گے اور بے کار اور فضول اُمور کے لیے ہم سے سجدہ کرائیں گے اور بجائے
حطہ کہنے کے حِنْطَةٌ سَمْقَانَة کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں وُہ اِس قول و فعل
سے زیادہ پسندیدہ ہے فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا
كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی ہم نے اُن لوگوں پر کہ اُنھوں نے اِس لفظ کو جو اُن سے کہا گیا تھا
بدل دیا اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی ولایت کے مطیع و فرمانبردار نہ ہُوئے
ان کے فسق و فجور اور حکمِ اطاعت سے نِکل جانے کے سبب آسمان سے عذاب اُن پر نازل
کیا اور وُہ مرضِ طاعون تھا کہ ایک دن کے تھوڑے سے حصّے میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی

ان میں سے اس مرض میں ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ وُہ تھے جن کی بابت خدا کے علم میں گزر چکا تھا کہ وُہ نہ ایمان لائیں گے اور نہ توبہ کریں گے اور جنکی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کرینگے یا ان کے صلبوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہوں گے جو توحید الٰہی کے قائل ہونگے اور حضرت محمدؐ پر ایمان لائیں گے اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ کی ولایت کو پہچانیں گے۔ اُن پر یہ عذاب نازل نہ ہُوا۔ اب خدا فرماتا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور اس وقت کو یاد کرو، جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ جبکہ ان کو صحرائے تیہ میں پیاس لگی اور فریاد وزاری کرتے حضرت مُوسیٰؑ کے پاس آکر عرض کی ہم کو پیاس مارے ڈالتی ہے۔ تب موسیٰؑ نے دعا کی اے خدا محمدؐ سیّد انبیاء اور علیؑ سیّد اوصیاء۔ اور فاطمہؑ سیّدۃ النساء اور حسنؑ بہترین اولیا اور حسینؑ سیّد الشہداؑ اور اُن کی عترت طاہرہ و خلفاء کا جو بہترین اذکیا ہیں واسطہ دے کر التماس کرتا ہوں کہ اپنے ان بندوں کو پانی سے سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ تب ہم نے وحی کی کہ اے مُوسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مار۔ جب اُس نے عصا کو پتھر پر مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اور اولادِ یعقوب کے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو معلوم کر لیا تاکہ دُوسرے گروہ اور قبیلہ سے مزاحم نہ ہوں اور باہم ایک دُوسرے سے پانی پر جھگڑا نہ کریں۔ پھر خُدا نے ان سے خطاب کیا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اس رزق کو جو خُدا نے تم کو عطا کیا ہے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور مُفسد اور عاصی ہو کر زمین میں دَوڑ دُھوپ مت کرو۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت اہلبیتؑ پر قائم ہو خُدا اس کو اپنی محبت کا ایسا پیالہ پلاتا ہے کہ وُہ اس کو کسی سے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور اس کے سوا کسی کو اپنا کفایت کرنے والا اور نگہبان اور مددگار بنانا پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے نفس کو ہماری محبت میں سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنا لیتا ہے۔ خدا قیامت کے دن میدان حشر میں اس قدر درجات عالیہ اس کو عطا فرمائیگا کہ تمام اہلِ محشر کی آنکھیں اس کے درجات کے دیکھنے سے قاصر ہونگی اور ہر ایک کو اس کے درجات اس طرح احاطہ کرلیں گے جیسا کہ وُہ دُنیا میں اپنے مال و متاع پر جو اس کے سامنے رکھے ہوں۔ قابض اور محیط ہو۔ پھر اس کو خطاب ہوگا کہ تُو نے

محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت میں اپنے نفس کو سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنایا سو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اختیار اور قدرت دی ہے کہ اہلِ محشر میں سے جس کو شدّت عذاب و تکلیف سے چھڑانا چاہو۔ تب وُہ اپنی آنکھ کھول کر سب کو دیکھے گا پھر ان میں سے اس شخص کو جس نے اس سے نیکی کی ہوگی یا دُنیا میں کوئی احسان اس پر کیا ہوگا خواہ فعلی ہو یا قولی یا اس سے شیریں کلامی سے بات کی ہوگی۔ یا اس کے ساتھ کسی طرح کی نرمی یا ملائمت عمل میں لایا ہوگا۔ تمام اہلِ محشر میں سے علیحدہ کر لے گا جیسا کہ کھرے روپیوں کو پرکھ کر کھوٹے روپیوں سے الگ کر لیتے ہیں۔ پھر اس کو کہا جائیگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ اور جہاں جی چاہے اُن کو ٹھہراؤ تب وُہ ان کو جنت میں لے جاکر اُتارے گا پھر اس کو ندا آئیگی ہم نے تجھ کو مختار کیا اور قدرت دی کہ جس کو تیرا جی چاہے آتشِ دوزخ میں داخل کر۔ یہ ندا سُنتے ہی وُہ آنکھ اُٹھا کر انکی طرف دیکھے گا۔ اور ہر طرف نظر مار کر ان میں سے دوزخیوں کو اس طرح چُن لے گا جس طرح روپیوں میں سے اشرفیوں کو الگ کر لیتے ہیں۔ پھر آواز آئیگی دوزخ کے جس درجے میں تیرا جی چاہے ان کو داخل کر تب وُہ جہنم کی جن تنگ ناؤں میں ان کو داخل کرنا چاہے گا کرے گا۔

الغرض خُدا بنی اسرائیل سے جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے فرماتا ہے جبکہ تمہارے پہلے بزرگوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی موالات (دوستی) کی طرف دعوت کی گئی اب تم نے چونکہ ان کو مشاہدہ کر لیا اور ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اعلیٰ غرض و منشا کو پہنچ گئے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اہلبیت کے تقرب سے خُدائے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کرو اور اس کے غضب و قہر کے قریب مت ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اُس کی رحمت سے دُور ہو جاؤ گے۔

اب خُدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے مُوسیٰؑ سے کہا کہ ہم اس من و سلویٰ کے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اور اسکے ساتھ اور چیزوں کو ملانا ضروری ہے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا اس لیے تو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ زمین کی نباتات میں سے ساگ پات اور ککڑیاں اور گیہوں اور مسور اور پیاز ہمارے واسطے پیدا کرے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ

هُوَ خَيْرٌ" تو حضرت موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ عُمدہ چیز تو تم سے لے لی جائے اور ناقص چیز تم کو مل جائے اِهْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ اگر تُم یہی چاہتے ہو تو تم اس صحرائے تیہ سے نکل کر کسی شہر میں چلے جاؤ کہ وہاں تم کو مطلوبہ چیزیں مل جائیں گی۔ اب خُدا فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اس نافرمانی اور ناشکری کے عوض رُسوائی اور محتاجی ان پر لازم کی گئی کہ اس کے باعث وُہ خدا اور اُس کے مومن بندوں کے نزدیک رُسوا ہُوئے اور مسکنت سے فقیری اور ذلّت مُراد ہے۔ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ان پر ڈالی گئی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ غضب خُدا میں اُن کے مُبتلا ہونے کا باعث یہ ہے کہ وُہ ذِلّت و محتاجی میں پڑنے سے پہلے خُدا کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے تھے کہ نہ تو اُنھوں نے ان کا کچھ قصور کیا تھا نہ کسی اور کا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یہ فروگزاشت اور ترکِ مدد جوان پر غالب ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ ان سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جن کے باعث ذِلّت و محتاجی اُن کے لیے لازم کی گئی اور غضبِ خُدا میں مبتلا ہُوئے اِس سبب سے بھی کہ وُہ خدا کی نافرمانی کرتے تھے وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ اور حد سے گزرتے تھے کہ امرِ الٰہی سے تجاوز کرکے امرِ شیطانی بجالاتے تھے۔

اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے۔ اے میری اُمّت کے لوگو تُم ایسا نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا اور اللہ کی نعمتوں کو خفیف نہ جاننا اور خدا سے من گھڑت اور اٹکل پچّو سوال نہ کرنا اور جب تُم میں سے کسی کی حق تعالیٰ اس کے رزق و معاش کے باب میں آزمائش کرے جس کو وہ شخص ناپسند کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ کسی چیز کا اُس سے سوال نہ کرے شاید وُہ چیز اس کی موت اور ہلاکت کا باعث ہو۔ بلکہ یوں دُعا کرنی چاہیئے۔ اے خدا محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے جاہ و مراتب کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ یہ جو میرے کام میں تو نے سختی ڈالی ہے اگر یہ میرے واسطے بہتر اور میرے دین کے حق افضل ہے تو مجھ کو اس پر صبر عطا فرما اور اس تکلیف کے برداشت کرنے کی توفیق اور طاقت دے اور اسکی خستگی اور درماندگی اور بارِ گراں کا اُٹھانا مجھ پر سہل کردے اور اگر اسکی برعکس حالت میرے لیے بہتر ہے تو وُہ مجھ کو عطا کر اور ہر حال میں

مُجھ کو اپنے حکم پر خوشنود اور رضامند رکھ پس تمام قسم کی تعریفیں تیری ہی ذات کیلئے زیبا اور سزاوار ہیں۔ جب تم اس طرح دُعا کرو گے تو جو چیز تمھارے حق میں بہتر ہوگی اس کو تمھارے لیے مقرّر اور مقدر کرے گا اور اس کا حاصل کرنا تمھارے لیے سہل کردے گا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے خدا کے بندو گُناہوں میں منہمک اور ساعی ہونے اور ان میں تساہل اور سہل انگاری کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ گناہوں کے سبب گنہگار پر خذلان اور فروگزاشت غالب ہوتی ہے جو اس کو ایسی بلاؤں میں مُبتلا کردیتی ہے جو اُن (گناہوں) سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پس وُہ برابر گناہ کئے جاتا ہے اور تساہل اور فروگزاشت کرتا رہتا ہے۔ اور گناہوں سے بھی بھاری بلا میں پڑ جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وُہ وصیِ رسُول کی ولایت کی تردید اور نبیِ خدا کی نبوّت کا انکار کرنے لگتا ہے۔ آخر کار آہستہ آہستہ وحدانیت خُدا کا مُنکر ہوجاتا ہے اور دینِ الٰہی سے منحرف ہوکر مُلحد بن جاتا ہے۔

پھر خُدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ خدا پر اور اس چیز پر جس پر ایمان لانا فرض ہے اور وُہ علیؑ ابنِ ابی طالب اور ان کی ذریت طاہرہ علیہم السّلام کی ولایت ہے ایمان لائے وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہُوئے وَالنَّصٰرٰى اور نصرانی اور نصرانی وُہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دینِ خُدا میں ایک دُوسرے کے ناصر و مددگار ہیں وَالصّٰبِـِٕيْنَ اور ستارہ پرست اور صابئ وُہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دینِ خدا میں راستی پر ہیں اور دراصل وُہ اپنے قول میں جھُوٹے ہیں مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ان کافروں میں سے جو کوئی خدا پر ایمان لائے گا اور اپنے کفر سے بالکل پاک ہوجائیگا اور ان مومنوں میں سے جو اپنی آئندہ عمروں میں ایمان لائیں گے اور اُس کو خالص رکھیں گے اور اس عہد کو جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم السّلام کی بابت ان سے لیا گیا ہے وفا کرینگے وَعَمِلَ صَالِحًا اور ان مومنوں میں سے جو لوگ نیک عمل کرینگے فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کو آخرت میں خدا کے ہاں سے ان کا ثواب ملیگا۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور وہاں ان کو کچھ خوف نہ ہوگا جبکہ فاسق خائف و ترساں ہونگے اور انکو کسی قسم کا غم نہ ہوگا۔ جبکہ مخالفانِ خُدا محزون و مغموم ہونگے کیونکہ اُنھوں نے خدا کی مخالفت میں وہ عمل نہیں کیا کہ

اس کا کرنیوالا اس (عمل) کے سبب سے خائف اور محزون ہو

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ آثار خوف اس سے ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا اے شخص تجھے کیا ہوا اُس نے عرض کی میں خدا سے ڈرتا ہوں فرمایا اپنے گناہوں سے خوف کر اور بندگانِ خدا کے جو حقوق تیرے ذمے ہیں ان میں اپنے لیے عدل خدا سے ڈر اور جن امر کی اس نے تجھ کو تکلیف دی ہے اس میں اسکی اطاعت کر اور جس کام میں وہ تیری اصلاح کرتا ہے اس میں اسکی نافرمانی اور سرکشی مت کر اس کے بعد پھر خدا سے مت ڈر کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہرگز کسی کو اسکے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا۔ مگر ہاں یہ کہ تو اپنی سوءِ عاقبت اور انجام بد سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو میرے عقیدے میں کچھ تغیر و تبدل ہو جائے اگر تو یہ چاہے کہ خدا تجھکو سوءِ عاقبت سے امن و امان میں رکھے تو یہ جان لے کہ جو نیکی کہ تو کرتا ہے وہ خدا کے فضل اور اس کے توفیق دینے کے باعث ہے اور جو بدی کہ تجھ سے سرزد ہوتی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ خدا نے تجھکو مہلت اور فرصت دے رکھی ہے اور اپنے علم و تحمل کے سبب تجھ سے ایک وقت مقررہ تک درگزر کر رہا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ○ فَجَعَلْنٰهَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ (ترجمہ) اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمھارے اُوپر طور کو بلند کیا (اور تم سے کہا) کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس کو کوشش اور قوت سے تھامو، اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرو تاکہ تم گناہوں سے بچو پھر تم اس کے قبول کرنے کے بعد اس عہد سے پھر گئے پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تمھارے شاملِ حال نہ ہوتی تو ضرور تم نقصان اُٹھاتے اور بیشک تم کو اُن لوگوں کا حال معلوم ہے جنھوں نے تم میں سے سنیچر کے دن ہمارے حکم سے تجاوز کیا۔ تب ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ پس ہم نے اس قصہ کو ان لوگوں کے واسطے جو اس وقت موجود تھے اور ان کے لیے جو ان کے بعد آنے والے تھے

باعث عبرت بنایا۔ اور یہ پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا اُن سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ جبکہ ہم نے تمھارے باپ دادا سے عہد لیا کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اس نامۂ مخصوص پر کاربند ہوں جو محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے باب میں موسیٰؑ کو عطا کیا کہ یہ بہترین خلق اور حق کے قائم کرنے والے ہیں اور اس امر کا اقرار کریں اور اس کو اپنی اولادوں کو پہنچائیں اور انکو حکم دیں کہ پشت در پشت آخر دنیا تک اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچاتے رہیں کہ وہ محمدؐ پیغمبر خدا پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے علیؑ ابن ابی طالب ولی خدا کے باب میں ان کو بتلائے اور جو کچھ انکو اس کے جانشینوں اور حق کے قائم کرنے والوں کی نسبت خبر دے اس کو قبول کریں لیکن انھوں نے ان باتوں کے قبول کرنے سے انکار اور استکبار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ تب ہم نے کوہ طور کو تم پر (یعنی تمھارے اسلاف پر) بلند کیا کہ جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ کوہ فلسطین کا ایک ٹکڑا انکے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ اور ایک فرسخ چوڑا جدا کر کے اس ٹکڑے کو وہاں سے علیحدہ کر کے ان کے سروں پر ہوا میں بلند کیا اس وقت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے اس کو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جائیگا۔ تب مجبوراً انھوں نے قبول کیا مگر جن کو خدا نے عناد و فساد سے محفوظ رکھا تھا۔ انھوں نے بہ طوع و رغبت اس کو مانا اس امر کے قبول کرنے کے بعد سجدے میں گرے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا۔ اکثروں نے اپنے رخساروں کو صرف اس لیے خاک پر رکھا تھا کہ دیکھیں یہ پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں اور خشوع و خضوع انکو مطلوب نہ تھا اور باقیوں نے جو بہت ہی کم تھے دلی ارادے اور طوع و رغبت سے سجدہ کیا۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا کا شکر کرو کہ اُس نے تم کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ تم کافران بنی اسرائیل کی طرح سجدہ کرتے وقت اپنے رخساروں کو خاک پر نہیں ملتے بلکہ ان کے نیکوں کی طرح بہ طوع و رغبت اس امر کو بجا لاتے ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو قوت سے پکڑو یعنی جو اوامر و نواہی اس امر جلیل یعنی محمدؐ و علیؑ اور انکی آل طیبینؑ کے ذکر کی نسبت ہم نے

تُم کو عطا کیے ہیں ان کو مضبوطی اور قوت سے پکڑو وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور جو کتاب کہ ہم نے تم کو دی ہے جو کچھ اس میں درج ہے اس کو یاد کرو ان اوامر و نواہی کے بجالانے پر جو ثواب عظیم مقرر ہے اور ان کے انکار کرنے پر جو عذاب شدید معین ہے اسکو یاد کرو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم اس مخالفت سے جو عذاب شدید و عقاب مزید کا باعث ہے محفوظ رہو اور ثواب جزیل کے مستحق ہو۔ ثواب خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اس کے بعد تم پھر گئے یعنی تمھارے بزرگ اس کے بعد اس امر پر قائم ہوتے اور اس کے عہد کے پورا کرنے سے پھر گئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی یعنی اگر تمھارے بزرگوں پر خدا کا فضل نہ ہوتا کہ اُس نے ان کو توبہ کرنے کی مہلت دی اور پشیمانی اور انابت سے گناہوں کے محو کرنے کی فرصت دی لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ تو بیشک تم نقصان اُٹھانے والوں میں داخل ہو جاتے کہ دُنیا اور آخرت میں نقصان اور خسارہ اُٹھاتے۔ کیونکہ آخرت تو تمھارے کُفر اختیار کرنے کے باعث فاسد ہو جاتی اور دُنیا کی نعمتیں اس لیے نصیب نہ ہوتیں کہ ہم تمھاری بیخ کنی کر دیتے اور تمھارے نفسوں کی حسرتیں اور تمھاری آرزوئیں جن کے پُورا ہونے سے پہلے تم برباد ہو جاتے باقی رہ جاتے مگر ہم نے تم کو توبہ کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کی مُہلت دی۔ یعنی یہ سب باتیں تمھارے باپ دادا کے ساتھ عمل میں لائی گئیں۔ جس نے ان میں سے توبہ کی وہ نیک بخت اور سعادتمند ہُوا اور جس کی پُشت سے پاک اولاد کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا تھا جو دُنیا میں معاش دنیوی سے شادکام ہونے والی تھی اور طاعت خدا بجالانے کے سبب آخرت میں مراتب عالیہ پر مشرف ہونے والی تھی پیدا ہُوئی۔

امام حسنؑ بن علیؑ علیہما السّلام نے فرمایا ہے اگروہ محمدؐ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر اپنی صدق نیت اور صحت اعتقاد قلبی سے ان آیات و معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنیکے بعد اسکی معاندت اور مخالفت سے محفوظ رہنے کی دُعا کرتے تو بیشک خُدا اپنے جود و کرم سے ایسا ہی کر دیتا لیکن وُہ دین سے پھر گئے اور ہوسِ دُنیوی کو ہم پر فضیلت دی اور ہوائے نفسانی کے سبب طلب لذات میں مشغول ہو گئے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

اور بیشک تم کو اُن لوگوں کا حال معلوم ہے جنھوں نے تُم میں سے روز شنبہ کے حُکم میں حد سے تجاوز کیا اور نافرمانی کی کیونکہ اُنھوں نے سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کیا (جس سے ان کو منع کیا گیا تھا) فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً پس ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ خٰسِئِيْنَ جو ہر امر خیر سے دُور ہوں فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ پس ان کا یہ مسخ ہونا جس سے ہم نے ان کو ذلیل اور اپنی رحمت سے دُور اور ملعُون کیا ان کے لیے باعثِ عذاب اور ان ہلاک کرنے والے گُناہوں سے جو مسخ ہونے سے پہلے کرتے تھے کہ جن کے مُرتکب ہونے کی وجہ سے ان عذابوں کے سزاوار ہُوئے باز رکھنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور اس قوم کو جس نے ان لوگوں کو مسخ شدہ حالت میں دیکھا اور ہمارے عذاب کا مُشاہدہ کیا۔ ان اعمالِ قبیحہ سے روکنے والا تھا جن کے کرنے کے باعث وُہ اس بلا میں گرفتار ہُوئے اور مُتقی اور پرہیزگار لوگوں کے لیے باعثِ پند و نصیحت تھا کہ ان کے عقوبت و عذاب کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور امورِ حرام سے بچیں۔ اور لوگوں کو نصیحت کریں اور اُن کو ہلاک کرنے والے گناہوں سے خوف دلائیں۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جو دریا کے کنارے پر رہا کرتے تھے اور خدا اور اسکے پیغمبروں نے ان کو سنیچر کے روز مچھلی کے شکار سے منع کیا تھا۔ اس لیے ان لوگوں نے ایک حیلہ بنایا کہ اسکے ذریعہ سے حرام خدا کو اپنے لیے حلال کریں اور وہ یہ تھا کہ حوضوں سے ملتی ہُوئی ایسی نالیاں اور گڑھے کھودے کہ مچھلیاں ان حوضوں میں آ تو سکیں مگر نکل کر پھر دریا میں نہ جا سکیں جب شنبہ کا روز ہوتا تھا تو چونکہ مچھلیاں اس روز امانِ خدا میں ہوتی تھیں اس لیے وہ گڑھوں اور نالیوں کی راہ سے انکے تالابوں اور حوضوں میں آ جاتی تھیں اور جب وُہ دن ختم ہو جاتا تھا تو شکاریوں کے شر سے بچنے کے لیے دریا میں واپس جانا چاہتی تھیں۔ پر وُہ نہ جا سکتی تھیں اور رات کو ان ہی حوضوں میں پھنسی رہتی تھیں کہ ان کو ہاتھ سے پکڑ سکتے تھے اور جال وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ جب اتوار کا دن ہوتا تھا تو وُہ لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن تو شکار نہیں کیا۔ بلکہ یک شنبہ کو کیا ہے حالانکہ وہ دُشمنانِ خدا جھُوٹ کہتے تھے بلکہ انھوں نے دراصل انہی گڑھوں اور نالیوں کے

سبب ان کو شکار کیا تھا جو شنبہ کے روز تیار کی تھیں۔ ایک عرصے تک وہ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ بڑے مالدار اور صاحبِ ثروت ہو گئے اور فارغ البالی اور خوش حالی کے سبب بہت سی عورتوں کو اپنے تصرف میں لائے اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں پڑ گئے اور اس شہر میں اسّی ہزار سے کچھ زیادہ آدمی آباد تھے۔ ان میں سے ستّر ہزار تو اس فعل کے مرتکب ہوئے اور باقیوں نے اس سے پرہیز کیا۔ چنانچہ خدا سورۂ اعراف میں فرماتا ہے وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ

پارہ ۹
سورۂ اعراف
ع ۲۰

یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے اِس شہر کا حال دریافت کرو جو دریا کے قریب آباد تھا جبکہ وہ (اِس شہر کے باشندے) سنیچر کے روز شکار کرنے کے سبب حکمِ خدا سے باہر ہو گئے جبکہ ان کی مچھلیاں شنبہ کے دن نالیوں کی راہ ان کے پاس آتی تھیں اور اس کے سوا اور دنوں میں نہ آتی تھیں۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ باہم ان کے فسق سے انکو آزماتے تھے اور جب انکی قوم میں سے ایک جماعت نے اُن کو سمجھایا اور نصیحت اور زجر و توبیخ کی اور عذابِ خدا سے ان کو ڈرایا اور اس کے انتقام لینے اور عذابِ شدید دینے سے خوف دلایا تو انھوں نے اس وعظ و پند کا یہ جواب دیا کہ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا تم ایسی قوم کو کس لیے نصیحت کرتے ہو جن کو خدا اُن کے گناہوں کے سبب عذابِ استیصال سے ہلاک کریگا یعنی انکی بیخ کنی کر دے گا۔ آخرت میں عذابِ سخت میں مبتلا کرے گا تو قَالُوْا ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ تمھارے پروردگار کے آگے عذر کرنے کیلئے کیونکہ اُس نے ہم کو امرِ معروف اور نہی منکر کرنے کا حکم دیا ہے اِس لیے ہم تم کو اس فعلِ بد سے منع کرتے ہیں تاکہ ہمارے پروردگار کو معلوم ہو جائے کہ ہم اس کام میں تمھارے مخالف تھے اور تمھارے اِس فعل سے کراہت رکھتے تھے اور اسکو بُرا جانتے تھے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ نیز ہم اس لیے انکو نصیحت کرتے ہیں کہ شاید ہماری پند و نصائح ان میں اثر کرے اور وہ اس امرِ مہلک سے باز آئیں اور اُسکے عقاب و عذاب سے

ڈریں۔ اب خدا فرماتا ہے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ جب اُنھوں نے ان واعظوں کی نصیحت سے روگردانی کی اور جس امر سے وہ انکو منع کرتے تھے اس میں اُنکی زجر و توبیخ کو نہ مانا اور تکبّر اور غرور اختیار کیا تب ہم نے اُن سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ اور تمام قسم کی نیکیوں سے دُور ہو جاؤ۔ جب اُن لوگوں نے جو مطیع پروردگار تھے اور جن کی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی دیکھا کہ یہ ستّر ہزار آدمی ہماری نصیحت کو نہیں مانتے اور ہمارے ڈرانے اور خوف دلانے کی کچھ پروا نہیں کرتے تو اُن کو چھوڑ کر ایک اور شہر میں جو اُس شہر کے قریب تھا چلے گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو عذابِ خدا اُن پر نازل ہو اور ہم بھی اُن کے ہمراہ اُس میں مبتلا ہو جائیں۔ اس لیے رات کو وہاں سے نکل گئے۔ خدا نے ان سب کو مسخ کر کے بندر بنا دیا اور شہر کا دروازہ اسی طرح بند رہا کہ نہ کوئی شہر میں جاتا تھا اور نہ کوئی باہر آتا تھا آس پاس کی بستیوں والے یہ حال سُن کر وہاں آئے اور فصیل پر سیڑھیاں لگا کر اُوپر چڑھے جب اوپر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب عورتیں اور مرد بندر بن گئے ہیں اور ادھر اُدھر پھرتے ہیں اور یہ دیکھنے والے اپنے آشناؤں۔ قریبیوں اور دوستوں کو شناخت کرتے تھے اور اگر کسی سے کہتے تھے کہ تو فلاں مرد یا فلاں عورت ہے تو وہ آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے اور سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کا جواب دیتے تھے۔ غرض تین روز اسی حال میں رہے۔ پھر حق تعالیٰ نے ہوا اور بارش کو ان پر بھیجا کہ اُس نے اُن کو دریا میں لے ڈالا اور سب کو ہلاک کر دیا اور تین دن کے بعد کوئی مسخ شدہ دنیا میں باقی نہ رہا اور یہ جو ویسی صورتیں دُنیا میں دیکھتے ہو یہ اُنکے مشابہ اور اُن سے ملتی جلتی ہیں۔ بعینہٖ وہی اور ان کی نسل سے نہیں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ صرف مچھلی کا شکار کرنے سے ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا پس خدا کے نزدیک ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اولادِ رسولؐ کو قتل کیا اور اُنکے حرم کی ہتکِ حُرمت کی۔ اگرچہ خدا نے دُنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا مگر آخرت میں جو عذاب ان کیلئے مقرّر کیا گیا ہے وہ مسخ ہونیکے عذاب سے کئی گُنا زیادہ ہے۔ کسی نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ ہم نے یہ حدیث آپکی زبان سے سُنی۔ کسی ناصبی نے ہم سے کہا اگر امام حسینؑ کا قتل بیجا اور باطل تھا تو اس کا گناہ شنبہ کے دن مچھلی کے شکار کرنیکے گناہ سے بہت بڑھ کر ہوا۔ پھر کس لیے

اللہ تعالیٰ قاتلانِ حسینؑ پر غضب ناک نہ ہُوا جیسا کہ مچھلی کے شکار کرنیوالوں پر غضبناک ہُوا تھا
حضرتؑ نے فرمایا ان ناصبیوں سے کہدے کہ اگرچہ شیطان کے گناہ کا فرد ان کے گناہوں سے جن
کو اس نے بہکایا ہے بدرجہا بڑھ کر ہیں اور خُدا نے ان میں سے جس کو چاہا ہے ہلاک بھی کیا ہے
مثلاً قومِ نوحؑ و فرعون مگر شیطان کو کس لیے ہلاک نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ہلاکت کا ان کی نسبت
زیادہ تر مستحق ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ اِن لوگوں کو تو ہلاک کر دیا جو اعمالِ مُہلک کے بجالانے
میں شیطان سے کمتر تھے اور اس کو باقی رکھا حالانکہ رُسوا کرنے والے گناہ اس سے انکی نسبت زیادہ تر
ظہور میں آئے۔ سُنو جبکہ ہمارا پروردگار حکیم ہے تو بعض کے ہلاک کرتے اور بعض کے باقی رکھنے
میں جو اس کی تدبیر ہے وُہ عین حکمت ہے پس ان شنبہ کے دن شکار کرنے والوں اور امام حسینؑ
کے قاتلوں کا بھی یہی حال ہے۔ دونوں فریقوں میں جس بات کو بہتر اور قرین مصلحت سمجھا
عمل میں لایا۔ اس کے کاروبار کی نسبت کوئی بندہ اعتراض اور سوال نہیں کر سکتا اور
بندوں سے ان کے اعمال کی نسبت سوال کیا جائے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر وُہ لوگ جنھوں نے روز شنبہ کے حکم میں خدا کی مخالفت کی اس فعل
قبیح کے عمل میں لانے کا ارادہ کرنے کے وقت محمدؐ اور ان کی آلِ طیّبین کے مراتب کا واسطہ دے
کر اس معصیت سے محفوظ رہنے کی خدا سے دُعا کرتے تو ضرور حق تعالیٰ ان کو اس معصیت سے
محفوظ رکھتا اور ایسا ہی اگر وُہ لوگ جو ان کو اس فعلِ بد سے منع کرتے تھے ان حضرات کا واسطہ
دے کر ان لوگوں کے حق میں اس بدی سے بچنے کی دُعا کرتے تو بیشک ان کی دُعا مقبول ہو جاتی
اور وُہ اس شر سے محفوظ رہتے۔ لیکن خدا نے ان کو اس امر کی مُہلت اور توفیق نہ دی۔ یہانتک
کہ جو کچھ لوحِ محفوظ پر ثبت ہو چکا تھا ان کے باب میں جاری ہُوا۔

اور امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب میرے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السّلام نے
اس حدیث کو بیان فرمایا۔ تو حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی۔ اے فرزند رسُولؐ کیا سبب ہے
کہ اللہ تعالیٰ باپ دادا کے گناہوں اور خطاؤں پر اُن کی اولادوں کو سرزنش کرتا اور دھمکاتا
ہے۔ حالانکہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی شخص کسی
دُوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قرآن عربی

پارہ ۸ سورۃ انعام اخیر

عربی زبان میں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس زبان والوں کو ان کے لغت میں خطاب کرتا ہے
دیکھو مرد تمیمی جبکہ اس کی قوم (بنی تمیم) نے کسی شہر کو غارت کیا ہو اور وہاں کے باشندوں کو
قتل کر دیا ہو اس طرح سے کہتا ہے تم نے فلاں شہر کو لُوٹا اور فلاں قوم کو قتل کیا اور اسی طرح مرد عربی
کہتا ہے ہم نے فلاں قوم کو قتل کیا اور ہم نے فلاں کی اولاد کو قید کیا اور ہم نے فلاں شہر کو برباد کیا اس
بات کے کہنے سے اسکا یہ منشا ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم خُود اسمیں شریک تھے۔ بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس قوم
کو ملامت اور سرزنش کرے اور اپنی قوم کا مُصیبت جھیلنا بیان کرے کہ اسکی قوم نے ایسا کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وُہ صرف ان کے باپ دادا کے
لیے سرزنش ہے۔ نیز ان موجودہ لوگوں کو ملامت کرنا مطلوب ہے کیونکہ یہ وہی لغت ہے جس میں
قرآن نازل ہوا ہے پس اب یہ ان کی اولاد بھی اپنے باپ دادا کے افعال پر راضی ہے اور
ان کو راہِ صواب پر بتلاتی ہے اس لیے یہ کہنا جائز ہے کہ تم نے یہ کام کیا جبکہ تم ان کے
افعالِ قبیحہ اور اعمالِ شنیعہ پر رضامند ہوئے۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا
بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ۝
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ۭ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ
وَّلَا بِکْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ
یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا ۭ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا
تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَہَ
عَلَیْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَةٌ
لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْھَا ۭ
قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْھَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِذْ قَتَلْتُمْ
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا ۭ وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْہُ
بِبَعْضِھَا ۭ کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی وَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسٰیؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ اے مُوسیٰؑ کیا تُو ہم سے ہنسی کرتا ہے مُوسیٰؑ نے کہا معاذ اللہ کہ مَیں جاہلوں کا کام کروں تب وُہ بولے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وُہ اس گائے کا حال ہم پر ظاہر کرے مُوسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وُہ نہ بُوڑھی ہے نہ بچھیا متوسط جوان ہے تم کو چاہیئے کہ خدا کا حکم بجالاؤ اُنھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ اِس گائے کا رنگ ہم پر ظاہر کرے مُوسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وُہ گائے شوخ زرد رنگ ہے کہ اس کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہے کیونکہ وُہ ہم پر مُشتبہ ہوگئی ہے اور ہم انشاء اللہ (اس گائے کی طرف) راہ پانے والے ہیں مُوسیٰؑ نے کہا کہ خُدا فرماتا ہے کہ وُہ گائے نہ تو زمین جوتنے کے لیے سدھی ہُوئی ہے اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے اور بے عیب ہے اور کوئی داغ اس میں نہیں ہے وہ بولے اب تُو نے حق ظاہر کیا الغرض انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ اس کام کو کرنا نہ چاہتے تھے اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کے قتل میں اختلاف کیا اور اللہ اِس امر کا ظاہر کرنے والا ہے جس کو کہ تم چُھپاتے تھے پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کے ایک ٹکڑے کو اِس مقتول سے مَس کرو (تب وہ زندہ ہوگیا) اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور سوچ بچار کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خُدا مدینے میں رہنے والے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم اُس وقت کو یاد کرو۔ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتُول کے بدن سے لگاؤ جو کہ تمھارے محلّے میں پڑا ہوا ہے تاکہ حکمِ خدا سے زندہ ہو کر کھڑا ہوجائے اور تم کو اپنے قاتل کے نام سے خبردار کرے۔

اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ کوئی ایک شخص کو قتل کرکے ان کے محلّے میں ڈال گیا تھا اور مُوسیٰؑ نے حکمِ خدا سے اُس قبیلہ پر جن کے درمیان سے وُہ مرد ملا تھا لازم کیا تھا کہ ان کے رُؤسا و شرفا میں سے پچاس ۵۰ آدمی خدائے شدید و قوی کی جو کہ بنی اسرائیل کا خدا اور محمدؐ اور

اُن کی آلِ اطہار کا فضیلت دینے والا ہے قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے نہ تو اس (مُردے) کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اگر وُہ قسم کھالیں تو اُس قاتل کا خُون بہا دیں اور اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتلائیں تاکہ وہ اس کے عوض میں مارا جائے۔ اگر وُہ کچھ بھی نہ کریں تو اُن کو ایک تنگ جیل خانہ میں قید کیا جائے یہاں تک کہ یا تو قسم کھائیں یا اقرار کریں یا قاتل کا نشان دیں۔ اس وقت انھوں نے عرض کی اے پیغمبرِ خُداؐ کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں کو نہ بچائیں گی اور ہمارے مال ہم کو قسم کھانے سے محفوظ نہ رکھیں گے (یعنی ہم قسم بھی کھائیں اور خُون بہا بھی دیں) حضرت مُوسیٰؑ نے جواب دیا کہ نہیں خُدا کا حکم یُوں ہی ہے۔

اور اس قتل کا قصہ اس طرح پر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے حُسن و جمال اور شرافت حسب و نسب اور پردہ نشینی اور پارسائی میں شہرۂ آفاق تھی اور بہت سے شخص اس سے نکاح کرنے کے خواستگار تھے اور اُس کے تین چچیرے بھائی تھے۔ وُہ ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوگئی جو علم اور پارسائی میں اور بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باقی دونوں بھائیوں کو یہ امر نہایت شاق اور ناگوار گزرا اور شدتِ رشک و حسد کے باعث اُس کے قتل کے درپے ہوئے۔ آخر کار ایک روز رات کے وقت ضیافت کے بہانے اپنے گھر بُلا کر اُس کو قتل کر ڈالا اور اُسکی لاش کو اُٹھا کر اپنی قوم کے سب سے بڑے قبیلے کے محلّے میں ڈال آئے جب صبح ہُوئی اور لوگوں نے اس کی لاش دیکھی اور اسکا حال معلوم ہوا تو اُس کے دونوں چچیرے بھائی جو اس کے قاتل تھے۔ گریبان چاک کیے سروں پر خاک ڈالے وہاں آئے اور اہلِ قبیلہ پر اس کے خُون کا دعویٰ کیا۔ حضرت مُوسیٰؑ نے اہلِ قبیلہ کو طلب کر کے اِس مقتُول کا حال دریافت کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا اور نہ اس کے قاتل کا حال ہم کو معلوم ہے حضرت مُوسیٰؑ نے فرمایا کہ اس حادثہ کے وقوع میں لانے والے (قاتل) کے باب میں جو کچھ حکمِ خُدا صادر ہوا ہے وُہ تم کو معلوم ہو چکا۔ اب تم اس کی تعمیل کرو یعنی یا تو تم پچاس ۵۰ آدمی قسم کھاؤ اور خُون بہا دو۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو قاتل کا نشان دو۔ انھوں نے عرض کی کہ جب قسم کھانے پر ہم کو خُون بہا دینا پڑا تو قسم کھانے کا فائدہ کیا ہوا اور جب خُون بہا کے ساتھ قسم کھانی پڑی تو خُون بہا دینے سے کیا حاصل مُوسیٰؑ نے فرمایا کہ سب قسم کا نفع خدا کی فرماں برداری اور

اس کے امرونہی کے قبول کرنے میں ہے۔ وُہ بولے اے پیغمبرؑ خدا یہ تاوان بہت بھاری ہے حالانکہ ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور یہ قسم بہت سخت ہے حالانکہ کسی قسم کا گُناہ ہماری گردن پر نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر خدا اس کے قاتل کو ہم پر ظاہر کرے اور ہم کو اسکے بارگراں سے سُبکدوش فرمائے پس اے مُوسیٰؑ تو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اس کے قاتل کو ظاہر کرے تاکہ جس سزا کا وہ مستحق ہو تو اس کو دے اور اس کا مُعاملہ صاحبانِ عقل و ہوش پر منکشف ہو جائے۔ تب حضرت مُوسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان فرمادیا ہے۔ مجھے شایاں نہیں ہے کہ اس کے سوا اور حکم طلب کرنے کی جُرأت کروں اور اسکے فعل پر معترض ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس نے شنبہ کے دن کام کرنا اور اُونٹ کا گوشت کھانا ہم پر حرام کیا تو ہم کو مناسب نہیں ہے کہ اس کے حکم میں تصرف کریں اور اس کے تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔ بلکہ ہم پر لازم ہے کہ اُس کے حکم کو قبول کریں اور جس شئے کو اس نے ہمارے لیے لازم کیا اس کو لازم اور ضروری جانیں۔

الغرض جب اِس مُقدمہ میں اس حکم کو جو ایسے مُقدمات میں برتا جاتا تھا حضرت مُوسیٰؑ نے جاری کرنا چاہا۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہُوئی کہ اے مُوسیٰؑ ان کی درخواست کو قبول کر اور مجھ سے اس کے قاتل کے ظاہر کرنے کی دُعا کر تاکہ وُہ قتل کیا جائے اور لوگ تہمت اور جُرمانہ سے نجات پائیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی درخواست کی قبولیت کے ضمن میں تیری اُمت کے نیکوں میں سے ایک شخص کی (جس کا دین محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار پر دُرود بھیجنا اور محمدؐ اور اس کے بعد علیؑ کو جمیع مخلوق پر فضیلت دینا ہے) روزی فراخ کروں اور اس قضیہ میں اِسکو دُنیا میں مالدار اور غنی کردُوں تاکہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کو اوروں پر فضیلت دینے کا کچھ ثواب اس کو مل جائے۔ تب مُوسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار اس (مقتُول) کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر۔ اُس وقت جانبِ ربّ العزت سے وحی ہوئی کہ اے مُوسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل کو تم پر ظاہر کریگا۔ مگر تم یہ کرو کہ گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے بدن پر مارو۔ تاکہ میں اس کو زندہ کروں بس اگر تم حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہو تو اس حکم کو مانو۔ ورنہ میرے پہلے حکم کو قبول کرو۔ الغرض ان آیات کا

یہی مطلب ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ عنقریب خدا تم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دے گا۔ اگر تم اس مقتول کے قتل کرنے والے شخص سے واقف ہونا چاہتے ہو اور وہ اس طرح پر ہوگا کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مُردے کے بدن پر مارنا خدا کی قدرت سے وہ زندہ ہو جائیگا اور اپنے قاتل کے حال سے تم کو آگاہ کرے گا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ یہ بات سُن کر وہ لوگ کہنے لگے اے مُوسیٰؑ تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو۔ جو کہتے ہو کہ خدا کا حکم ہے کہ ہم گائے کو ذبح کر کے ایک مُردے کے ٹکڑے کو دوسرے مُردے پر ماریں یہ کیونکر ہو سکتا ہے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ حضرت مُوسیٰؑ نے جواب دیا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہُوں کہ میں جاہلوں کا سا کام کروں کہ جو بات خُدا نے نہ فرمائی ہو اس کو اُس سے منسُوب کروں۔ یا خدائے عزّ وجل کے قول کو رَدکرنے کے لیے اپنے ناقص قیاس سے جو میرے مشاہدہ کے موافق ہے۔ اس کے حکم سے انکار کروں۔ بعدازاں حضرت مُوسیٰؑ نے بیان فرمایا کیا مرد اور عورت کے نُطفے مُردہ نہیں ہوتے اور جب وہ دونوں رحم میں جاکر ملتے ہیں تو خداوندِ مطلق ان کے ملنے سے زندہ آدمی پیدا کرتا ہے اور کیا مُردہ بیجوں اور گٹھلیوں کے زمین مُردہ کے ساتھ ملنے سے زمین کو انواع واقسام کے تروتازہ خوشوں اور سرسبز اور ہرے بھرے درختوں سے آباد اور زندہ نہیں کرتا۔ جب حضرت مُوسیٰؑ نے اپنی تقریر سے ان کو لاجواب کر دیا تو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اُس سے کہا کہ تُو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ اِس گائے کی حقیقت ہم پر ظاہر کرے۔ تب مُوسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے اِس گائے کی نسبت سوال کیا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ اور اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وُہ گائے نہ تو بڑی عمر کی ہو اور نہ بہت چھوٹی عمر کی کہ فربہ نہ ہُوئی ہو بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ بیچ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ اس حکم کی تعمیل کرو جس پر تم مامور ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ اِس پر اُنھوں نے حضرت مُوسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ ہم پر ظاہر کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے جس کے ذبح کرنے کے

لیے ہم کو حکم دینا چاہتے ہو قَالَ اِنَّہٗ یَقُوۡلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ صَفۡرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوۡنُہَا تَسُرُّ النّٰظِرِیۡنَ حضرت موسیٰؑ نے خدا سے سوال جواب کر کے اُن کو جواب دیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے کہ اُس کی زردی بہت اچھی ہو اور رنگ ناقص سفیدی مائل نہ ہو اور نہ بہت گہرا ہو کہ سیاہی مائل ہو جائے اور ایسا رنگ ہو کہ اسکے دیکھنے سے ناظرین کا دل اسکی خوش رنگی اور حُسن و خوبی کے سبب خوش ہو جائے قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا ہِیَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیۡنَا ؕ وَ اِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ لَمُہۡتَدُوۡنَ یہ سُن کر اُنھوں نے کہا اے موسیٰؑ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اس گائے کی صفات اور زیادہ تر بیان کرے کیونکہ اس گائے میں ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے اس لیے کہ اس قسم کی گائیں بہت سی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس گائے کی طرف ضرور راہ پالینگے جس کے ذبح کرنیکا اس نے ہم کو حکم دیا ہے قَالَ اِنَّہٗ یَقُوۡلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوۡلٌ تُثِیۡرُ الۡاَرۡضَ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے کہ اس کو زمین جوتنے اور ہل چلانے کے لیے نہیں سدھایا گیا اور یہ ریاضت اس نے نہیں کی وَ لَا تَسۡقِی الۡحَرۡثَ اور نہ رہٹ اور چرسے سے کھیتی کو سیراب کرتی ہے اور ان تمام کاموں سے بری ہے مُسَلَّمَۃٌ "سب عیبوں سے پاک ہے اور کوئی عیب اسمیں پایا نہیں جاتا لَّا شِیَۃَ فِیۡہَا اور سوائے اصلی رنگ کے کوئی اور رنگ اسمیں نہیں ہے۔ جب اُن لوگوں نے یہ صفات معلوم کیں تو قَالُوا الۡـٰٔنَ جِئۡتَ بِالۡحَقِّ ؕ فَذَبَحُوۡہَا وَ مَا کَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ؕ حضرت موسیٰؑ سے کہا اب تو نے ٹھیک پتہ دیا۔ الغرض انھوں نے اس کو لے کر ذبح کیا اور وہ گرانی قیمت کے سبب ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر ان کا ہٹ کرنا اور موسیٰؑ کو اس امر کی تہمت لگانا کہ جو سوال ہم اس سے کرتے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے ان کے اس گائے کو ذبح کرنے کا باعث ہوا۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ اوصاف سُنے تو عرض کی اے موسیٰؑ حق تعالےٰ نے ہم کو اس قسم کی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ ہاں اور موسیٰؑ نے ابتدا میں اُن سے یہ بات نہ کہی تھی کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جاتا تو پھر اگر وہ درخواست کرتے کہ خدا سے ہمارے لیے دُعا کر کہ وہ اس کی کیفیت اور رنگ اور حقیقتِ حال سے ہم کو آگاہ کرے تو حضرت موسیٰؑ کو خدا سے اس قسم کا سوال کرنیکی کچھ ضرورت نہ

تھی بلکہ ان کو اتنا ہی جواب دینا ضروری تھا کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے۔ پس جس پر گائے کا نام صادق آئے اُس کے ذبح کرنے سے تم اس حکم سے نکل جاؤگے۔

الغرض جب مذکورہ بالا قسم کی گائے کا ذبح ہونا قرار پاچکا اور اُنھوں نے اسکو تلاش کیا تو بنی اسرائیل میں سے ایک جوان کے پاس اُس کو پایا کہ خُدا نے عالم رویا میں محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السّلام کی زیارت سے اسکو مشرف فرمایا تھا اور ان حضرات نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور ہم کو اوروں پر فضیلت دیتا ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس عمل کا کچھ عوض دُنیا میں بھی دیں۔ جب لوگ تیری گائے کی خریداری کو آئیں تو اپنی ماں کی بے اجازت فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کریگا تو خدا تیری ماں کے دل میں چند امور ایسے القا کر دیگا جو تیری اور تیری اولاد کی تونگری اور فراغ بالی کا باعث ہونگے۔ وہ جوان یہ مژدہ سن کر نہایت خوش ہوا جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اس گائے کی خریداری کو آئے اور کہنے لگے اس کا مول کیا ہے اس نے جواب دیا کہ دو اشرفیاں اور میری ماں کو اختیار ہے وہ بولے ہم ایک اشرفی دیتے ہیں جوان نے اپنی ماں سے دریافت کیا وہ بولی چار اشرفی کو بیچ۔ جب اس نے اپنی ماں کی رائے سے بنی اسرائیل کو خبر دی تو وہ بولے ہم دو اشرفیاں دیتے ہیں۔ تب اس نے اپنی ماں کو اس حال کی اطلاع دی وہ بولی آٹھ اشرفی کو دے اس پر اُنھوں نے چار اشرفیاں دینی قبول کی الغرض اسکی ماں جتنا مول کہتی تھی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہو جاتے تھے اور جوان اپنی ماں کو خبر دیتا تھا اور وہ ہر دفعہ دُچند کرتی جاتی تھی یہانتک کہ اسکی قیمت ایک بڑے بیل کی کھال پُر اشرفیوں تک پہنچ گئی اور اس قیمت پر اُسکو خرید کر ذبح کیا اور اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا (کہ وہ دُم کی جڑ کا حصہ تھا جس سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی اسکے اجزائے بدنی اسی پر پیوستہ ہو کر مرکب ہونگے) لے کر اس مُردے کے جسم پر مارا اور دُعا کی اے خدا محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ اس مُردہ کو زندہ کر اور بولنے کی طاقت عطا فرما۔ القصہ وہ جوان صحیح و سالم ہو کر سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور عرض کی اے پیغمبرِ خدا میرے ان دو چچیرے بھائیوں نے میری چچیری بہن کے بارے میں مجھ سے حسد کر کے مجھ کو قتل کر ڈالا اور مار کر اس قبیلہ کے محلے میں ڈال گئے تاکہ میرا خونبہا ان سے وصول کریں۔ پس موسیٰؑ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اور اوّل ہی اوّل جب اس پارۂ گوشت کو اس مُردے کے جسم پر مارا تو وُہ زندہ نہ ہُوا یہ حال دیکھ کر بنی اسرائیل پکار اُٹھے۔ اے پیغمبرؑ خدا وُہ وعدہ جو تُو نے ہم سے کیا تھا۔ کہاں گیا تب حق تعالیٰ نے مُوسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ میرے وعدے میں فرق نہیں ہوتا۔ مگر جبتک اس گائے کی کھال کو اشرفیوں سے بھر کر اس کے مالک کو نہ پہنچا دینگے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ حکم سُن کر ان لوگوں نے اپنے مال جمع کئے اور خُدا نے اس کھال کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ اشرفی سے وہ پُر ہُوئی۔

جب وُہ مال اس جوان کے سپُرد کر دیا گیا اور اس عُضو کے مارنے سے وہ مُردہ زندہ ہوگیا تو بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ان دونوں امروں میں سے کونسا امر زیادہ عجیب ہے آیا خدا کا اِس مُردے کو زندہ کرنا اور بولنے کی طاقت دینا یا اس جوان کو اس مال کثیر سے غنی اور مالدار کرنا تب خدا نے وحی بھیجی کہ اے مُوسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اس کی دُنیاوی زندگی کو بہتر اور نیک کروں اور بہشت میں مقام بزرگ میں اس کو جگہ دُوں اور آخرت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا صاحب اور ہم نشیں کروں اسکو مناسب ہے کہ اس جوان کی طرح سے عمل کرے کہ اس نے موسیٰ ابن عمران سے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کا ذکر سُنا تھا پس وہ ہمیشہ اُن پر دُرود بھیجتا تھا اور ان کو تمام مخلوق جن و انس اور ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا۔ اِس لیے یہ مالِ کثیر میں نے اس کو عطا کیا تاکہ خوشحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرے اور داد و دہش سے سرفراز ہو اور اپنے دوستوں سے نوازش اور مروّت سے پیش آئے اور اپنے مصارف سے اپنے دُشمنوں کو سرنگوں اور شرمسار کرے۔

بعدازاں اِس جوان نے حضرت مُوسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ میں ان مالوں کی کیونکر حفاظت کروں اور حاسدوں کے حسد اور دُشمنوں کی دُشمنی سے کس طرح محفوظ رہوں موسیٰؑ نے فرمایا اے جوان اِس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود پڑھا کر جیسا کہ اسکے حاصل ہونے سے پیشتر پڑھا کرتا تھا پس جس خدا نے اس قول کی برکت سے تجھ کو یہ مال عطا فرمایا ہے وہی اسکی حفاظت بھی کریگا جوان نے ایسا ہی کیا جو حاسد حسد کے سبب اسکے خراب کرنیکی نیّت کرتا جو چور اس کو چُرانا چاہتا یا کوئی غاصب اسکو غصب کرنے کا ارادہ کرتا تو خدا یا تو کچھ ایسا لطف و کرم اس شخص کے حال پر فرماتا کہ وُہ خود ہی اس ارادے سے باز رہتا یا کسی آفت و بلا میں اس کو مُبتلا کرتا کہ

مجبوراً اس کو اپنے اِس بدارادے سے رُکنا پڑتا۔

جب مُوسیٰؑ نے اس جوان صالح سے یہ باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ اس کے کلام (دُرود) کے سبب اس کا محافظ ہُوا تو اِس جوان نے جو اس وقت زندہ ہوا تھا کہا میں اس جوان کی طرح محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود بھیجکر اور انکے انوارِ مقدسہ سے متوسّل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دُنیا میں زندہ رکھ کر میرے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند کر اور مجھ کو اس کے سبب خیر کثیر عطا فرما اسوقت وحی ہُوئی کہ اے مُوسیٰؑ اس زندہ شُدہ جوان کی عمر قتل ہونے کے بعد ساٹھ[۶۰] برس باقی رہی تھی۔ اب چونکہ اُس نے محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار سے متوسّل ہو کر مجھ سے درخواست کی ہے اس لیے ستر برس ہم نے اسکی عمر میں اور زیادہ کئے اور ایک سو تیس[۱۳۰] برس اسکی عمر کردی کہ اس عرصے میں وہ صحیح و سالم رہیگا اور اسکے حواس میں کچھ فرق نہ آئے گا اور اسکے قویٰ میں ذرا بھر ضعف نہ ہوگا اور اسکی قوّت شہوانی قوی رہے گی اور اس دُنیا کے حلال سے بہرور ہوگا اور چین سے زندگی بسر کریگا اور مرتے دم تک دونوں میں جُدائی نہ ہوگی اور دونوں ایک ہی وقت مریں گے اور پھر جنّت میں جاکر اکٹھے رہیں گے اور اسکی نعمتوں سے متنعم اور بہرہ ور ہونگے اور اے مُوسیٰؑ اگر وُہ بدبخت قاتل اس جوان کی طرح صحت اعتقاد کیساتھ ان بزرگوں کے انوارِ مقدسہ سے متوسّل ہو کر حسد سے محفوظ رہتے اور میرے رزق پر قناعت (جو کہ بڑی بادشاہی ہے) کرنیکا مجھ سے سوال کرتا تو بیشک میں اسکے سوال کو قبول کرتا اور حسد سے محفوظ رکھتا اور اپنے رزق مقسوم پر اسکو قانع کرتا اور اگر اس فعل شنیع کے مرتکب ہونیکے بعد توبہ کرتا اور ان سے متوسّل ہو کر مجھ سے سوال کرتا کہ اے خدا مجھ کو رُسوا نہ کر تو بیشک میں اسکو رُسوا نہ کرتا اور ان لوگوں کے دلوں کو اظہار قاتل کے سوال کرنے سے پھیر دیتا اور اس جوان کو کسی اور ذریعہ سے اسی قدر مال سے غنی اور مالا مال کرتا اور اگر وُہ رُسوائی کے بعد بھی توبہ کرتا اور اِس جوان کی طرح ان انوارِ مقدسہ سے متوسّل ہو کر سوال کرتا کہ اے خُدا اس بات کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کرا دے اور اس مقتول کے وارثوں کو مجھ پر مہربان کر کہ وُہ اس کا قصاص مُجھ کو مُعاف کر دیں تو میں ضرور ایسا ہی کرتا اور کوئی شخص بھی اس کو اس کے فعل سے شرمندہ اور رُسوا نہ کرتا بلکہ کوئی اِس بات کا ذکر تک بھی نہ کرتا لیکن یہ (ان حضرات کی محبت اور ولایت اور ان سے متوسّل ہونا) میرا فضل ہے جس کو میں چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور میں فضلِ عظیم کا مالک و مختار ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اسکو روک رکھتا ہوں

اور میں عادل اور صاحبِ حکمت ہوں۔

الغرض جب بنی اسرائیل نے اِس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ پس انھوں نے اِس گائے کو ذبح کیا حالانکہ وُہ کرنے والے نہ تھے یعنی اس گائے کی گرانی قیمت کے باعث ان کا قصد یہ تھا کہ یہ کام نہ کریں مگر اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰؑ کو متہم کرنے کے سبب اُن کو ایسا کرنا ہی پڑا۔ اُس وقت حضرت موسیٰؑ کے پاس آ کر فریاد کرنے لگے اور عرض کی کہ تمام قبیلہ مُفلس ہو گیا اور ہم اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنا تمام قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے بیٹھے۔ اب تو ہمارے حق میں خدا سے وُسعتِ رزق کی دُعا کر۔ موسیٰ نے جواب دیا واہ تم لوگ عجب کوردل ہو۔ کیا تم نے اس گائے والے جوان کی دُعا نہیں سُنی اور اس کا اثر نہیں دیکھا اور اس زندہ شدہ جوان کی دُعا کو نہیں سُنا اور اس کے اثر پر نظر نہیں کی کہ اسکو عمرِ طویل اور سعادت اور نعمت اور اپنے حواس اور اعضائے بدنی اور عقل سے بہرہ ور ہونا نصیب ہُوا تم ان دونوں جوانوں کی طرح سے دُعا کیوں نہیں کرتے اور ان حضرات کے انوارِ مُقدّسہ سے متوسّل کیوں نہیں ہوتے تاکہ خدا تمھاری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کرے اور تمھاری روزی فراخ کرے۔ تب انھوں نے دُعا کی۔ اے خدا ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ پس محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور آئمہ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ ہماری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کر۔ اسوقت وحی نازل ہُوئی کہ اے موسیٰؑ ان لوگوں سے کہہ دے کہ ان کے رؤسا فلاں کھنڈرات میں جا کر فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ وہاں دفن ہے اُسکو نکال لیں اور وہ ایک کروڑ اشرفیاں ہیں اوّل یوں کریں کہ گائے کی خرید میں جتنا جتنا روپیہ جس جس نے دیا ہے اُن کو اُتنا اُتنا روپیہ واپس کر دیں تاکہ وُہ اپنی اصلی حالت پر عَود کر آئیں اور باقی پچاس لاکھ کو اسی حساب سے آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسّل ہونے اور اُن کی افضلیت کا اعتقاد کرنے کے عوض ان کا مال مضاعف (دوچند) ہو جائے۔

الغرض اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اسکے قاتل کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور ہر ایک شخص اس گناہ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سر سے ٹالتا تھا اور دُوسرے

کے سر دھرتا تھا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ تم جو قاتل کی خبر کو چھپاتے تھے اور موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادے کو پوشیدہ کرتے تھے۔ اس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے اس لیے کہ تم نے اس سے سوال کیا تھا کہ اس مُردے کو زندہ کر اور تمھارا گمان یہ تھا کہ خدا اس کی دُعا قبول نہ کرے گا۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا الغرض جب وُہ گائے ذبح ہو چکی تو ہم نے حکم دیا کہ اِس گائے کا ایک ٹکڑا لے کر اِس مُردے کے بدن پر مارو كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى جس طرح یہاں ایک مُردے کے دُوسرے مُردے کیساتھ ملنے سے خُدا نے مُردے کو زندہ کیا ہے اسی طرح وُہ دُنیا میں زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔ دُنیا میں تو یہ کہ مرد کی منی عورت کی منی سے ملتی ہے اور خدا اس سے ان کو زندہ کرتا ہے جو باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں اور آخرت میں یہ کہ پہلی دفعہ صور پھونکنے کے بعد اور دُوسرے صور سے پہلے جبکہ تمام زندہ مُردے ہو جائیں گے بحرِ مسجور سے جو آسمان کے قریب ہے (جسکی طرف اشارہ فرمایا ہے وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ) اور وہ مرد کی منی کی مانند ہے۔ زمین پر ایک بارش برسائیگا۔ وُہ آبِ منی گلے سڑے مُردوں کے ساتھ ملیگا اور سب زمین سے روئیدہ ہو کر زندہ ہو جائیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ اور تم کو اور نشانیوں کی طرح اپنی علامتیں اور نشانیاں دکھلاتا ہے جو اس کی وحدانیت اور اس کے پیغمبر موسیٰؑ کی نبوّت اور محمدؐ (جو تمام بندوں اور کنیزوں کے سردار ہیں) اور اس کی آلِ اطہار کے تمام مخلوق سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم اس امر میں تعقل و تفکر سے کام لو کہ جو خدا ان عجائبات کو ظاہر کرتا ہے وُہ اپنی مخلوق کو ایسا حکم نہیں دیتا جو حکمت سے خالی ہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اس نے اس لیے برگزیدہ کیا ہے کہ وُہ تمام صاحبانِ عقل و شعور سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

پارہ ۲۷ سورۂ طور ع ۱

قولہٗ عزّوجلّ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ: پھر اس واقعہ کے بعد تمھارے دِل سخت ہو گئے کہ وُہ سختی میں پتھروں کی مانند تھے یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بعض پتھروں میں سے

تو نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض میں سے پانی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور بعض پتھر خدا کے خوف سے نیچے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمھارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اے گروہ یہود بعد اس کے کہ تمہارے سامنے معجزات باہر زمانۂ موسیٰؑ میں ظاہر ہوئے اور محمدؐ سے طرح طرح کی نشانیاں مشاہدہ کیں تمھارے دل سخت ہو گئے یعنی خیر و رحمت سے اندھے خشک اور ترش ہو گئے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پس وہ خشک پتھروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی رطوبت نہیں نکلتی اور نہ ان میں سے کوئی ایسی چیز جدا ہوتی ہے جس سے کچھ نفع حاصل ہو یعنی تم نہ تو اپنے مالوں سے حق خدا ادا کرتے ہو اور نہ مویشیوں کو تصدق کرتے ہو اور نہ کسی قسم کی نیکی سے عزت حاصل کرتے ہو اور نہ کچھ جود و سخا عمل میں لاتے ہو نہ کسی محتاج و ضعیف کو کھانا کھلاتے ہو نہ کسی مبتلائے رنج و محن سے کچھ نیک سلوک کرتے ہو اور نہ کوئی [illegible] کی سی طرزِ معاشرت اور معاملات کرتے ہو أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً یا قساوت میں ان سے سخت تر ہیں یعنی وہ دل یا تو پتھروں جیسے سخت ہیں یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں یہ بات سامعین پر مبہم رکھی گئی ہے اور اس کو ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اس مثال میں ہے أَكَلْتُ خُبْزًا أَوْ لَحْمًا آیا میں نے روٹی کھائی ہے یا گوشت متکلم کا اس فقرے سے منشا نہیں ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے بلکہ اُسکی غرض صرف یہ ہے کہ سننے والے پر یہ بات مبہم رہے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے اگرچہ وہ خود جانتا ہے جو کچھ اُس نے کھایا ہے اور أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً میں أَوْ بلکہ کے معنے میں نہیں ہے کیونکہ اس طرح پر کسی غلط شدہ کلام کا استدراک کیا جاتا ہے اور وہ جلّ شانہٗ اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی خبر میں غلطی کرے۔ بعد ازاں اس غلطی کا اپنے نفس پر استدراک کرے کیونکہ وہ ایسا عالم ہے کہ جو چیزیں ہو چکیں اور جو ہونگی اور نہ ہونگی اور جو تھیں وہ کیونکر تھیں اور جو ہونگی وہ کیونکر ہونگی سب کی کیفیت اور ماہیت سے واقف ہے بلکہ اپنے نفس پر غلطی کا استدراک کرنا صرف مخلوق ناقص العقل والعلم کا کام ہے نیز یہ أَوْ واو کے معنے میں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس حالت میں دوسرا جملہ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً پہلے جملہ فَهِيَ

كَالْحِجَارَةِ کی تکذیب کرتا ہے اس لیے کہ اس نے جملۂ اوّل میں فرمایا کہ ان کے دل سختی میں پتھروں کی مانند ہیں نہ ان سے زیادہ سخت نہ ان سے زیادہ نرم تو جب جملہ ثانی میں أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً کہا یعنی اور اس سے بھی زیادہ سخت تو قول اوّل سے جس میں فرمایا تھا کہ وہ ان کی نسبت سخت تر نہیں ہیں رجوع کیا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے لَا يَجِيْءُ مِنْ أَوْ بِكُمْ خَيْرٌ لَا قَلِيْلٌ وَّلَا كَثِيْرٌ یعنی تمھارے دلوں میں نیکی نہیں ہے نہ تھوڑی نہ بہت غرض خدا نے اوّل فقرے میں جہاں أَوْ أَشَدُّ فرمایا ابہام رکھا اور فقرہ ثانی میں اس کو صاف کر دیا اور ظاہر فرمایا کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً کے کہنے سے وہ ابہام رفع نہیں ہوا بلکہ آیۂ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ کے کہنے سے یعنی اے یہودیو تمھارے دل قساوت میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی نیکی اور امر خیر سرزد نہیں ہوتا اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں وہ بنی آدمؑ کے حق میں خیر خواہ اور فریادرس ہیں وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ وہ شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی قطرہ قطرہ ہو کر نکلتا ہے۔ یہ بھی ایک امر خیر ہے جو نہروں کے علاوہ ان سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ بعض پتھروں میں سے پھوٹ کر نکلتی ہیں اور ان کے دل ایسے سخت ہیں کہ نہ تو ان سے نہروں کی طرح خیر کثیر ظاہر ہوتی ہے اور نہ تقاطر آب کی طرح خیر قلیل ہی ان سے آشکار ہوتی ہے بہت نہ تھی وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ خوف خدا سے نیچے گر پڑتے ہیں جبکہ ان (پتھروں) پر خدا کا یا اس کے دوستوں محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی آلِ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا جائے اور تمھارے دلوں میں اس قسم کی نیکیوں کا کہیں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ وہ انکو جانتا ہے اور تم کو ان کی جزا دیگا۔ کیونکہ وہ عادل ہے اور ظالم نہیں ہے کہ تمھارے حساب میں سختی اور تشدد کرے اور عذاب و عقاب سے تم کو ایذا دے۔

جس طرح اس آیت میں خدا نے ان یہودیوں کے دلوں کا وصف بیان کیا ہے اسی طرح سورۂ نسا میں فرماتا ہے أَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا

پارہ ۵ سورۂ نسا ع ۸

یعنی اُن کے لیے سلطنت کا حصہ نہیں ہے۔ اگر اُن کو مل جائے تو وُہ کھجُور کی گٹھلی کے گڑھے کے برابر یعنی ذرا سا بھی لوگوں کو نہ دیں۔

پارہ ۲۸ سورۂ حشر ع ۳

اور جس طرح اس جگہ احجار یعنی پتھروں کی توصیف بیان کی ہے اسی طرح سُورہ حشر میں فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اے محمدؐ تو دیکھتا کہ وُہ پہاڑ خوف خدا سے ڈر کر خشوع و خضُوع کرتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا اور یہ دھمکی اور ڈانٹ خدا کی طرف سے یہودیوں اور ناصبیوں کے لیے ہے جو کہ دو امروں کے جامع اور دو خطاؤں کے مُرتکب تھے۔

جب یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہُوئی تو یہودیوں کو نہایت شاق گزری اور ان میں سے بہت سے رئیس اور زباں دان اور مُقرر جمع ہو کر حاضر خدمت ہُوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تو ہماری ہجو کرتا ہے اور ہمارے دلوں کے باب میں ایسا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل برخلاف ہے۔ حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ اُن میں خیرِ کثیر موجود ہے ہم روزے رکھتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ امرِ خیر وُہ ہے جو محض خدا کے واسطے ہو اور اسکے حکم کے مُطابق کیا جائے اور جس عمل سے ریاکاری ناموری شہرت اور پیغمبرِ خدا کی مخالفت اور معاندت مقصُود ہو اور اپنا غنی اور صاحبِ مُقدور و جاہ دار ہونا اور اپنے افضل اور اشرف ہونے کا اظہار کرنا منظور ہو وُہ عمل خیر نہیں ہے بلکہ محض شر ہے اور وُہ اپنے بجالانے کے حق میں باعث وبال و نکال آخرت ہے کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب اس شخص کو عذابِ شدید میں مُبتلا کریگا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر یہُودی بولے اے محمدؐ تو تو یہ کہتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم صرف کرتے ہیں۔ وُہ محض اس غرض سے ہے کہ تیرا کام باطل ہو۔ اور تیری ریاست جاتی رہے اور تیرے اصحاب سب تجھ سے الگ ہوجائیں اور یہ جہادِ اعظم ہے جس کے صلے میں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو ثوابِ عظیم اور اجرِ جزیل عطا فرمائیگا۔ اقل درجہ ہم اس بات کو فرض کر لیتے ہیں کہ تو اور ہم اپنے دعوؤں میں مساوی ہیں اب تو بتا کہ تجھ کو ہم پر کونسی فضیلت ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودیو دعوؤں میں اہل حق اور اہلِ باطل بیشک برابر ہوتے ہیں مگر اللہ کی دلیلیں اور اسکی حجتیں ان دونوں کا فرق ظاہر کر دیتی ہیں اور اہلِ باطل کا کذب و بُہتان

اور اہلِ حق کی راستی اور اُن کا حق پر ہونا منکشف ہوجاتا ہے اور محمدؐ جو خُدا کا پیغمبرؐ ہے تمھاری جہالت کی باتوں سے غمگین نہیں ہوتا اور نہ تم کو بلا دلیل اپنی پیغمبری کے تسلیم کرنے کی تکلیف دیتا ہے بلکہ تم پر خدا کی ایسی حجت قائم کرتا ہے جس کا دفیعہ تمھارے امکان میں نہیں ہے اور اس کے حاصل اور لازمی نتیجہ سے بچنا تمھاری طاقت سے باہر ہے اور اگر محمدؐ کوئی نشانی اپنے پاس سے تم کو دکھائے تو تم شک کرو گے اور کہو گے کہ وُہ تکلّف اور بناوٹ ہے اور اس میں کسی مکروفریب سے کام لیا گیا ہے یا اوروں سے مل جُل کر ایسا کیا گیا ہے اور جب تم خود سوال کرو گے اور اپنی درخواست کے موافق دیکھ لوگے تو تم کو اتنی بات کہنے کی گنجائش نہ رہیگی کہ یہ انہی کا کام ہے یا اوروں سے مل کر ایسا کیا ہے یا اس میں کسی قسم کا مکروفریب استعمال کیا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جو کچھ تم درخواست کرو گے ویسا ہی ظہور میں آئیگا تاکہ تم میں سے کافروں کے عذرات منقطع ہوجائیں اور مومنوں کی بصیرت میں زیادتی ہو۔ یہودیوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تُو نے ہم سے انصاف کی بات کہی۔ اگر تُو نے اس وعدۂ انصاف کو جو تُو نے کیا ہے پُورا کیا تو ہماری درخواست بجالانے سے تیرے عاجز ہونے اور اپنی طرف سے جو دعویٰ نبوت کرتا ہے اس کے باطل ہونے کے سبب تُو خود دعویٰ نبوت چھوڑ کر سب سے پہلے شمارِ اُمت میں داخل ہوجائیگا اور احکامِ توریت کو تسلیم کرنے لگے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ دھمکانا کچھ مفید نہ ہوگا۔ بلکہ حق اور صدق تمھارے حال سے خبر دیگا تم جو درخواست کرنی چاہتے ہو کرو تاکہ اس میں تمھارے عذرات قطع ہوجائیں۔ تب اُنھوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں فقیروں اور محتاجوں کی ہمدردی اور ضعیفوں کی امداد کرنے اور ابطالِ باطل اور احقاقِ حق کے لیے مال صرف کرنے کا ارادہ بالکل نہیں ہے اور پتھر ہمارے دلوں کی نسبت زیادہ تر نرم ہیں اور ہم سے بڑھ کر خدا کے مُطیع و فرمانبردار ہیں یہ پہاڑ جو ہمارے نزدیک ہیں۔ آ۔ ان میں سے ایک پہاڑ کے پاس چلیں اور اس سے اپنی راستگوئی اور ہماری دروغ بیانی کی شہادت طلب کر۔ اگر اس نے تیری تصدیق کی تو ہم پر لازم ہوگا کہ تیری متابعت کریں اور اگر اس نے تیری تکذیب کی یا خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو ہم جان لیں گے کہ تو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے سبب امرِ باطل پر لڑتا بھڑتا ہے حضرتؐ نے فرمایا بہت خُوب آؤ جس پہاڑ کی طرف چلنا چاہتے ہو چلو تاکہ میں اپنے لیے اس سے

گواہی طلب کروں ورنہ وہ تمہارے مقابلے میں میرے حق میں شہادت دے. تب وُہ ایک پہاڑ کیطرف
چلے جو بستی سے دُور تھا اور وہاں پہنچکر عرض کی اے محمدؐ اس پہاڑ سے گواہی طلب کر حضرتؐ نے اس
پہاڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے محمدؐ اور اسکی آل اطہار (جن کے اسمائے گرامی کے
ذکر کرنے کی برکت سے خُدا نے آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر عرش کو ہلکا کر دیا جس کو اس سے پہلے وہ
مع اور فرشتوں کی جمعیّت کثیر کے جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں جنبش بھی نہ دے سکتے
تھے اور جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی اور ان کی خطا
بخشی اور ان کو اپنا اصلی مرتبہ پھر عطا کیا اور جن کے ناموں کے ذکر کرنے اور ان کا واسطہ دے کر
دُعا کرنے سے خُدا نے ادریسؑ کو بہشت میں مکان بلند میں پہنچایا) کے مرتبہ عالیہ کا واسطہ دے کر
سوال کرتا ہوں کہ تو ان یہودیوں کے سامنے محمدؐ کے لئے گواہی دے جو خدا نے تیرے سپرد کی ہے
جس میں ان کے دلوں کی سختی کے بیان کرنے میں اُسکی تصدیق اور ان یہودیوں کے کُفر و نخوت
ہونے میں ان کی تکذیب کا بیان ہو جب حضرتؐ . فرما چکے تو وُہ پہاڑ حرکت میں آیا اور
اُس میں زلزلہ پیدا ہُوا اور اس سے پانی جاری ہُوا اور اس نے آواز دی اے محمدؐ میں گواہی
دیتا ہوں کہ تو رسولِ ربّ العالمین اور سردارِ جمیع خلائق اوّلین و آخرین ہے اور میں شہادت
دیتا ہوں کہ اُن کے دل جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے. پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ
ان میں سے کسی قسم کی نیکی کی بات نہیں نکلتی جس طرح پتھروں سے کبھی پانی کے سیلاب
جاری ہوتے ہیں اور کبھی تھوڑا تھوڑا پانی رِستا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جو
آپ کو خُدا پر افترا اور جھُوٹ باندھنے کی نسبت دیتے ہیں اپنے قول میں جھُوٹے اور کاذب
ہیں پھر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے فرمایا. اے پہاڑ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تُو یہ بیان کر
کہ خُدا نے تجھ کو ہر امر میں میری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جس کو میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے (کہ جنکی
برکت سے خُدا نے نوحؑ کو کربِ عظیم سے نجات دی اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پہ آگ کو سرد کیا
اور اس کو ان کے لیے باعثِ سلامتی قرار دیا اور ان کو آگ کے درمیان ایسے تخت اور فرش
نرم پر متمکن کیا کہ اس بادشاہ جابر نے نہ تو اپنی سرکار میں ان کی مثل دیکھے تھے اور نہ اور بادشاہان
رُوئے زمین نے ان کی نظیر دیکھی اور سُنی تھی اور انواع و اقسام کے گُل و ریحان اور میوہ جات

اس جگہ اُگائے جو سال کی ہر چہار فصلوں میں جُدا جُدا اپنے اپنے وقت پر اُگا کرتے ہیں)
مرتبہ کا واسطہ دے کر تجھ سے طلب کروں. پہاڑ نے جواب دیا اے محمدؐ ہاں میں گواہی دیتا
ہوں کہ جو کچھ تو نے کہا حق ہے. نیز میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر تُو اپنے پروردگار سے سوال کرے
کہ تمام دُنیا کے مردوں کو بندر اور سُور بنا دے تو وہ بیشک ایسا ہی کر دے یا یہ سوال کرے
کہ سب کو فرشتے بنا دے ایسا ہی ظہور میں آئے اور اگر تُو دعا کرے کہ آگ کو یخ اور یخ کو
آگ کی حالت میں منقلب کر دے تو بیشک ایسا ہی ہو جائے یا یہ دُعا کرے کہ آسمان کو زمین پر
گرا دے اور زمین کو آسمان پر بلند کر دے تو اسی طرح ظہور میں آئے. یا خدا سے تو یہ طلب
کرے کہ مشرق اور مغرب اور نشیب ہائے زمین سب کو ایک تھیلی (کیسہ) کی مانند کر دے
تو در حقیقت خدا ایسا ہی کر دکھائے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا نے تمام آسمانوں -
زمینوں. پہاڑوں. دریاؤں اور جنگلوں کو تیرا فرمانبردار بنایا ہے اور ہوائیں. بجلیاں اور
اعضائے حیوان و انسان تمام مخلوقات تیرے مطیع ہیں جو حکم تو ان کو کرے وہ اُس کی
تعمیل کریں گے.

اِن معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنے کے بعد یہودی بولے اے محمدؐ تُو ہم کو دھوکا دیتا ہے
تُو نے پہاڑ کے پتھروں کی آڑ میں اپنے کچھ اصحاب کو بٹھا رکھا ہے کہ وُہ کلام کرتے ہیں اور
ہم سے کہتا ہے کہ پہاڑ باتیں کر رہا ہے اب ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ آواز جو ہم کو سنائی دیتی
ہے پہاڑ کی ہے یا اُن مردوں کی اس قسم کی باتوں سے نادان اور ضعیف العقل لوگ ہی دام
فریب میں پھنس سکتے ہیں اگر تو اپنے دعوی میں راستی پہ ہے تو پہاڑ سے ہٹ کر دُور جا کھڑا ہو
اور اس کو حکم دے کہ جڑ سے اُکھڑ کر تیرے پاس آئے جب وُہ ہمارے رُوبرو تیرے آگے آ
جائے تو اس کو حکم دے کہ ارتفاع میں سے دو برابر ٹکڑے ہو جائے اور نیچے والا نصف حصّہ
اوپر چلا جائے. جب چوٹی والا جڑ میں آجائیگا اور جڑ والا حصّہ چوٹی پر چلا جائے گا تو ہم جانیں گے
کہ یہ بات خُدا کی طرف سے ہے کسی کی شراکت اور دھوکہ باز سرکشوں کی اعانت سے ایسا ظہور میں نہیں آ
سکتا تب آنحضرتؐ نے ایک پتھر کی طرف جو پانچ رطل (۲½ سیر) وزن میں تھا اشارہ کیا اور فرمایا اے
پتھر گردش میں آ وُہ فوراً گردش میں آیا جب قریب پہنچا تو اس یہودی سے جو حضرتؐ سے

مخاطب تھا فرمایا اس پتھر کو اُٹھا کر اپنے کان کے برابر رکھ تاکہ جو شہادت اُس پہاڑ نے دی تھی وُہی یہ پتھر بھی دے اس لیے کہ یہ بھی اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب اس نے اس پتھر کو اُٹھا کر کان سے لگایا تو قدرتِ خدا سے وُہ پتھر بولنے لگا اور جو آواز پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی کہ اس نے یہودیوں کے دلوں کی بابت جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اور جو آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ یہودیوں کے اخراجات جو محمدؐ کے دفعیہ کے لیے ہیں وہ بالکل فضول اور باطل ہیں بلکہ ان ہی کے لیے باعث وبال و نکال ہیں۔ اس کی تصدیق کی تھی اس پتھر سے بعینہ وہی آواز پیدا ہوئی۔ تب حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سُنا یہ پتھر کیا کہتا ہے۔ اب بتا اس کے پیچھے بھی کوئی آدمی بیٹھا ہے جو تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے کہ پتھر تجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہودی نے عرض کی یہ بات تو نہیں ہے۔ مگر جو درخواست میں نے کی ہے اُس کو پُورا کر۔ تب آنحضرتؐ وہاں سے دُور ہٹ گئے اور ایک وسیع میدان میں جا کر کھڑے ہوئے۔ پھر آواز دی اے پہاڑ میں محمدؐ اور اُس کی آلؑ اطہار کے مرتبے کا تجھ کو واسطہ دیتا ہوں (جن کے مرتبے کے باعث اور بندگانِ خدا کے اُن کا واسطہ دے کر دُعا کرنے کے سبب خدا نے قومِ عاد پر تند ہوائے صرصر کو بھیجا جو لوگوں کو اکھاڑ کر گراتی تھی اور وُہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کھجوروں کے کندے گرے پڑے ہیں اور جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ قومِ صالح پر ایک خوفناک چیخ مارے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُسکے صدمے سے خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے) کہ تو حکمِ خدا سے اپنی جگہ سے اکھڑ کر جدا ہو اور یہاں میرے پاس آ اور ہاتھ کو اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا وُہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اسپ تیز رو کی طرح نہایت تیزی سے چلا اور آ کر جہاں حضرتؐ نے نشان دیا تھا ٹھہر گیا اور اس کی جڑ حضرتؐ کی اُنگلیوں کے نزدیک آگئی اور ان سے مُلحق ہو گئی۔ پھر قائم ہو کر عرض کی اے رسولؐ ربُّ العالمین میں آپکے حکم کو گوشِ دل سے سُننے اور دل و جان سے آپکی فرمانبرداری کو حاضر ہوں اگر آپ ان معاندوں کی ناکوں کو رگڑنا (یعنی انکو ذلیل و خوار کرنا) چاہیں تو مجھے حکم دیں۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان معاندوں نے درخواست کی ہے کہ میں تجھ کو حکم دُوں کہ زمین سے اکھڑ کر برابر دو ٹکڑے ہو جا اور اُوپر کا نصف حصّہ نیچے آ جائے اور نیچے کا آدھا حصّہ اُوپر چلا جائے یعنی چوٹی جڑ میں آ جائے اور جڑ چوٹی کی جگہ جا قائم ہو پہاڑ نے عرض کی

یا رسُولؐ اللہ آپ مجھ کو اس امر کے بجا لانے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں وُہ پہاڑ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا نیچے کا حصّہ اُوپر چلا گیا اور اُوپر کا حصّہ نیچے آ گیا اور جڑ چوٹی کی جگہ اور چوٹی جڑ کی جگہ جا قائم ہوئی۔ پھر پہاڑ نے آواز دی اے گروہ یہود آیا یہ معجزہ موسیٰؑ کے معجزوں سے کم ہے جن پر تم اپنے زعم میں ایمان لائے ہو۔ یہ آواز سُن کر یہودی ایک دُوسرے کی طرف تکنے لگے بعض نے کہا کہ اب ہم کو اس کے ہاتھ سے گریز کی صُورت باقی نہ رہی اور بعض بولے کہ یہ شخص صاحبِ اقبال اور خوش نصیب ہے اور ایسا شخص جس چیز کا ارادہ کیا کرتا ہے وُہی اُسکے لیے مہیا ہو جایا کرتی ہے اور صاحبِ بخت کے لیے عجائبات ظہور میں آیا کرتے ہیں تم ان عجائبات کے مُشاہدہ کرنے سے جو اس سے ظاہر ہوئے اُس کے دامِ فریب میں مت پھنسو۔ ان کی یہ باتیں سُن کر پہاڑ نے آواز دی اے دُشمنانِ خدا تم نے ان باتوں سے موسیٰؑ کی پیغمبری کو باطل کیا۔ آیا تم نے موسیٰؑ سے نہیں کہا تھا کہ عصا کا اژدہا کی صُورت میں بدل جانا اور دریا شگافتہ ہو کر اس میں راستوں کا ظاہر ہو جانا اور پہاڑ کا سائبان کی طرح سروں پر آ کر ٹھہرنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تو صاحبِ نصیب اور اقبال مند ہے۔ تیرے نصیب ان عجائبات کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے ہم تجھ سے ان عجائبات کے مشاہدہ پر فریفتہ اور گرویدہ نہیں ہوتے القصّہ وہ پہاڑ بعد اس کلام زجر آمیز کے اُن یہودیوں کو نگل گیا اور حجّت پروردگار اُن پر لازم ہو گئی۔

قولہٗ عزّوجل أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ (ترجمہ)

اے محمدؐ و اصحابِ محمدؐ کیا تم طمع کرتے ہو کہ وُہ یہودی تمھاری تصدیق کریں گے اور ایمان لائیں گے۔ حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا تھا کہ کلامِ خدا کو سُنتے تھے اور اسکے سمجھ جانے کے بعد اس میں تحریف اور تبدیلی کر دیتے تھے اور وُہ جانتے تھے کہ یہ خُدا کا کلام ہے اور جب یہودی مومنوں سے مُلاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمھاری طرح ایمان

لائے ہیں (اور توریت میں صفاتِ محمدؐ مرقوم ہیں) اور جب خلوت میں باہمدیگر ملاقات کرتے ہیں تو اور یہودی اِن ملاقات کرنے والے یہودیوں سے کہتے ہیں کیا تم ان مسلمانوں سے وہ باتیں کرتے ہو جو خدا نے تم پر واضح کی ہیں تاکہ وہ لوگ (کل قیامت کے دن) اس کلام سے خدا کے سامنے تم پر حجت قائم کریں۔ آیا تم نہیں سمجھتے (کہ اپنا راز دشمن کو بتاتے ہو) آیا ان یہودیوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا ان کی پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولِ خداؐ نے ان یہودیوں کو اپنے معجزے سے ساکت اور لاجواب کر دیا اور اپنے دلائل واضحہ اور براہین باہرہ سے ان کے عذروں کو قطع کیا تو پھر ان کو حضرتؐ سے حجت طلب کرنے اور ان کے معجزات میں اپنی تلبیسات کو داخل کرنے کی قدرت نہ رہی۔ آخر کار لاچار ہو کر عرض کی اے محمدؐ ہم ایمان لائے کہ تو رسولِ ہادی و مہدی ہے اور علیؑ جو تیرا بھائی ہے وہ تیرا وصی اور ولی ہے اور جب وہ یہودی اور یہودیوں سے ملتے جلتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہم نے جو اس پر اپنا ایمان لانا ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو ان کے فساد کے رفع کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی اور یہ ہمارا ظاہری ایمان لانا اُسکی اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی کرنے میں ہمارا معین و مددگار ہے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اس لیے وہ اپنے رازوں کو ہم سے ذرا نہیں چھپاتے اور بلا تامل ہم کو بتا دیتے ہیں اور ہم جا کر ان کے دشمنوں کو مطلع کر دیتے ہیں آخر کار وہ ہماری امداد اور معاونت سے ایسے وقت میں ان پر حملہ آور ہونگے جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مشغول اور مضطرب الحال ہونگے اور دشمنوں کا دفعیہ اور انکی روک تھام ان کے لیے متعذر اور مشکل ہو گی۔ اس قسم کی باتوں سے وہ لوگ باقی یہودیوں کے آگے حضرتؐ کے معجزات و آیات کا جو وہ مشاہدہ کرتے تھے انکار کرتے تھے۔

الغرض حق تعالیٰ نے انکی بداعتقادی اور بداخلاقی اور قلبی برائیوں کے حال سے اپنے رسولؐ کو مطلع کیا اور خبر دی کہ جو شخص تیرے معجزات باہرہ اور دلائل واضحہ کو دیکھ کر تیری نبوت کا اقرار کرتا ہے یہ لوگ اس کے روبرو تیرے محمدؐ ہونے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے أَفَتَطْمَعُونَ آیا تو اے محمدؐ اور تیرے اصحاب علیؑ اور اس کی آل اطہار یہ طمع رکھتے ہیں کہ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ یہ یہودی جن کو تم نے لاجواب اور ساکت کیا ہے اور آیات الہٰی اور اُسکے دلائل واضحہ سے انکو مغلوب کیا ہے تم پر ایمان لائیں گے اور دل سے تمہاری تصدیق کرینگے اور خلوت میں جا کر اپنے مثل شیاطین یا آشناؤں سے تمہارے بزرگ اور پسندیدہ احوال کو بیان کرینگے وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ حالانکہ ایک فریق ان یہود ان بنی اسرائیل میں سے ایسا تھا کہ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ طورِ سینا کی جنت میں جا کر خدا کے کلام اور اس کے اوامر و نواہی کو سنتے تھے ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ پھر سننے کے بعد جب اپنے باقی لوگوں کو پہنچاتے تھے تو اُس کو بدل ڈالتے تھے مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ بعد اس کے کہ وہ اسکو سمجھتے اور یہ جانتے تھے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے اور ہم اپنی بات میں جھوٹے ہیں۔

اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب وہ موسیٰؑ کے ہمراہ کوہِ طور کی طرف گئے اور وہاں جا کر انھوں نے خدا کا کلام سنا اور اُس کے اوامر و نواہی سے مطلع ہو کر واپس آئے اور وہ احکام اپنے باقیماندہ لوگوں کو پہنچائے پس یہ امر ان کو شاق اور ناگوار گزرا لیکن ان میں جو لوگ مومن تھے وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور اپنے دلوں میں اس امر کی تصدیق کی اور جن یہودیوں نے اس قصہ میں رسولِ خداؐ سے نفاق رکھا ان کے گزشتہ بزرگوں نے بنی اسرائیل سے بیان کیا تھا کہ خدا نے ہم سے یہ بات کہی اور اپنے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے باز رہنے کا حکم دیا جو ہم تم سے ذکر کر چکے اس کے بعد حکم دیا کہ اگر تم کو میرے اوامر کا بجالانا دشوار اور ناگوار معلوم ہو تو ان کے نہ کرنے پر تم سے کچھ باز پرس نہ ہو گی اور اگر میرے نواہی سے باز رہنا تم پر شاق ہو تو اس امر منکر کے مرتکب ہونے اور اس فعل شنیع میں پڑنے سے تمہارا کچھ حرج نہیں ہے وَهُمْ يَعْلَمُونَ ان کو معلوم ہے کہ وہ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں۔ اب خدا ان کے دوسرے نفاق اور ان کی جہالت کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا اور جب وہ یہودی سلمانؓ مقدادؓ۔ ابوذرؓ عمارؓ جیسے مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو قَالُوا آمَنَّا ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح سے ایمان لائے ہیں کہ محمدؐ خدا کا پیغمبرؐ اور اس کا بھائی علیؑ ابن ابی طالب امام برحق ہے اور وہ اس کا بھائی ہے جو خلقِ خدا کا ہادی اور رہنما ہے اور اسکا وزیر ہے جو حاکم و والی خلق ہے اور اس کی امت پر اس کا خلیفہ اور جانشین ہے اور اس کے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اس کو بری الذمہ کرنیوالا اور اس کی سیاست کے بار گراں کو اٹھانیوالا ہے اور خلقت کے لیے ایسا پیشوا ہے کہ اگر وہ اسکی اطاعت کریں تو غضب رحمٰن سے محفوظ رہیں اور رضائے خدا ان کو

حاصل ہوا اور وُہ خلفاء (ائمۂ طاہرین) جو اس کے بعد ہونگے روشن ستارے اور چمکدار چاند اور نہایت پُرضیا آفتاب ہیں اور ان کے دوست خدا کے دوست ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن اور بعض یہودی کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ صاحب معجزات اور دلائل واضحہ کا قائم کرنے والا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفارِ قریش اسکے قتل کرنے پر متفق ہوئے اور مار ڈالنے کے ارادے سے اس کو تلاش کیا تو خدا نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو خشک کر دیا کہ کام کرنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے اور وہاں سے خائف و خاسر بے نیل مرام واپس چلے گئے اور اگر محمدؐ چاہتا تو تن تنہا ان سب کو قتل کر ڈالتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کُفارِ قریش نے اس سے مجادلہ کیا تو بولے کہ آہبل کے پاس چلیں اور اسکو اپنا حکم (منصف) قرار دیں تاکہ وُہ ہماری صداقت اور تیری دروغگوئی کی شہادت دے جب وُہ ہبل کے پاس پہنچا تو وہ بُت مُنہ کے بَل گر پڑا اور اُس نے شہادت دی کہ اے محمدؐ تو نبی خدا ہے اور تیرا بھائی علیؑ امام ہے اور اس کے بعد اس کے فرزند اس کے وارث ہونگے اور اسکی سیاست اور امامت کو قائم کرینگے اور وُہ ایسا شخص ہے کہ جب قوم قریش نے اس کو شعب ابوطالب میں محصور کیا اور اس کے دروازے پر چند شخصوں کو مقرر کیا تاکہ کوئی شخص اُنکو غذا پہنچانے نہ پائے اور نہ کسی کو اندر سے نکلنے دیں تاکہ وُہ ان کے لیے کہیں سے کھانا نہ لے آئے تو حق تعالیٰ نے سب کو جو محاصرے میں تھے خواہ کافر تھے یا مومن من و سلوٰے سے بہتر اور افضل غذا عنایت فرمائی اور انواع و اقسام کے میووں اور کھانوں میں سے جس چیز کی وہ خواہش کرتے تھے آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے ان کے لیے مُہیا کی اور لباسہائے فاخرہ ان کو پہننے کے لیے عطا فرمائے اور جب حضرتؐ نے ان لوگوں کو اس درہ کی تنگی سے دِل تنگ دیکھا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھوں کو پہاڑوں کی طرف اُٹھا کر اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وُہ فوراً ہٹ گئے اور اس درے میں ایسا وسیع جنگل پیدا ہو گیا کہ اس کے دونوں سرے نظر نہ آتے تھے پھر اپنے دستِ مُبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا اے محمدؐ اور اس کے انصار کے امانتدار جو درخت اور میوہجات اور گل و ریاحین اور نباتات خدا نے تمھارے سپرد کی ہیں ان کو باہر نکالو تب قدرت خدا سے وہ تمام جنگل گھاس۔ سبزے۔ گُل و ریحان اور انواع و اقسام کے درختوں اور میوں سے پُر ہو گیا۔

جن کے مُشاہدے سے دِل اور آنکھیں بشاش اور بہرہ ور ہوں اور فکر و غم دُور ہوں اور اس جنگل میں عجیب و غریب درختوں کے موجود ہونے اور پھلوں کے گرنے اور نہروں کے جاری ہونے اور پھولوں کی طراوت اور نباتات کی تر و تازگی کے سبب وُہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا میدان دُنیا کے کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے۔

اور محمدؐ ایسا شخص ہے کہ جب ابوجہل ملعون کا قاصد تہدید و تخویف کرتا اسکے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ وُہ خبط جو تیرے سر میں سمائے ہیں انھوں نے مکہ میں تیرا رہنا دشوار کر دیا اور تجھ کو مدینہ میں پہنچایا اور وُہ برابر تجھ میں قائم رہیں گے۔ یہاں تک کہ تجھ کو ایسے امُور کے بجالانے پر برانگیختہ کریں جو تجھ کو گاڑ دیں اور اس درجہ پر پہنچا دیں کہ تو اس شہر کو اس کے باشندوں کے حق میں فاسد کر دے اور ان کو حزن و ملال میں مُبتلا کرے اور تو اپنی حد اور طریقے سے باہر نکل جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ قریش تیری بیخ کنی اور تیری بلاد ضرر کے دفعیہ کے ارادہ سے ایک دل ہو کر تجھ پر حملہ آور ہونگے اور تو اپنے نادان اور فریب خوردہ ہمراہیوں کیساتھ ان کے مقابل ہوگا اور جو لوگ تیری نبوّت کے مُنکر اور تیرے دشمن ہیں وُہ بھی اس جنگ میں تیرے مددگار ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کو خوف ہے کہ اگر تُو مارا گیا تو وُہ بھی مارے جائیں گے اور تیرے بَلا میں پھنسنے سے ان کے عیال و اطفال بھی بَلا میں مُبتلا ہوں گے اور تیرے اور تیرے تابعین کے محتاج ہونے سے وُہ اور ان کے خویش و اقارب سب مُحتاج اور تنگدست ہو جائیں گے کیونکہ ان کو یقین واثق ہے کہ تیرے دُشمن جب تجھ پر غالب ہو جائیں گے اور بقہر و غلبہ ان کے شہر میں داخل ہونگے تو وہ تیرے دوستوں اور دُشمنوں میں تمیز نہ کرینگے اور تیرے ساتھ ان کی بھی بیخ کنی کر دینگے اور جس طرح تیرے عیال و اطفال کو اسیر کرینگے اور مال و اسباب کو لُوٹیں گے اسی طرح ان کے عیال و اطفال اور مال و متاع کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے۔ وَاَعۡذَرَ مَنۡ وَاَنۡذَرَ وَبَالَغَ مَنۡ اَوۡضَحَ یعنی جس نے خوف دلایا اور ڈرایا اُس نے عذر کو پُورا کیا اور جس نے واضح طور پر بیان کیا اُس نے حقِ رسالت ادا کیا۔

جب ابوجہل علیہ اللعن کا یہ پیغام پہنچا تو حضرتؐ مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور بہت سے اصحاب اور یہودانِ بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو آنحضرتؐ کا مُنکر تھا وہاں موجود تھے۔

اور ابوجہل نے اپنے قاصد کو ایسا ہی حکم دیا تھا تاکہ یہودی مومنین کو بزدل کریں اور باقی کفار کو جو وہاں موجود ہوں آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی ترغیب دیں۔ آخر کار آنحضرتؐ نے اس قاصد سے فرمایا آیا تو اپنی بات تمام کر چکا اور اپنے پیغام کو پورا پہنچا دیا۔ وہ بولا ہاں حضرتؐ نے فرمایا اب میرا جواب سن ابوجہل تو مجھ کو مصیبتوں اور ہلاکتوں سے ڈراتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ کو نصرت و ظفر کا وعدہ دیتا ہے اور خدا کی خبر بہت ہی سچی ہے اور امر الٰہی کا قبول کرنا انسب اور اولیٰ ہے۔ محمدؐ کو کسی شخص کے امداد نہ کرنے اور اُس کے غضبناک ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہے جبکہ خدا اس کا معین و مددگار ہو اور اپنے جود و کرم سے اُس پر فضل و احسان کرے۔ اے قاصد تو اس سے جا کر کہہ دینا کہ اے ابوجہل تو نے مجھ کو وہ پیغام دیا جو شیطان نے تیرے دل میں ڈالا تھا اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خدائے رحمٰن نے میرے دل میں القا کیا ہے (اور وہ یہ ہے) کہ میرے اور تیرے درمیان اُنتیس ۲۹ دن تک لڑائی ہوگی اور تجھ کو میرا ایک نہایت ضعیف اصحابی قتل کریگا اور تو عنقریب عتبہ۔ شیبہ۔ ولید اور فلاں فلاں کو لے کر ہمارے مقابلے کو آئے گا اور حضرتؐ نے چند آدمیوں کے نام لیے جو چاہ بدر کے معرکہ میں شامل ہونے والے تھے میں سے ستر شخصوں کو قتل کرونگا اور ستر کو قید کروں گا اور بھاری فدیہ لے کر چھوڑوں گا۔ بعد ازاں مومنین اور یہود و نصاریٰ اور دیگر حاضرین کو جو وہاں موجود تھے آواز دی اگر تم ان مقتولوں کا مقامِ قتل دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ مقامِ بدر میں چلو کیونکہ وہ مقام معرکہ آرائی اور میدانِ جنگ ہے اور وہیں یہ بلائے عظیم وارد ہوگی تاکہ میں ہر ایک مقتول کے قتل گاہ پر اپنا قدم رکھوں اس کے بعد بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ٹھیک وہی مقام ہے نہ زیادہ ہوگا نہ کم اور نہ کسی قسم کا تغیر اس میں ہوگا اور نہ ایک لحظہ آگے اور نہ پیچھے ہوگا۔ اور نہ اس سے تھوڑا ہوگا۔ نہ بہت حاضرین میں سے کسی نے بھی اس بات کو آسان نہ سمجھا اور سوائے علیؑ ابنِ ابی طالب کے اور کسی نے قبول نہ کیا۔ مگر اس ولیِ خدا نے عرض کی ہاں یارسولؐ اللہ بسم اللہ تشریف لے چلیئے اور باقی سب نے کہا کہ ہم کو سواری اور سامانِ سفر اور اخراجات کی ضرورت ہے ورنہ ہم کسی طرح وہاں نہیں جا سکتے کیونکہ وہ یہاں سے کئی دن کی راہ ہے۔ پھر حضرتؐ نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمھاری کیا رائے ہے وہ بولے ہم اپنے

گھر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ ہم کو اس چیز کے دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کے دعویٰ میں تو جھگڑ رہا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا تم کو وہاں تک پہنچنے میں ایک قدم اٹھانے سے زیادہ کی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے حق تعالیٰ زمین کو تمھاری خاطر سکیڑ دیگا اور دوسرے قدم میں وہاں پہنچا دیگا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر مخلص مومن بولے حضرتؐ سچ فرماتے ہیں اب ہم اس آیت الٰہی سے مشرف و ممتاز ہونگے اور کفار و منافقین نے کہا اب ہم اس جھوٹ کا امتحان کرینگے تاکہ محمدؐ کا عذر قطع ہو جائے اور اس کا اسی پر حجت ہو اور اس کے جھوٹ کو واضح اور آشکار کر دیں الغرض اُن لوگوں نے جب پہلے قدم کے بعد دوسرا قدم طے کیا تو ناگاہ اپنے آپ کو چاہ بدر کے پاس پایا۔ یہ معجزہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا اِس کوئیں کو اپنا نشان مقرر کرو اور اس سے اتنے گز کا فاصلہ ناپو جب پیمائش ختم ہوئی تو فرمایا۔ یہاں ابوجہل مارا جائے گا۔ اور اسکو فلاں انصاری زخمی کریگا۔ اور میرا نہایت ضعیف صحابی عبداللہ ابنِ مسعود اسکو قتل کریگا۔ بعد ازاں فرمایا کوئیں سے فلاں اور فلاں طرف اتنے اور اتنے گز ناپو جب ناپ چکے تو فرمایا یہ عتبہ کی قتل گاہ ہے یہ شیبہ کی اور یہ ولید کی اور عنقریب فلاں اور فلاں مارے جائینگے اور ستر کفار کے نام گنوائے اور فلاں اور فلاں قید ہونگے اور ان کافروں کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام مع انکی صفات کے بیان فرمائے اور جو لوگ انکے آبا و اجداد سے منسوب تھے۔ اُن کے نسب اور ان کے دوستوں کے نسب بھی ذکر کیے بعد ازاں فرمایا تم میری ان باتوں سے واقف ہو گئے۔ سب نے عرض کی کہ ہاں یارسولؐ اللہ حضرتؐ نے فرمایا یہ بات حق ہے اور خدا کا وعدہ حتمی اور قضائے لازمی ہے جو اٹھائیس ۲۸ دن کے بعد انتیسویں دن ظہور میں آئیگا۔ پھر فرمایا اے مسلمانو اور یہودیو جو کچھ تم نے سنا اس کو لکھ لو انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہم نے سنا اور اس کو اپنے دلوں میں قائم کر لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا لکھی ہوئی بات زیادہ تر یاد رہتی ہے انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ اس وقت قلم و دوات اور کاغذ کہاں سے لائیں فرمایا یہ کام فرشتوں کے ذمے ہے بعد ازاں فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار اس قصے کو جو تم نے سنا ہے کاغذوں پر لکھ کر ان لوگوں میں سے ہر ایک کی آستین میں ایک ایک پرچہ رکھدو۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے مسلمانو! اپنی اپنی آستینوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں ہے اس کو نکال کر پڑھو۔ جب انھوں نے اپنی آستینوں کو ٹٹولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی آستین میں

ایک ایک پرچہ موجود ہے جب اُس کو نکال کر پڑھا تو اُس میں بعینہٖ وہی مضمون مندرج تھا جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا نہ اس سے ذرا کم نہ زیادہ نہ مُقدّم نہ موخر پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان پرچوں کو پھر اپنی آستینوں میں رکھ لو کہ یہ تحریر تم پر حُجت ہو گی۔ اور جو تم میں سے مومن ہیں ان کیلئے باعثِ شرف و عزّت اور تمھارے دشمنوں پر حُجت ہو گی۔ اس کے بعد وہ پرچے ان کے پاس رہے۔ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو سب اُمور اسی طرح پر ظہور میں آئے جس طرح سے آنحضرتؐ نے بیان فرمایا تھا اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی اور کچھ تقدیم و تاخیر نہ ہوئی۔ مُسلمانوں نے ان یہودیوں کی اس ظاہری شہادت کو تسلیم کر لیا اور اُن کے باطنی حال کو خالق غیب دان کے سپرد کیا۔ جب ان یہودیوں میں سے بعض لوگ اپنی قوم کے اور شخصوں سے ملے تو انھوں نے اُن سے کہا کر تم یہ کیا کام کرتے ہو کہ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وہ دلیلیں جو محمدؐ کی نبوت اور اُس کے بھائی علیؑ کی امامت کے بارے میں خدا نے تم پر واضح کی ہیں۔ ان سے مُسلمانوں کو مطلع کرتے ہو لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ وُہ خدا کے آگے تم پر حجت قائم کریں کہ تم اس سے واقف تھے اور اس کو تم نے مشاہدہ کیا تھا پھر بھی تم اس پر ایمان نہ لائے اور اُس کی اطاعت نہ کی۔ وُہ لوگ اپنی جہالت کے سبب یہ گمان کرتے تھے کہ اگر یہ ہمارے ہم قوم لوگ مُسلمانوں کو یہ نشانیاں نہ بتائیں تو رسُولِ خدا اور کسی جہت سے ان پر حُجت قائم نہ کر سکیں گے۔

پھر خدا ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ آیا تم نہیں سمجھتے کہ نبوت محمدؐ کی دلیلیں جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں اور تم ان کو مسلمانوں کو بتاتے ہو۔ وُہ تمھارے پروردگار کے نزدیک تم پر حُجت ہونگی۔ پھر خدا فرماتا ہے اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ کیا وُہ یہودی جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وُہ دلیلیں جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں بتلاتے ہو اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ یہ نہیں جانتے کہ خدا کو معلوم ہے کہ وُہ محمدؐ سے پوشیدہ طور پر عداوت رکھتے ہیں اور اپنے اظہارِ ایمان سے اُس کو پوشیدہ کرتے ہیں تاکہ آنحضرتؐ اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی اور بربادی پر دسترس حاصل ہو۔ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور ایمان کے اظہار سے ان کی یہ غرض ہے کہ مُسلمانوں سے مانوس ہو کر ان کے بھیدوں اور راز کی باتوں سے واقف ہو جائیں تاکہ ان کے رازوں کو ان کے دشمنوں پر جو انکی ضرر رسانی کے درپے ہیں ظاہر کریں اور یہ بات ان کو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا

کو اُن کی یہ بات معلوم ہو گی تو وُہ محمدؐ کے امر کو تمام کرنے کی تدبیر کرے گا اور اس کے مبعوث کرنے سے جو غرض ہے اس کو سرانجام دیگا اور اس کے امر کو مکمل کرے گا اور اتمام کو پہنچائے گا اور ان کے نفاق اور کید و فریب سے اس کو ضرر نہ پہنچے گا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور ان میں سے بعض لوگ ناخواندہ اور محض جاہل ہیں کہ کتاب خدا (توریت) کو اپنی نفسانی آرزوؤں کا مجموعہ جانتے ہیں اور وُہ صرف ظن و گمان کرتے ہیں۔ پس عذاب ہے اُن لوگوں کے لیے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض میں دُنیا کے سرمایۂ قلیل کو خریدیں پس ان عُلماء کے لیے عذاب ہے بسبب اس تحریر کے جس کو ان کے ہاتھوں نے لکھا ہے اور بسبب اس مال کے جس کو وُہ اس تحریف و تبدیل کے عوض میں حاصل کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اے محمدؐ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ ان یہودیوں میں سے بعض لوگ محض اَن پڑھ ہیں کہ وُہ لکھنا پڑھنا کچھ نہیں جانتے جیسے اُمّی ہوتا ہے جو کہ اُمّ سے منسوب ہے یعنی ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے کہ اس کو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اور وُہ لوگ ایسے ہیں کہ وہ کتاب آسمانی اور اس کی تکذیب کرنے والی کتاب کو نہیں جانتے اور ان دونوں میں وُہ کچھ تمیز نہیں کر سکتے اِلَّآ اَمَانِيَّ مگر یہ کہ کوئی ان کو پڑھ کر سُنا دے اور یہ کہہ دے کہ یہ کتاب خدا اور اس کا کلام ہے اور اس کتاب میں جو مضمون درج ہے اگر اس کے برخلاف ان کو پڑھ کر سُنایا جائے تو وہ ہرگز شناخت نہیں کر سکتے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور وُہ لوگ محض ظنّی باتیں کرتے ہیں یعنی ان کے سردار محمدؐ کی نبوت اور اس کی عترت طاہرہ کے سردار علیؑ ابن ابی طالب کی امامت کی تکذیب کے باب میں جو کچھ ان سے کہتے ہیں وہ لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ ان کی تقلید ان پر حرام ہے۔

کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ کیا سبب ہے کہ خدا عوام یہود کی مذمت کرتا ہے کہ وُہ اپنے عُلما سے سُنے بغیر کتابِ خدا کو پہچان نہیں سکتے اور ان کو اس کے سوا اور کچھ چارہ بھی نہیں ہے۔ پھر ان کی تقلید کرنے اور ان کے اقوال کو ماننے میں ان کی مذمت کیوں کی گئی حالانکہ ان کے عوام ہمارے عوام کی طرح ہیں کہ اپنے عالموں کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ان کے لیے اپنے علماء کے قول کا قبول کرنا جائز نہیں رکھا تو ان (مسلمانوں) کے لیے بھی جائز نہ ہوا کہ اپنے عُلماء کے قول کو تسلیم کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہمارے عوام اور ہمارے علماء اور ان کے عوام اور ان کے علماء میں ایک طرح سے فرق ہے اور ایک جہت سے دونوں مساوی ہیں مگر جس صورت میں کہ وُہ دونوں مساوی ہیں اس میں خدا نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنے کے باب میں مذمت کی ہے جس طرح ان کے عوام کو بُرا کہا ہے۔ مگر جس صورت میں عوام اور علماء میں فرق ہے وہاں ہمارے عوام کی تقلید علماء کے بارے میں مذمت نہیں کی گئی۔ اس شخص نے عرض کی اس کا سبب بیان فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ عوام یہود اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے علما صریح جھُوٹ بولتے ہیں اور حرام مال کھاتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں اور کسی کی سفارش سے یا کسی پر مہربانی کر کے یا رشوت لے کر احکام خدا میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ ان کے عالم سخت متعصب ہیں کہ اس تعصب کے باعث اپنے دین سے الگ ہو جاتے ہیں اور جب وُہ تعصّب پر آتے ہیں تو جس کے ساتھ تعصّب کا طریق برتا ہے اس کے حقُوق کو زائل کر دیتے ہیں اور جس کی طرفداری منظور ہوتی ہے ناحق غیر کا مال اس کو دے ڈالتے ہیں اور اس کی خاطر حقدار پر ظلم کرتے ہیں نیز ان کو معلوم ہے کہ وہ عالم فعل حرام کے مُرتکب ہوتے ہیں پھر باوجود اس کے کہ ان کے دل اس بات کو پہچانتے ہیں کہ جو کوئی ان علماء کے سے عمل کرے وُہ فاسق ہے اور خدا اور اسکے انبیا کی جو اسکے اور اسکی مخلُوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں تصدیق نہیں کرتا پھر بھی وُہ ان کی تقلید کرتے ہیں اسی سبب سے حق تعالیٰ نے انکی مذمت کی ہے کیونکہ اُنھوں نے ان لوگوں کی تقلید کی جن کو وُہ جانتے تھے اور جن کی بابت ان کو معلوم تھا کہ انکی خبر کو قبول کرنا اور انکی بات کو تصدیق کرنا اور جس شخص کو انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا اسکی بابت جو باتیں وہ عالم ان کو

پہنچاتے ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور رسُول اللہؐ کے بارے میں غور کرنا خود ان پر واجب تھا کیونکہ آنحضرتؐ کے دلائل پوشیدہ نہ تھے بلکہ عین روشن اور صاف واضح تھے اور نہایت مشہور و معروف تھے اور انکی نظروں میں خوب واضح ہو چکے تھے اور اس اُمتِ مرحُومہ کے عوام کے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ جب وُہ معلوم کر لیں کہ ان کے علماء ظاہر طور پر فسق و فجور میں مُبتلا ہیں اور سخت تعصّب کے مُرتکب ہوتے ہیں اور اموالِ دُنیوی اور افعال حرام کی خاطر کھُلم کھُلا عداوتیں کرتے ہیں اور جس سے تعصب کرتے ہیں اس کو ہلاک کر دیتے ہیں اگرچہ وُہ شخص اس بات کا مستحق ہو تا کہ اس کے امر کی اصلاح کی جاتی اور جس کی پاسداری اور رعایت کرتے ہیں اس سے احسان او مروّت سے پیش آتے ہیں خواہ وُہ ذلت و اہانت کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس جو لوگ ہمارے عوام میں سے ایسے فقہاء کی تقلید کرتے ہیں وُہ عوام یہود کی مانند ہیں جن کی خدا نے اپنے فاسق و فاجر علماء کی تقلید کرنے کی وجہ سے مذمّت بیان کی ہے۔ لیکن جو عالم ایسے ہوں کہ اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہوں اور اپنے دین کے محافظ اور مخالفانِ دین کے مخالف ہوں اور امرِ الٰہی کے مطیع و فرمانبردار ہوں عوام پر لازم ہے کہ ان کی تقلید کریں اور یہ صفات شیعوں کے فقط بعض علماء میں پائی جاتی ہیں نہ کہ سب میں کیونکہ جو عالم عامہ کے فاسق فقہاء کی طرح فواحش و قبائح کا مرتکب ہو ان کی زبانی ہمارے کسی حکم کو مت قبول کرو اور نہ ان کی کسی قسم کی تعظیم و تکریم کرو صرف اسی تعظیم کی غرض کے پُورا کرنے کیلئے ہم اہلبیت کے اقوال و احکام میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا ہے کیونکہ فاسقوں کو جو ہمارے احکام پہنچتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب ان کو بالکل تبدیل کر دیتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث چیزوں کو بے موقع رکھ دیتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے مال و متاع دنیوی کو حاصل کریں جو ان کے لیے جہنم کا زادِ راہ بنے گا اور ایک فرقہ ناصبیوں کا ہے کہ وُہ ہمارے حق میں کسی قسم کے ردو قدح کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہمارے صحیح علوم کو سیکھ لیتے ہیں اور پھر اس کو لے کر ہمارے شیعوں کے پاس جاتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے ہمارے نقص بیان کرتے ہیں پھر اسمیں چند در چند ایسے جھُوٹی باتیں شامل کرتے ہیں جن سے ہم بالکل پاک اور سخت بیزار ہیں اور ہمارے بعض فرمانبردار اور مطیع شیعہ ان باتوں کو ہم اہلبیتؑ کا علم سمجھ کر قبُول کر لیتے

ہیں پس ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اس قسم کے لوگ ہمارے ضعیف شیعوں کو اسکی نسبت بہت زیادہ ضرر پہنچاتے ہیں جتنا کہ لشکر یزید پلید علیہ اللعن والعذاب الشدید نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا علیہم الرضوان کو پہنچایا کیونکہ وُہ ان کی جانوں اور مالوں کو چھین لیتے ہیں اور ان لوگوں کا جن کے مال و جان کو ان ناصبیوں نے چھین لیا ہے ان کے دُشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کے سبب بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ خبیث عُلمائے نواصب اپنے آپ کو ہمارے دوست اور ہمارے دُشمنوں کے دُشمن ظاہر کر کے ہمارے ضعیف شیعوں کے اعتقادات میں طرح طرح کے شک ڈال کر اُن کو گمراہ کرتے ہیں اور اُن کو حق اور پاک طریق پر چلنے سے روکتے ہیں۔ مگر اُن گمراہ شدہ عوام میں سے جس کے دل کی نسبت خدا کو یہ علم ہے کہ اس کا ارادہ اور منشا یہ ہے کہ دینِ خدا کی حفاظت کرے اور ولیِ خدا کی تعظیم اور عزت کرے اس کو ایسے پُرتلبیس کافر کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کے لیے ایک مومن کو مقرر فرماتا ہے جو اس کو راہ صواب اور طریق حق سے واقف کرتا ہے پھر اس کو اس مومن کی باتوں کے تسلیم کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس طرح سے اس شخص کے واسطے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بہتری اور اس بہکانے والے مردود کے لیے دُنیا کی لعنت اور آخرت کا عذاب جمع کرتا ہے بعد ازاں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری اُمت کے علماء شرار وُہ عالم ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اضداد کو نامزد اور مُلقب کرتے ہیں اور ان (ہمارے دُشمنوں) پر درود و سلام بھیجتے ہیں حالانکہ وُہ لعنت کے سزاوار ہیں اور ہم پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم کرامات و افضال خدا میں مستور اور مغمور ہیں اور خُدا اور اسکے فرشتوں کے دُرود و سلام کے باعث ان کے دُرود و سلام سے مستغنی اور بے پروا ہیں۔

اور کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام (جو خلق خُدا کے ہادی اور تاریکی کفر و ضلالت میں مشعلوں کی مانند ہیں کے بعد کون لوگ تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں۔ فرمایا کہ عالم نیکوکار اور صالح۔ پھر اس شخص نے عرض کی

کہ ابلیس۔ فرعون۔ نمرود اور ان اشقیائے اُمت کے بعد جو آپ حضرات اہلبیت کے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور مُلقب ہوئے اور انھوں نے آپکے عہدوں اور منصبوں کو لے لیا اور آپکی سلطنت پر حکمران ہوئے ایسا کون ہے جو تمام خلق خدا سے بدتر ہے فرمایا عُلمائے مُفسد جو امُور باطلہ کا اظہار کریں اور امُورِ حق کو چھپائیں اور انہی کے حق میں خدا نے فرمایا ہے أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنی یہ وُہ لوگ ہیں جن پر خُدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی کہ وُہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں اُن پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر اُن میں سے جو لوگ توبہ کریں اور نیک اور صالح بنیں اور حق کو ظاہر کریں ان کی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

اب خُدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝ (ترجمہ) پس وائے ہے اُن لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض میں سرمایہ قلیل خریدا کریں۔ پس وائے ہے اُن پر بسبب اس اپنے ہاتھوں کی تحریر کے اور وائے ہے اُن پر بسبب اس متاعِ قلیل کے جس کو وُہ اس تحریف کردہ کتاب کے عوض میں حاصل کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خُدا ان آیات میں اُن یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ اُنھوں نے کچھ صفات لکھیں اور گمان کیا کہ وُہ محمدؐ کی صفات ہیں حالانکہ وُہ آنحضرتؐ کی صفات کے برخلاف تھیں اور اپنے ضعیفُ الاعتقاد لوگوں سے کہا کہ یہ نبی آخر الزمان کی صفتیں ہیں کہ وُہ دراز قد اور بڑے ڈیل ڈول والا اور بزرگ شکم اور سُرخ بالوں والا ہوگا۔ اور محمدؐ میں یہ اوصاف موجود نہیں ہیں اور وُہ پیغمبر ایسے پانسو برس کے بعد ہوگا اور اس بات سے ان کو صرف یہ مقصود تھا کہ ضعفائے قوم پر سرداری قائم رہے اور ان لوگوں سے ہمیشہ آمدنی ہوتی رہے اور جو روپیہ رسولِ خدا اور ان کے خواص کی خدمات میں صرف ہوتا ہے وُہ

ان ہی کے کام آئے۔ اِس لیے خُدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ پس اِس سبب سے کہ ان کے ہاتھوں نے ان صفات محرفہ کو جو صفات محمدؐ و علیؑ کے برخلاف ہیں لکھا وُہ سخت ترین عذاب میں مُبتلا ہوں گے اور جہنّم میں بدترین مُقام میں معذب ہونگے اور پھر فرماتا ہے وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ اور پھر دوبارہ ان کے لیے سخت تر عذاب عذابِ اوّل میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس سبب سے کہ وُہ اپنے عوام کو محمدؐ کی نبوت اور اُن کے وصی اور بھائی علیؑ ولی خُدا کی وصایت اور امامت کے انکار پر ثابت اور قائم رکھ کر اُن سے مال و زر حاصل کرتے ہیں۔

قولہٗ عزّوجل وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (ترجمہ) اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہم کو آتش دوزخ صرف چند روز مس کرے گی۔ اے محمدؐ تو ان یہودیوں سے کہدے کہ کیا تم نے خدا سے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ وُہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا یا خُدا کی شان میں وُہ باتیں کہتے ہو جن کا تم کو علم نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ کہ گناہ کریں گے اور ان کی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں گی۔ وُہ اہلِ دوزخ ہیں کہ وُہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ کہ ایمان لائیں گے اور اعمال نیک کریں گے وُہ اہلِ جنّت ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جو اپنی باتوں پر اصرار کرتے تھے اور ظاہر میں اظہار ایمان کرتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے اور رسُولِ خدا اور ان کے اہلبیتؑ کے برخلاف ایسی تدبیریں کرتے تھے جو ان حضرات کی ہلاکت کا باعث ہوں یہ بات کہی کہ لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً آتش دوزخ ہم کو فقط چند روز مس کرے گی اور ان لوگوں کے اس قول کا باعث یہ تھا کہ مُسلمانوں میں ان کے رضاعی بھائی اور سمدھی رشتہ دار موجود تھے جو نسبی رشتہ داری اور سمدھیانے کی رعایت سے

ان کے کفر کو آنحضرتؐ اور ان کے اصحاب سے چھپاتے تھے حالانکہ خُود اچھی طرح سے واقف تھے ان مُسلمانوں نے ان یہُودیوں سے کہا کہ تم نے یہ طریق نفاق کیوں اختیار کیا ہے حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ تم اسکی وجہ سے غضب خداوندی کے سزاوار اور عذاب دوزخ میں گرفتار ہو گئے وہ یہُودی ان مسلمان رشتہ داروں کے جواب میں کہتے تھے کہ ان گُناہوں کے عوض میں جو عذاب ہم کو دیا جائیگا اسکی میعاد چند روزہ ہو گی جس کے ختم ہونے پر ہم بہشت کی نعمتوں کی طرف منتقل ہو جائیں گے اس لیے ہم اس عذاب سے بچنے کے لیے جو فقط ہمارے گناہ کرنے کی مُدّت کے موافق ہو گا۔ مکروہات دُنیوی کی طرف عجلت اور جلد بازی نہیں کرتے کیونکہ وُہ مُدّت عذاب تو ختم اور منقضی ہو جائیگی اور ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک تو ہم نے خدمت سے آزاد رہنے کی لذت حاصل کی اور دُوسرے دُنیوی نعمتوں سے متلذذ اور متنعم ہوئے پھر بعد میں عذاب کی بھی ہم کو چنداں پروا نہیں ہے کیونکہ جب وُہ ہمیشہ کے لیے نہ ہو گا تو گویا وُہ فنا ہی ہو گیا الغرض خدا فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا ان یہودیوں سے کہدے کہ آیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ محمدؐ کی نبوّت کے منکر ہونے اور اسکی نشانیوں کے رفع کرنے میں جو اسکی نبوت اور علیؑ اور اُس کے باقی خلفاء و اولیاء کی امامت کے باب میں ہیں جو عذاب کہ تم کو ملیگا وُہ ہمیشہ تک نہ رہیگا اور چند روز کے بعد اس کی میعاد ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تک رہیگا کہ کبھی رفع نہ ہو گا۔ اِس لیے تم کو مناسب یہ ہے کہ خدا اور رسُولؐ اور اسکے ولی کے (جو اس کے بعد اسکی اُمّت میں اس کا جانشین ہو گا تاکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرے جس طرح کہ مہربان اور رحیم و کریم باپ اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور مشفق و مہربان دوست اپنے خواصوں کی رعایت اور نگہداشت کیا کرتا ہے) منکر ہو کر گناہوں اور بدکاریوں پر جرأت مت کرو۔ فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ کہ خُدا اپنے عہد کے برخلاف ہرگز نہ کریگا پس اسی واسطے تم اپنے ان گناہوں کی نسبت عذاب کے فنا ہونے کا دعویٰ کرنے کے سبب امن و امان میں ہو أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ یا تم خدا پر تہمت اور افترا کر کے وُہ بات کہتے ہو جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی یا تو تم نے عہد لے لیا ہے یا تم خود ہی اس بات کے قائل ہو بلکہ درحقیقت تمھارے یہ دونوں دعویٰ جھُوٹے ہیں۔ اب خدا ان یہودیوں کی تردید میں فرماتا ہے

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ ہاں جو لوگ کہ خطا کریں اور انکی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں اور وُہ سیئہ (گناہ) جو آدمی کو احاطہ کرلیتا ہے وُہ ہے جو اس کو دینِ خدا سے خارج کردے اور ولایت الٰہی سے باہر نکال دے اور سخط و غضب خداوندی میں مُبتلا کردے اور سخطیہ یہ ہے کہ وُہ شرک و کُفر الٰہی اختیار کرے اور محمدؐ رسُول خدا کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرے اور ان مذکورہ بالا خطاؤں میں سے ہر ایک خطا اس شخص کو یعنی اُس کے اعمال کو احاطہ کرلیتی ہے اور ان کو باطل اور نیست و نابود کردیتی ہے فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ پس یہ لوگ جو ان خطاؤں کو جو ان کے اعمال کو احاطہ نیست و نابود کردیتی ہیں عمل میں لاتے ہیں اہل دوزخ ہیں اور وُہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

اور رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علیؑ کی دوستی الیسا حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اگر وُہ گناہ بہت ہی بڑے ہوں مگر ایسے گنہگاروں کو ان گناہوں سے پاک کرنے کے لیے کچھ دُنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کچھ عذاب آخرت میں ملتا ہے یہانتک کہ اپنے آقایانِ طیبین و طاہرین علیہم السلام کی شفاعت سے ان گُناہوں سے بری ہوجاتے ہیں اور دُشمنانِ علیؑ کی محبت اور علیؑ کی مخالفت الیسا گُناہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کسی قسم کی نیکی نفع نہیں دیتی مگر ان (دُشمنان علیؑ) کی اطاعت سے تنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ دُنیا میں طرح طرح کی نعمتوں اور تندرستی سے مُستفیض ہوتے ہیں اور جب عالمِ آخرت میں جاتے ہیں تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ ولایت علیؑ کا مُنکر جنت کو آنکھ سے بھی ہرگز نہ دیکھیگا۔ مگر اتنا ضرور دکھایا جائیگا جس سے وُہ یہ شناخت کرلے کہ اگر میں اس وِلیِ خدا کو دوست رکھتا تو یہ میرا محل اور آرام گاہ ہوتا اور اس کے معلوم کرنے سے اسکی حسرت اور ندامت زیادہ ہوگی اور جو کوئی علیؑ کو دوست رکھیگا اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہوگا اور اسکے اولیاء کرام علیہم السلام کو تسلیم کریگا وہ آتش جہنم کو آنکھ سے بھی نہ دیکھے گا۔ مگر اتنا ضرور ہوگا کہ اسکو دکھلا کر یہ کہا جائیگا کہ اگر تو اس کے مخالف طریق پر ہوتا تو یہ تیری منزل اور جائے پناہ ہوتی اور اگر اس شخص نے کُفر کے سوا اور گُناہوں کا مرتکب ہوکر اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا تو اسکو جہنم میں بھیجا جائیگا اور اتنی مُدت تک اس میں رہیگا کہ آتشِ جہنم اس کو گناہوں سے پاک کردے جیسا کہ بدن کی کثافت کو حمام کا گرم

محبت علیؑ ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی بدی ضرر رساں نہیں اور بغض علیؑ ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی

پانی صاف کردیتا ہے بعد ازاں اپنے مولایان کرام علیہم السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے ہمارے شیعو کے گروہ تم خدا سے ڈرو بہشت ضرور تم کو ملے گا خواہ اپنے اعمالِ قبیحہ کے باعث دیر میں میسر ہو پس تم کو چاہیئے کہ اسکے درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسُول اللہ آپکے اور علیؑ کے دوستوں میں سے بھی کوئی جہنم میں جائیگا۔ فرمایا ہاں جس شخص نے محمدؐ و علیؑ کی مخالفت سے اپنے نفس کو ناپاک اور پلید کیا ہو اور محرمات کا مرتکب ہوا ہو اور مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کیا ہو اور ہماری شریعت کی رسموں کی خلاف ورزی کی ہو۔ وہ شخص ناپاک اور آلائش میں لتھڑا ہوا میدانِ حشر میں وارد ہوگا اس سے محمدؐ اور علیؑ کہیں گے اے شخص تو گندہ اور آلائشوں میں آلودہ ہے تو اپنے موالیان خیار کی رفاقت اور حُوراں خوب رُو کے معانقے اور ملائکہ مقربین کی ملاقات کے قابل نہیں ہے اور تجھ کو وہاں پہنچنا نصیب نہ ہوگا جبتک کہ ان نجاستوں سے پاک نہ ہو یعنی ان گناہوں سے جو تیرے ذمے ہیں بری نہ ہو تب اس کو جہنم کے اوپر والے طبقے میں داخل کیا جائے گا اور اپنے بعض گناہوں کے عوض وہاں عذاب میں مُبتلا ہوگا اور ان میں بعض گنہگاروں کو ان کے بعض گناہوں کے عوض میدانِ حشر کی سختیاں پہنچائی جائیں گی۔ پھر وہاں سے ان کو نیک شیعہ جن کو کہ موالیانِ کرامؑ نے بھیجا ہوگا۔ اس طرح اُٹھا لئے جائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چن لیتے ہیں اور بعض شیعوں کے گناہ بہت ہی کم اور نہایت خفیف ہوتے ہیں اور وہ بادشاہوں وغیرہ کی سختیوں اور تکلیفوں کے پہنچنے اور دُنیا میں جسمانی آفتوں اور بلاؤں میں مُبتلا ہونے کے سبب پاک ہوجاتے ہیں تاکہ قبر میں گناہوں سے پاک ہوکر دفن ہوں اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ مرتے وقت تک گناہ ان کے ذمے باقی رہ جاتے ہیں سو ان کو جانکنی کی شدت ہوتی ہے اور وہی ان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور اگر پھر بھی کچھ گناہ کسی کے ذمے باقی رہ جائیں اور وُہ گناہ سخت ہوں اور روز وفات مرض اسہال یا اضطراب اس کو لاحق ہو اور جو لوگ وہاں موجود ہوں وہ اس وجہ سے وہاں سے چلے جائیں اور اس سبب سے اس کو ذلت لاحق ہو پس یہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اگر پھر بھی کچھ گناہ باقی رہ جائیں تو

جب اُس کو لحد میں رکھا جائے اور سب لوگ اس کو وہاں اکیلا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں تو اُس تنہائی کی تعب کی وجہ سے وُہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جائیگا اور یہ بات اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اگر اس کے گناہ بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہوں تو میدان قیامت کی شدائد کے پہنچنے سے ان سے پاک ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو جہنم کے اُوپر کے طبقے میں ڈال کر گناہوں سے پاک کیا جائیگا اور یہ عذاب ہمارے محبّوں کے لیے سب سے بڑھ کر ہے اور یہی لوگ ان میں سب سے بڑھ کر گنہگار ہیں اور یہ لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہیں بلکہ وُہ ہمارے محبّ کہلاتے ہیں اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دُشمن ہیں۔ کیونکہ ہمارے شیعہ وُہ لوگ ہیں جو ہماری پیروی کریں اور ہمارے طریقوں کی مُتابعت عمل میں لائیں اور ہمارے اعمال کی تقلید کریں۔

ایک دن کسی شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص فلاں شخص کے حرم کی طرف نظر کرتا ہے اور اگر اسکو حرام میں پڑنا ممکن ہو تو وُہ کبھی اس سے باز نہ رہے یہ بات سُن کر رسولِ خداؐ غضبناک ہُوئے اور اُس کے حاضر کرنیکا حکم دیا اسی اثنا میں دوسرے شخص نے عرض کی وُہ شخص تو تمھارے شیعوں میں سے ہے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کی دوستی کا معتقد ہے اور تمھارے دشمنوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو ہمارا شیعہ مت کہہ وُہ اپنے اس دعوٰی میں جھُوٹا ہے۔ ہمارا شیعہ وُہ شخص ہے جو ہماری پیروی کرے اور ہمارے اعمال کا تابع ہو۔ اور یہ بات جو تُو نے اُس شخص کی نسبت ذکر کی ہمارے اعمال میں سے نہیں ہے۔

اور جناب امیرؑ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنینؑ فلاں شخص مُہلک گناہوں کا مُرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور باوجود اس کے وُہ حضرتؑ کے شیعوں میں داخل ہے حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر ایک جھُوٹ یا دو جھُوٹ لکھے گئے۔ اگر وُہ شخص گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے تو یہ ایک جھُوٹ ہُوا کیونکہ وُہ ہمارا مُحبّ ہے نہ کہ ہمارا شیعہ اور اگر وُہ ہمارے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے اور تمھارے بیان کے موافق گناہوں کا مُرتکب نہیں ہے تو یہ بھی جھُوٹ ہُوا۔ کیونکہ وُہ گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور نہ ہمارے دُشمنوں کا

دُشمن ہے اس صُورت میں دو جھُوٹ تم سے سرزد ہُوئے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا جناب فاطمۃُ الزہرؑا بنتِ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری نسبت دریافت کر کہ کیا میں تمھارے شیعوں میں سے نہیں ہُوں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ صدیقہ کبریٰ صلوٰت اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا اپنے شوہر سے کہہ کہ اگر تو ہمارے اوامر کو عمل میں لاتا ہے اور ہمارے منع کیے ہُوئے امور سے باز رہتا ہے تو بیشک تو ہمارے شیعوں میں داخل ہے۔ ورنہ تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اُس عورت نے واپس آکر اپنے شوہر کو جناب صدیقہ طاہرہؑ کے ارشاد سے مُطلع کیا۔ یہ سُن کر اُس کا شوہر بولا وائے ہو مجھ پر کون شخص گناہوں اور خطاؤں سے خالی ہو سکتا ہے۔ پس میں ہمیشہ آتشِ جہنم میں جلوں گا کیونکہ جو کوئی ان کے شیعوں میں داخل نہیں ہے وُہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا ابدالآباد اس کی بیوی پھر جنابِ فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور اپنے شوہر کا قول اس معصومہ سے عرض کیا۔ جنابِ فاطمہؑ نے فرمایا اس سے کہہ دے یہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے شیعہ برگزیدگان اہل جنت سے ہیں اور ہمارے تمام محبّ اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دُشمن اور ہم کو دل و جان سے قبول کرنے والے اگر ہمارے اوامر و نواہی کی مخالفت کریں تو وہ ہمارے شیعہ تو نہیں ہیں مگر پھر بھی وُہ جنت میں جائیں گے۔ لیکن بعد اس کے کہ ان کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مُبتلا کر کے اُن کے گناہوں سے پاک کیا جائے یا تو میدانِ قیامت کی انواع و اقسام کی سختیاں جھیل کر یا جہنم کے اُوپر کے طبقے میں عذاب میں مُبتلا رہ کر یہاں تک کہ ہماری محبت کے سبب وہاں سے رہائی پا کر ہماری درگاہ میں حاضر ہوں۔

اور ایک شخص نے امام حسن مجتبیٰؑ ابنِ علی مرتضیٰؑ علیہما التحیۃ والثنا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے فرزندِ رسولِ خداؐ میں آپکے شیعوں میں سے ہُوں حضرتؑ نے جواب دیا اے بندۂ خدا اگر تو ہمارے اوامر و نواہی میں ہمارا مطیع و فرمانبردار ہے تو بیشک تو نے سچ کہا اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ مخواہ اس بزرگ مرتبہ کا جس کے تو قابل نہیں ہے دعوٰی کر کے اپنے گناہوں کو مت بڑھا اور مت کہہ کہ میں تمھارے شیعوں میں سے ہُوں۔ بلکہ یہ کہہ کہ میں تمھارا دوست

اور مُحبّ اور تمھارے دشمنوں کا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی تُو خیر میں داخل ہے اور خیر کی طرف ہے۔

اور کسی نے جناب سیّد الشہدا مظلومِ کربلا حسینؑ ابنِ علی علیہما التحیۃ والثنا کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسولؐ اللہ میں آپکا شیعہ ہوں۔ فرمایا خدا سے ڈر اور ایسی چیز کا دعویٰ مت کر جس کے دعویٰ کرنے سے خُدا تجھ کو کاذب اور فاجر بتلائے۔ کیونکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کے دِل ہر قسم کے غُل و غش اور دغل و فریب سے سلامت ہوں۔ مگر ہاں یہ کہہ کہ میں تمھارا مُحبّ ہوں۔

اور ایک شخص نے امام زین العابدین سیّد الساجدین علی ابن حسین علیہما السّلام سے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خُدا میں تمھارا مخلص شیعہ ہوں۔ فرمایا اے بندۂ خدا تب تو تُو ابراہیم خلیل اللہ کی مانند ہو گیا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ ۘ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔ اور بیشک اس کے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ہے اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ وہ اپنے پروردگار کی طرف قلبِ سلیم سے رجوع ہُوا۔ پس اگر تیرا دل خلیل اللہ کے دِل کی طرح سلیم ہے۔ تو بیشک تو ہمارا شیعہ ہے اور اگر تیرا دل ویسا نہیں ہے جو کہ غل و غش سے کُلی طور پر پاک تھا۔ تو ہرگز تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور سُن اگر تُو نے جان بوجھ کر یہ جھوٹ بولا ہے تو تُو فالج کے عارضے میں مبتلا ہو گا جس سے مرتے دم تک تجھ کو خلاصی نہ ہو گی یا جذام میں گرفتار ہو گا تاکہ تیرے اس جھوٹ کا کفارہ ہو۔

پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۴

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے ایک شخص سے جو فخریہ کہتا تھا کہ میں شیعہ آلِ طیبین محمدؐ ہوں فرمایا پروردگارِ کعبہ کی قسم تیرا اس بات پر فخر کرنا علاوہ جھوٹ بولنے کے غش کا بھی اضافہ کرتا ہے اے بندۂ خدا آیا تجھ کو اپنے مال کا اپنے نفس کے لیے صرف کرنا زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں کے لیے اس کا خرچ کرنا زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی بلکہ اپنے نفس کیلئے اس کا صرف کرنا زیادہ خوش آتا ہے تو پس تو ہمارا شیعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے برادرانِ ایمانی کیلئے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وُہ ہم کو اپنے نفس پر خرچ کرنے سے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اے شخص تو یہ کہہ کہ میں تمھارا مُحبّ ہُوں اور تمھاری محبت کے سبب نجاتِ عقبیٰ کا اُمیدوار ہُوں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ عمار دہنی ایک روز ابو لیلیٰ قاضی

کُوفہ کی عدالت میں شہادت کے لیے حاضر ہُوا۔ قاضی نے اسکو دیکھ کر کہا اے عمار یہاں سے اُٹھ کھڑا ہو ہم تیری گواہی نہ لیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تُو رافضی ہے عمار یہ سُن کر کھڑا ہو گیا اور اُس وقت اُس کے اعضا لرز رہے تھے اور نہایت رقت اُس پر طاری تھی۔ یہ حال دیکھ کر قاضی نے اُس سے کہا اے عمار تُو ایک مردِ صاحبِ علم و حدیث ہے اگر تجھ کو رافضی کہلانا بُرا معلوم ہوتا ہے تو رفض کو ترک کر دے پھر تو ہمارا بھائی ہے عمار نے جواب دیا اے قاضی میرا یہ خیال نہیں ہے جو تُو نے گمان کیا بلکہ میں تجھ پر اور اپنے نفس پر روتا ہُوں۔ اپنے لیے اسواسطے کہ تُو نے مجھ کو اس بزرگ مرتبے سے نسبت دی جسکے میں قابل نہیں ہوں تو گمان کرتا ہے کہ میں رافضی ہُوں۔ وائے ہو تجھ پر امام جعفر صادق علیہ السّلام نے مجھ سے بیان فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ رافضی کے نام سے نامزد ہوئے وہ جادوگر تھے (جن کو فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے مقابلے کے لیے بُلایا تھا) جب انھوں نے عصائے موسیٰؑ کا معجزہ دیکھا تو اُس پر ایمان لائے اور اُسکی متابعت اختیار کی اور امرِ فرعون کو ترک کیا اور جو بلا اُن پر وارد ہوئی اسکو نہایت خوشی سے تسلیم کیا۔ تب فرعون نے اُن کو رافضی کے نام سے نامزد کیا کیونکہ انھوں نے اِس مردود کے دین کو ترک کر دیا تھا الغرض رافضی وہ شخص ہے جو ان امور کو ترک کرے جن کو خدا مکروہ جانتا ہے اور وہ امور عمل میں لائے جنکے عمل میں لانے کا اُس نے حکم دیا ہے۔ سو اِس زمانے میں اس قسم کا آدمی کہاں ہے میں صرف اِس خوف سے اپنے نفس پر رویا کہ مُبادا خدا میرے دل سے مطلع ہو اور میں نے اِس بزرگ نام سے اپنے آپکو ملقب کیا ہو اور میرا پروردگار مجھ کو عقاب و عذاب میں گرفتار کرے اور یہ کہے کہ اے عمار آیا تو رافضی یعنی تمام امورِ باطلہ کا تارک تھا اور تمام طاعتوں کو عمل میں لاتا تھا جیسا کہ اُسنے تجھ کو (رافضی) کہا پس یہ امر میرے درجات میں کمی کر دے گا۔ اگر اُس نے مجھ سے نرمی اور مہربانی کا طریق برتا اور جو اس نے مواخذہ اور مناقشہ کیا تو اِس صورت میں میرے واسطے شدتِ عذاب کا باعث ہو گا۔ مگر ہاں جو میرے آقایانِ نامدار میری شفاعت قبول کریں تو بیشک خلاصی کی اُمید ہو سکتی ہے اور میرا رونا تیرے حال پر اس وجہ سے ہے کہ تُو نے میری نسبت بڑا جھوٹ بولا کہ مجھ کو میرے غیر نام سے نامزد کیا۔ نیز اس لیے کہ میں تیرے عذابِ خدا میں گرفتار ہونے سے ڈرا اِس سبب سے کہ تُو نے ایک بڑے بزرگ نام کو گھٹا کر نہایت رذیل قرار دیا۔ نہ معلوم تیرا بدن اِس

مرحبا اے میرے بھائیو اور اے میرے دوستو آؤ اُوپر آؤ اور برابر ان کو اُوپر کی طرف بُلاتے رہے یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر دربان سے فرمایا تُو نے کتنی دفعہ ان کو روکا اس نے عرض کی کہ برابر ساٹھ دفعہ فرمایا۔ اب تو ان کو سلام کر اور میرا سلام ان کو پہنچا کیونکہ ان کے گناہ ان کے استغفار اور توبہ کرنے کے سبب محو ہو گئے اور ہماری محبت اور دوستی کے باعث کرامت اور بخشش کے مستحق ہو گئے پھر ان کے اور اُن کے عیال کے حالات دریافت کیے اور ان کو بہت سا روپیہ اور جائداد اور انعام و اکرام عطا فرمایا اور ان کے ضرر و تکلیف کو رفع کیا۔

اور ایک دفعہ ایک شخص شاداں و فرحاں امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے فرزندِ رسولؐ میں نے آپکے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بندے کو اُس دن سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیے جس دن خدا اس کو صدقات و خیرات کرنا اور اپنے برادرِ ایمانی کی حاجات کا رفع کرنا نصیب کرے۔ سو آج میرے دینی بھائیوں میں سے دس عیالدار محتاج شخص فلاں شہر سے میرے پاس آئے میں نے اتنا اتنا ہر ایک سے سلوک کیا اس لیے میں خوش ہوں۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہُوں کہ تجھ کو خوش ہونا اُس وقت زیبا ہے جبکہ تُو نے اس نیکی کو حبط نہ کیا ہو یا اس وقت کے بعد حبط نہ کر دے۔ اس نے عرض کی میں نے اپنی نیکی کو کیونکر حبط کر دیا حالانکہ میں تمھارا مخلص شیعہ ہوں۔ فرمایا یہ لو تم نے اپنے بھائیوں سے اپنی کی ہُوئی نیکی اور صدقات و خیرات کو باطل کر دیا۔ اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ وہ کیوں فرمایا یہ آیت پڑھ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی یعنی اے مومنو اپنے صدقات و خیرات کو احسان و اذیت سے باطل مت کرو۔ اس نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا میں نے اُن لوگوں پر جنکو میں نے خیرات دی ہے کسی قسم کا احسان نہیں جتلایا اور نہ ان کو کسی قسم کی ایذا دی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تو اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اپنے صدقوں کو مطلق احسان اور اذیت سے باطل نہ کرو اور یہ نہیں فرمایا کہ خاص اُن صدقہ لینے والوں پر احسان جتلا کر یا اُن کو ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو باطل مت کرو۔ بلکہ ہر ایک ایذا مُراد ہے۔ اب تو دیکھ کہ ان صدقہ لینے والوں کو تیرا ایذا دینا زیادہ بُرا ہے یا اپنے محافظ اور نزدیک کے فرشتگانِ خدا کو تیرا ایذا دینا یا تیرا ہم کو ایذا پہنچانا۔ اس نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ آپ کو ایذا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ فرمایا تُو نے مجھ کو اور ان فرشتوں کو

اذیّت پہنچائی اور اپنے صدقات کو باطل کیا۔ اُس نے عرض کی وہ کیونکر۔ فرمایا تیرے اس قول نے جو تُو نے کہا تھا کہ میری نیکیاں کیونکر حبط ہونگی حالانکہ میں تمھارا مخلص شیعہ ہوں۔ وائے ہو تجھ پر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہمارا مخلص شیعہ کون ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے مخلص شیعہ حزقیل مومن آلِ فرعون اور صاحب یٰسٓ جن کے باب میں خدا فرماتا ہے وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی (یعنی آخر شہر سے ایک شخص دوڑا ہُوا آیا) اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ ہیں۔ جب تُو نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے برابر کر دیا تو کیا تُو نے ان فرشتوں کو اور ہم کو ایذا نہ دی تب اُس شخص نے عرض کی مَیں خُدا سے مغفرت طلب کرتا ہُوں اور اپنے اس فعل سے تائب ہوتا ہوں۔ اب فرمائیے اور کس طرح سے کہوں۔ فرمایا یُوں کہہ کہ مَیں تمھارا دوست اور مُحبّ اور تمھارے دُشمنوں کا دُشمن اور تمھارے دوستوں کا دوست ہوں۔ عرض کی اے فرزندِ رسولؐ میں اسی طرح کہتا ہوں اور میں ایسا ہی ہوں اور اس قول سے جس کو آپ نے اور فرشتوں نے ناپسند کیا میں نے توبہ کی اور اس قول کو تمھارا ناپسند کرنا خُدا کی ناپسندگی کی وجہ سے تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اب تیرے صدقات کے ثواب تیری طرف عود کر آئے اور اُن کا حبط ہونا زائل ہُوا۔

ابو یعقوب یُوسف ابنِ زیاد اور علی ابن سیار راویانِ تفسیر کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رات کے وقت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے بالاخانے پر حاضر تھے اور اس زمانے کا بادشاہ اور اس کے ارکانِ دولت حضرت کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی اثنا میں والیِ شہر جو بحرین کا حاکم تھا وہاں سے گزرا اور اس کے ہمراہ ایک شخص تھا جسکی مُشکیں بندھی تھیں اور امام علیہ السّلام بالاخانے سے باہر کو سر نکالے نیچے کو جھانک رہے تھے جب والیِ شہر نے حضرت کو دیکھا تو آپکی تعظیم کے سبب جھٹ گھوڑے سے کُود پڑا حضرت نے سوار ہونیکا حکم دیا تب وہ سوار ہو گیا اور نہایت ادب سے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا میں نے اس شخص کو اس رات ایک صراف کی دُکان کے دروازے پر دیکھا اور اس تہمت میں اسکو گرفتار کیا کہ اسکا ارادہ نقب لگانے اور چوری کرنے کا ہے اور میرا قاعدہ ہے جسکو تہمت میں گرفتار کرتا ہوں اسکو پانسو کوڑے لگایا کرتا ہوں تاکہ اسکو اپنے بعض گناہوں کا عوض مل جائے پیشتر اس کے کہ کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے جسکو میں ہٹا نہ سکتا ہوں پس حسبِ دستور

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
میں امیر المومنین علیؑ اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائمؑ آل محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسولؐ خدا
میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمایئے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے۔ والی نے عرض کی اس وقت
حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچالیا بخیر اس میں میرا کچھ ہرج نہیں ہے
پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں دو جلاد
اس کے داہنے اور بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لے کر اس
پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھکر
والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب انکے
ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے چیخنا اور آہ و زاری
کرنا شروع کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر والی پکارا وائے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں
اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
اور انھوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں لیکن
بعد اس نے اور جلادوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پر کہاں سے آ گئے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں
جو ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا وائے والی شہر تو

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھر لے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو
غرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ تعجب ہے کہ آپ نے اس
شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمھارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنی تئیں ہمارا شیعہ ہونے کا دعوےٰ کرنے میں ایک جھوٹ
بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
اس پر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھ کو معلوم رہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے۔ حضرت نے فرمایا ان کا فرق
سن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی
میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدا
میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس
کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری
اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
عیسیٰؑ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صورت نہ بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے پرندہ
بن جاتا تھا۔ اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنائے گئے

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
میں امیر المومنین علیؑ اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائم آلِ محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسولؐ خدا
میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے والی نے عرض کی اس وقت
حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچا لیا خیر اس میں میرا کچھ ہرج نہیں ہے
پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں دو جلاد
اس کے دائیں اور بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لے کر اس
پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھکر
والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب ان کے
ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے چیخنا اور آہ و زاری
کرنا شروع کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر والی پکارا وائے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں
اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
اور انھوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں لیکن
بعد اس نے اور جلادوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پر کہاں سے آ گئے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں
جو ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا وائے والی شہر تو

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھر لے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو
غرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ تعجب ہے کہ آپ نے اس
شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنی تئیں ہمارا شیعہ ہونے کا دعوے کرنے میں ایک جھوٹ
بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
اس پر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھ کو معلوم رہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرت نے فرمایا ان کا فرق
سن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی
میں ہماری اطاعت بجا لاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدا
میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس
کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی ایسے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری
اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
عیسیٰؑ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صورت نہ بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے پرندہ
بن جاتا تھا۔ اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنائے گئے

کیا وُہ معجزہ نہ تھا اب وہ بندروں کا معجزہ تھا یا اُس زمانے کے پیغمبر کا حضرت کا یہ ارشاد سُن کر والی نے عرض کی میں خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اس کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔

پھر امام علیہ السّلام نے اُس شخص سے جو شیعہ علیؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ فرمایا اے بندۂ خدا تو شیعہ علیؑ نہیں ہے بلکہ تو ان کا محبّ ہے اور شیعہ علیؑ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے وُہ اہلِ بہشت ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ لوگ وُہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اسکی صفات ثبوتیہ سے اسکو موصوف کیا اور اس کی خلاف صفتوں سے اسکی تنزیہ اور تقدیس کی اور محمدؐ کے تمام اقوال کی تصدیق کی اور ان کے تمام افعال کو دُرست اور صواب جانا اور علیؑ کو آنحضرتؐ کے بعد سیّد اور امام سردار صاحب ہمّت سمجھا کہ اُمّتِ محمدیؐ میں نہ تو کوئی ایک اور نہ سب کے سب مل کر اسکے ہمسر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں جب ان کو ایک پلۂ میزان میں اور اس جناب کو دُوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو ہرگز برابر نہ نکلیں بلکہ جناب امیرؑ کی طرف کا پلڑا اتنا جُھک جائیگا جیسے آسمان و زمین کو ایک چاول پر ترجیح ہوتی ہے اور شیعیان علیؑ ایسے ہوتے ہیں کہ راہِ خدا میں ان کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ موت اُن پر آ پڑے یا وُہ موت پر جا پڑیں اور شیعیانِ علیؑ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمانی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مُبتلا ہوں۔

اور وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے خدا نے ان کو منع کیا ہے وہ اس طرف نظر نہیں کرتے اور جہاں کے لیے اُن کو حکم دیا گیا ہے وہاں سے غائب نہیں ہوتے اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کے اکرام و اعزاز میں علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قول کو بیان کرتا ہوں اور قولِ خدا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے یہ معنی ہیں کہ اُنھوں نے بعد اقرار توحید و اعتقاد نبوّت و امامت کے تمام فرائض کو ادا کیا اور برادران ایمانی کے حقُوق کا ادا کرنا اور دُشمنانِ دین سے کہ جو دُشمنانِ خدا ہیں تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فرائض ہے۔

اور جنابِ رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا وُہ گویا ایک جسم ہے کہ اُس پر سَر نہیں ہے اور جو مومن کہ برادرانِ ایمانی کے حقُوق کی رعایت نہیں کرتا اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے حواس تو سب دُرست ہیں مگر وہ اپنی عقل سے تامل نہیں کرتا اور اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کانوں سے نہیں سُنتا اور زبان سے اپنی حاجت کو بیان نہیں کرتا اور اپنے دلائل و براہین کی وساطت سے اپنے نفس سے مکروہات و تکلیفات کو رفع نہیں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتا اور پاؤں سے چل کر کہیں نہیں جاتا ایسا شخص گویا ایک پارۂ گوشت ہے جس سے سب قسم کے نفع فوت ہو گئے ہیں اور بمنزلہ اس چیز کے ہے جو جگہ گھیرے ہُوئے ہے پس یہ مومن جب اپنے بھائیوں کے حقُوق کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ انکے حقوق کو فوت کرتا ہے تو اسکی مثال اُس پیاسے کی سی ہے جو ٹھنڈے پانی کے پاس ہو اور اسکو پی کر اپنی پیاس کو نہ بجھائے اور بمنزلہ اس صاحب ہوش و حواس کے ہے جو مکرُوہات کے دُور کرنے اور اپنی خواہشوں کے حاصل کرنے میں ان سے کام نہ لے اور تمام نعمتوں کو زائل کر دے اور ہر آفت میں مُبتلا ہو۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مومن کے لیے تقیہ تمام اعمال سے بڑھ کر ہے کہ اس سے اپنے نفس کو اور اپنے بھائیوں کو بدکار اور بدعمل لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے اور بھائیوں کے حقُوق کا ادا کرنا پرہیزگاروں کے تمام اعمال سے اشرف ہے جس سے ملائکہ مُقرّبین کی محبت اور حُورالعین کے اشتیاق کو حاصل کرتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ وُہ تقیہ جس سے خُدا ایک گروہ کے کام کو درست کرے اس کے عمل میں لانے والے کو ان سب کے برابر ثواب ملتا ہے اور بعض وقت اس کے ترک کرنے سے ایک گروہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ترک کرنے والا اُن لوگوں کے ہلاک کرنیوالے کے گُناہ میں شریک ہوتا ہے اور برادران ایمانی کے حقُوق کی معرفت خداوندِ رحمان کو پسند ہے اور بادشاہ و منتقم حقیقی کے قرب کو زیادہ کرتی ہے اور ان کا ترک کرنا خدائے رحیم کی عداوت کا موجب اور اُس کریم منّان کے نزدیک کمیٔ مراتب کا باعث ہے۔

اور امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دُشمن میں تمیز نہ ہوتی اور اگر معرفتِ حقوق برادران ایمانی نہ ہوتی تو تمام قسم کے گناہوں پر عقاب و عذاب دیا جاتا لیکن خدا

فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ یعنی جو مُصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمھارے اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور وہ تمھارے بہت سے گناہوں کو مُعاف کر دیتا ہے۔

اور امام زین العابدین علی ابنِ حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا مومن کے تمام گناہ مُعاف کر دیتا ہے اور اُس کو دنیا اور آخرت میں ان سے پاک کر دیتا ہے سوائے دو گناہوں کے کہ وُہ تقیہ کا ترک کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا ہیں۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آئمہ اور ہمارے بُزرگ اور افضل شیعوں کے اخلاق میں سے سب سے بُزرگ تر خُلق تقیہ کا استعمال اور اپنے نفس کو حقوقِ برادرانِ ایمانی کے ادا کرنے پر مجبور کرنا ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برادرانِ ایمانی کی حفاظت کے لیے تقیہ کا استعمال کرے اگر وُہ کسی خوف زدہ کی حمایت کرتا ہے تو یہ سب عادات و خصائل کریمہ سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقُوق کی معرفت تمام صدقات اور زکوٰۃ اور نماز اور حج اور جہادوں سے افضل ہے۔

ایک دفعہ ایک محتاج مومن نے امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ خیرات طلب کی آپ نے ہنس کر اُس سے فرمایا میں تجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں اگر تُو نے اس کا ٹھیک جواب دیا تو تیری درخواست سے دس گنا دُونگا اور اگر دُرست جواب نہ دیا تو صرف سوال کے موافق ملے گا اور اس نے سَو درہم کا سوال کیا تھا کہ اس کو اپنا سرمایہ بنا کر زندگی بسر کرونگا اس شخص نے عرض کی فرمائیے وُہ مسئلہ کیا ہے۔ فرمایا اگر دنیا میں تجھ کو اختیار دیا جاتا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہے طلب کر وُہی تجھ کو عطا ہوگی۔ تو بتا تُو کس چیز کی تمنا کرتا اُس نے عرض کی میں یہ طلب کرتا کہ مجھ کو دین میں تقیہ کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنا نصیب ہو فرمایا کیا سبب ہے کہ تُو نے ہم اہلبیت کی ولایت کی خواہش نہ کی۔ عرض کی وُہ تو مُجھ کو مل چکی ہے اور یہ بات مجھ کو عطا نہیں ہوئی جو چیز کہ مل چکی ہے اُس پر شکر خدا ادا کرتا ہُوں اور جو چیز مجھ کو نہیں ملی اس کے واسطے خدا سے سوال کرتا ہُوں اُس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت نے فرمایا تُو نے خوب کہا اور اُس کو دو ہزار درہم دے کر

فرمایا ان کو عفص (مازُو) میں صرف کرنا کہ وُہ کھوٹا سرمایہ ہے اور ناقص ہو کر پھر درست ہو جاتا ہے اور سال بھر تک اس کو ڈال رکھنا اور ہر روز ہمارے ہاں آیا کر اور اپنا وظیفہ لے جایا کر الغرض اُس نے ایسا ہی کیا ابھی سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مازُو کی قیمت پندرہ گُنی ہو گئی اس نے سارا مازُو جو دو ہزار کو خریدا تھا۔ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کو فروخت کیا۔

اور امام رضا علیہ السّلام کے ہاں ایک سرکش گھوڑا تھا اور وہاں کا کوئی چابک سوار اس پر سوار ہونے کی جُرأت نہ کرتا تھا اور اگر کوئی سوار ہوتا تھا تو ڈر کے مارے اس کو چلاتا نہ تھا کہ کہیں الف نہ ہو جائے اور گرا کر سمّوں میں نہ کچل ڈالے اور وہاں ایک لڑکا تھا جس کی عمر سات برس کی تھی اُس نے عرض کی اے فرزند رسُولؐ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر سوار ہو کر اسکو چلاؤں اور اپنے قابو میں لاؤں فرمایا تُو ایسا کریگا اس نے عرض کی کہ ہاں فرمایا وُہ کیونکر عرض کی کہ میں نے اس پر سوار ہونے سے پہلے اس سبب سے اِس پر اعتماد کر لیا ہے کہ میں نے محمدؐ اور انکی آلِ طیبین و طاہرین پر سَو بار درود و سلام بھیجا ہے اور تم اہلبیت کی ولایت کو از سرِ نو اپنے نفس میں تازہ کیا ہے اس لڑکے کا یہ کلام سُن کر حضرت نے اس کو سوار ہونے کی اجازت دی اور وہ سوار ہو گیا پھر چلانے کا حکم دیا اس نے چلایا اور برابر دوڑاتا رہا یہاں تک کہ وُہ گھوڑا تھک گیا اور پکارا اے فرزندِ رسُولؐ آج مجھ کو اس لڑکے نے تنگ کر دیا اسکے پنجے سے چھڑائیے ورنہ اسکے نیچے صبر کرنے کی دُعا کیجئے لڑکا بولا اُس چیز کا سوال کر جو تیرے حق میں بہتر ہو وُہ یہ کہ تجھ کو مومن کی سواری میں دے امام علیہ السّلام نے فرمایا لڑکا سچ کہتا ہے۔ پھر حضرت نے دُعا کی کہ اے خدا فلاں گھوڑے کو صبر عطا کر اور وُہ دوڑتا رہا آخر کار جب وُہ لڑکا اس پر سے اُترا تو حضرت نے اُس سے فرمایا اے لڑکے میرے گھر کے گھوڑوں غلاموں۔ کنیزوں اور میرے خزانہ کے مال و اسباب میں سے جس چیز کو تیرا دل چاہے طلب کر کیونکہ تُو مومن ہے اور خدا نے ایمان کے ساتھ دُنیا میں تجھ کو مشہور کیا ہے لڑکے نے عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ آیا میں اور جو چاہوں سوال کر سکتا ہوں فرمایا اے جوان جو تیرا جی چاہے سوال کر کیونکہ خدا تیرے دل کو نیک سوال کی توفیق دے گا اُس نے عرض کی یا حضرت آپ میرے حق میں خدا سے دُعا کریں کہ وُہ مجھ کو تو تقیہ حسنہ اور دینی بھائیوں کے حقوق کی معرفت عطا فرمائے اور ان میں سے جس کو میں پہچانوں اس پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے

تمھاری درخواست قبول کرلی تو نے اُس وقت وہ سوال کیا جو نیک لوگوں کا سب سے افضل طریقہ ہے
اور امام محمد تقی علیہ السّلام سے کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص نے اپنے ہمسایہ میں کسی کے گھر میں نقب لگائی۔ اُنھوں نے اِس تہمت میں اسکو گرفتار کر کے سو کوڑے لگائے فرمایا یہ جہنّم کے دس کروڑ کوڑوں سے نہایت آسان ہیں اس سے اس کو توبہ کرنے کی تنبیہ ہوگئی تاکہ یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ اس کا واقعہ کیونکر ہے۔ فرمایا جس روز اُس پر یہ حادثہ گزرا اُس نے اس دن صبح کے وقت ایک مومن بھائی کے حق کو ضائع کیا اور ابو الفضیل اور ابو الدواہی اور ابو الشرور اور ابو الملاہی کو کھلم کھلا بُرا بھلا کہا اور تقیہ کو ترک کیا اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی پردہ پوشی نہ کی اور ان کو مخالفوں کے نزدیک متہم کیا اور ان کو ان پر لعنت کرنے اور بُرا بھلا کہنے اور ایذا پہنچانے کا موقع دیا اور خود بھی اِن بلاؤں میں مبتلا ہوا۔ پس انہی لوگوں نے اس کو بلا میں ڈالا اور اس پر تہمت لگائی۔ اب تم جاؤ اور اس کو اس کے گناہ سے مطلع کرو تاکہ وہ توبہ کرے اور جس بات میں اُس سے تقصیر ہوگئی ہے اس کی تلافی کرے۔ اور اگر وہ اس امر پر راضی نہ ہو تو اپنے نفس کو قید خانہ میں پانسو کوڑے کھانے کے لیے تیار رکھے کہ وہاں رات اور دن میں تمیز نہ کر سکے گا۔ الغرض اس نے وہاں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنے بھائی کے حق میں جو کمی کی تھی اس کو ادا کیا جونہی وہ شخص توبہ سے فارغ ہوا چور بھی گرفتار ہوگیا اور اُس سے مال برآمد ہوا اور جن لوگوں نے اس شخص کی چغلی کھائی تھی وہ اس کے پاس آئے اور عُذر کیا۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام سے کسی شخص نے پوچھا نیک خصال لوگوں میں سب سے کامل کون ہے فرمایا جو تقیہ کو کام میں لاتا ہے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو سب سے بڑھ کر ادا کرتا ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے بھائیوں کے حقوق سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کو ادا کرتا ہے اُس کی شان خدا کے نزدیک سب سے بزرگ تر ہے اور جو کوئی دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے فی الحقیقت وہ شخص خدا کے نزدیک شیعیانِ علیؑ اور صدیقوں میں داخل ہے۔

اور ایک دفعہ دو برادرانِ ایمانی کہ وہ باپ بیٹا تھے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں

حاضر ہوئے حضرت ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور انکی تعظیم و تکریم کی اور صدر مجلس میں بٹھایا اور خود ان کے سامنے جلوہ افروز ہوئے پھر کھانا منگایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو قنبرؓ نے ایک طشت اور ایک چوبی آفتابہ اور ایک دستمال حاضر کیا اور اس شخص کے ہاتھ دُھلانے کا قصد کیا۔ مگر حضرت نے بڑھ کر لوٹا اٹھا لیا تاکہ خود اس کے ہاتھ دُھلائیں یہ تواضع اور انکسار اس مقتدائے انس و جان کا دیکھ کر وہ شخص خاک پر لوٹنے لگا۔ اور عرض کی یا امیر المومنینؑ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا مجھ کو اس حالت میں دیکھے کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوں۔ فرمایا اُٹھ کر ہاتھ دھو کہ خدا تجھ کو دیکھتا ہے۔ بحالیکہ تیرا بھائی جو تجھ سے جُدا ہے اور دراصل تجھ سے الگ نہیں اس خدمت کے بجالانے سے جنت میں اس کے خادموں کی تعداد میں اہل دنیا کی شمار سے دس گنی زیادتی ہوگی اور اسی حساب سے اس کے ممالک بہشت بڑھائے جائیں گے یہ سُن کر وہ شخص اُٹھ بیٹھا تب حضرت نے اُس سے فرمایا اے شخص میں تجھ کو اپنے حق عظیم کی جس کو تو نے پہچانا ہے اور اس کو اپنی چادر بنایا ہے اور خدا کے سامنے تیرے عجز و نیاز کرنے کی جس کے عوض میں مجھ کو تیری خدمت پر مامور کیا اور اس سے تجھ کو مشرّف اور معزز کیا قسم دیتا ہوں کہ تو ایسے اطمینان سے ہاتھ دھو جیسے اس صورت میں جبکہ قنبر پانی ڈالتا اطمینان سے دھوتا اس نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ ہاتھ دھو چکا تو آفتابہ اپنے فرزند ارجمند محمد ابن حنفیہ کو دے کر فرمایا اے بیٹا اگر یہ لڑکا اپنے باپ سے علیحدہ میرے پاس آتا تو میں خود اس کے ہاتھ دھلاتا۔ لیکن خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں۔ چونکہ باپ کے ہاتھ باپ نے دُھلائے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دُھلائے تب محمد حنفیہ نے اس لڑکے کے ہاتھ دُھلائے۔

اور حسن ابن علی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کی مُتابعت کرے وہ بیشک شیعہ ہے

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ

(ترجمہ) اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا کہ اللہ کے سوا

اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تھوڑے شخصوں کے سوا (اے بنی اسرائیل) تم اس عہد سے پھر گئے اور راہِ حق سے اعراض (روگردانی) کر گئے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدائے عزّوجل بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا جس میں ان کو تاکید کی گئی تھی لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ کہ تم اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ یعنی اس کو اس کی مخلوقات کے مُشابہ مت کرو، اور اس کو اپنے حکم میں حق سے تجاوز کرنے والا مت سمجھو اور الیامت کرو کہ جس عمل سے اُسکی خوشنودی مقصود ہو اس سے اُسکے غیر کی خوشنودی کا اِرادہ کرو (یعنی ریا نہ کرو) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا نیز ہم نے ان سے عہد لیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ ان احسانات و انعامات کے عوض میں جو انھوں نے تم سے کئے ہیں اور تم کو آرام دینے اور تمھاری نگہبانی کرنے میں جو جو سختیاں اور تکلیفیں انھوں نے جھیلی ہیں اِس کا بدلا دو وَبِذِی الْقُرْبٰی اور والدین کے قریبی رشتہ داروں سے والدین کی تعظیم کے سبب احسان اور مروّت سے پیش آؤ۔ وَالْیَتٰمٰی اور یتیموں سے نیکی کرو اور یتیم وہ شخص ہے جس کا باپ مر جائے جو اس کے اُمور کا کفیل تھا اور اُسکے کھانے دانے کا سامان اس کو پہنچاتا تھا اور اُس کی معاش کو درست کرتا تھا وَالْمَسَاکِیْنِ اور مسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور ایسے لوگوں سے جن کا نان و نفقہ تمھارے ذمّے نہیں ہے نرمی اور خوش خلقی سے بات کرو وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو۔ نیز اپنے غیظ و غضب اور خوشنودی اور سختی اور راحت اور دلوں کو تنگ کرنیوالے غموم و ہموم کی حالتوں میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کرو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ پھر اے یہودیو تم چند آدمیوں کے سوا اس عہد کے پورا کرنے سے جو تمھارے باپ دادا نے تم کو پہنچایا ہے پھر گئے وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم اس عہد سے رُوگرداں اور اس کے تارک، اور اس سے غافل ہو۔

اور خدا فرماتا ہے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ یعنی صرف خدا کی عبادت کرو۔

جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت کے سبب سوال کرنے کی فرصت نہ ہو، خداوند متعال اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر عطا فرماتا ہے۔

اور خدا اپنے عرش پر سے ندا کرتا ہے اے میرے بندو تم میری عبادت کرو جس طرح میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے اُمور کی مصلحتوں کو مجھے مت جلاؤ۔ کیونکہ میں تم سے زیادہ اُن سے واقف ہوں اور ان (مصلحتوں) میں تم سے بخل نہیں کرتا۔

اور جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ علیہا التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی خالص عبادت کو خدا کی طرف بھیجتا ہے خدا اُس کی عمدہ ترین مصلحت کو اُس کی طرف نازل کرتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے خدا تمام چیزوں کو اُس کا فرماں بردار اور مُطیع کر دیتا ہے۔

اور امام حُسین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ حقِ عبادت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اُسکی آرزو حدِ کفایت سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ میں اس عبادت کو بُرا سمجھتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف ثوابِ آخرت ہو۔ اگر میں ایسا کروں تو میں اُس غلام کی مانند ہوں گا جو طمع کے سبب فرمانبرداری کرے۔ اگر کچھ طمع ہوئی تو کام کیا ورنہ خیر۔ اور اس بات کو میں مکروہ جانتا ہوں کہ صرف خوفِ عذاب سے اللہ کی عبادت کروں۔ اس حالت میں میری مثال اُس بُرے غلام کی سی ہوگی جو خوف کے وقت تو کام کرے اور جب خوف نہ ہو تو کبھی بھی نہ کرے کسی نے عرض کی پھر آپ کس لیے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ وہ مجھ پر انعام و احسان کرنے کی وجہ سے عبادت کے قابل ہے۔

اور امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ بندہ حقِ عبادات نہیں کر سکتا جبتک کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر اُس کی طرف رجوع نہ کرے۔ جب بندہ اپنے خدا کی طرف اِس طرح سے رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرے لیے خالص ہو گیا ہے۔ پھر اپنے کرم سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اور بخشش نہیں ہے کہ اس کے دل میں خدا کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ شریف تر عمل یہ ہے کہ بندہ عبادتِ خُدا کے ذریعے اُس کا قربِ حاصل کرے ۔

اور امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ یعنی کلمات پاکیزہ اس کی طرف صعود کرتے ہیں۔ میں کلمات طیّبہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیۡفَۃُ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ حَقًّا وَّخُلَفَاۤؤُہٗ خُلَفَاۤءُ اللّٰہِ کا کہنا مُراد ہے اور وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (اور عمل نیک اس کو بلند کرتا ہے) میں عملِ صالح سے مُراد دِل کا عمل ہے کہ یہ جو کچھ میں نے زبان سے کہا ہے وہ سب صحیح اور دُرست ہے۔

نیز اسی جناب نے فرمایا ہے کہ زمین پر بہت سے ریاکار بندے ہیں جو خدا کے نزدیک ایک پیرِ ضعیف زار و نزار اور خستہ کے برابر بھی قدر نہیں رکھتے ۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام کا قول ہے کہ اخلاص افضل عبادت ہے ۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ وادیوں اور غاروں میں سے چلیں تو میں اُس شخص کے راستے پر چلونگا جو اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی خالص مخلص عبادت کرتا ہو

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں تمام دُنیا کو ایک لُقمہ بناؤں اور اس کو خدا کی خالص عبادت کرنیوالے کو کھلادُوں تو بھی میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس کے حق میں کمی کی اور اگر کافر کو اس (دنیا) سے منع کروں۔ یہاں تک کہ وُہ بھوکا پیاسا مرجائے اور میں اس کو دُنیا سے ایک پیاس بھر پانی پلادُوں تو بھی سمجھتا ہوں کہ میں نے فضول خرچی کی ۔

اور خدا فرماتا ہے وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرو ۔

جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ تمھارے والدین سے بہتر اور اُن سے بڑھ کر تمھاری شکر گزاری کے حق دار محمدؐ اور علیؑ ہیں ۔

اور علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ میں نے رسُولِ خدا کو کہتے سُنا ہے کہ میں اور علیؑ اِس اُمت کے دو باپ ہیں اور ہمارا حق اُن والدین سے جو اُن کی ہستی کا باعث ہیں بہت زیادہ ہے کیونکہ ہم اُن کو اگر وہ ہماری اطاعت کریں آتشِ جہنم سے چھڑا کر بہشت میں کہ وُہ دار القرار ہے پہنچادیں گے اور درجۂ غلامی سے نکال کر نہایت نیک آزاد لوگوں سے ملحق کریں گے ۔

پیارہ ۲۲ سورۂ فاطر ۲۶

محمدؐ اور علیؑ امت کے دو باپ ہیں اور ان کے حقوق کی رعایت افضل ہے

اور فاطمہ زہرا علیہا السّلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں جو ان کی نا راستی اور کجی کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ ان کی اطاعت کریں تو عذاب دائمی سے ان کو نجات دیتے ہیں اور اگر ان سے موافقت رکھیں تو بہشت کی دائمی نعمتوں کو انکے لیے مباح کرتے ہیں۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔ پس خوشا حال اُس شخص کا جو ان کے حق کا عارف ہو اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرے کیونکہ خدا اُس کو اپنی جنت کے اعلیٰ باشندوں اور ساکنین میں سے قرار دیگا اور اپنی کرامتوں اور خوشنودی سے اس کو بہرہ ور اور کامیاب فرمائے گا ۔

اور امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دو افضل باپوں یعنی محمدؐ اور علیؑ کا حق پہچانے اور اُن کی اطاعت کرے جو اطاعت کرنے کا حق ہے۔ قیامت کے دن اُس سے کہا جائے گا جا بہشت میں جہاں تیرا جی چاہے چین سے رہ ۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر والدین کا اپنی اولاد پر اُن کے احسانات کی وجہ سے بڑا حق ہے تو چونکہ محمدؐ اور علیؑ کا احسان اس اُمت پر بہت ہی زیادہ اور بزرگ ہے اس لیے وُہ دونوں اس کے باپ ہونے کے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں اور انکے حق کی رعایت نہایت ضروری ہے ۔

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کے نزدیک اپنی قدر و عزت کو معلوم کرنا چاہے اُس کو غور کرنا چاہیے کہ محمدؐ اور علیؑ جو اس اُمت کے دو افضل باپ ہیں ان کی میرے نزدیک کتنی قدر و منزلت ہے (یعنی جتنی ان کی قدر اس کے نزدیک عظیم ہے اسی نسبت سے اس کی قدر خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے)

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کے حق کی رعایت کرے اس کو اپنے نفسانی والدین اور باقی بندگانِ خدا کے حقوق میں کمی کرنا کچھ ضرر نہیں پہنچاتا کیونکہ وُہ دونوں بزرگوار باپ قیامت کے دن سب کو اپنی سعی و کوشش سے اس شخص سے رضامند کرا دیں گے ۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے نماز گزار کو اُسکی نماز کا ثواب اس کے اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم کرنے کے موافق ملتا ہے یعنی جس قدر وُہ ان کی تعظیم میں زیادتی

کرتا ہے اُسی کے موافق اس کے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیا تم میں سے کسی کو اپنے جسمانی والدین سے جدا کیا جانا بُرا معلوم نہیں ہوتا۔ حاضرین نے عرض کی۔ خدا کی قسم بیشک بُرا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا پس اس شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ان دو باپوں سے جو جسمانی والدین سے افضل ہیں الگ نہ کیا جائے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی میں محمدؐ اور علیؑ کو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور قینچی سے کاٹ کر ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی میں ان کی محبت سے دستبردار نہ ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ بھی تجھ کو تیری محبت کے موافق عوض عطا کریں گے کہ قیامت کے دن تیرے لیے ایسے مراتبِ عالیہ اور درجاتِ عظیمہ کی درخواست کریں گے کہ تیری محبت کا سارا عمل ان کے لاکھویں جزو کے برابر بھی نہ ہوگا۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اس کے نسبی والدین سے گرامی تر نہ ہوں خدا کے نزدیک اُسکی ذرا بھر عزت و حرمت نہ ہوگی۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دو دینی باپوں کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر اختیار کرے خداوند متعال اس کو خطاب کرتا ہے کہ میں تجھ کو اختیار کرتا ہوں جیسا کہ تُو نے ان دونوں کو اختیار کیا اور تجھ کو تیرے دو دینی باپوں کے حضور میں مشرف کرتا ہوں جیسا کہ تُو نے اپنے نسبی والدین کی محبت پر ان کی محبت کو اختیار کر کے اپنے نفس کو مشرف کیا۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قولِ خدائے عزوجل وَذِي الْقُرْبٰى میں والدین کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں اور بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ انکے حقوق پہچانے چنانچہ بنی اسرائیل سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا اور اے اُمتِ محمدؐ تم سے بھی عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ محمدؐ کے اقربا کا حق پہچانو اور وہ اقربا ائمہ طاہرینؑ ہیں جو آنحضرتؐ کے بعد ہوئے نیز وہ لوگ جو ان حضرات علیہم السلام کے بعد برگزیدگانِ دین میں سے ان سے ملحق ہیں۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کے خویش و اقارب کے حق کی رعایت کرے خدا بہشت میں ہزار درجے اس کو عطا کریگا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ

تیز رو گھوڑا سو سال میں اس کو طے کر سکے۔ ایک درجہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا اور ایک مروارید کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک مُشک کا اور ایک عنبر کا اور ایک کافور کا غرض یہ درجات انہی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں۔

اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ کے خویش و اقارب کے حقوق کی رعایت کرے اللہ تعالیٰ اس کے درجات اور ثوابوں میں اس قدر زیادتی کرتا ہے جس قدر کہ محمدؐ اور علیؑ کو اسکے نسبی والدین پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے

اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک عورت سے فرمایا کہ اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو خوشنود اور رضامند کر خواہ نسبی والدین ناخوش ہوں اور اپنے دو دینی باپوں کو غضبناک کر کے نسبی والدین کو رضامند مت کر کیونکہ اگر تیرے نسبی والدین تجھ سے ناراض ہو گئے تو محمدؐ اور علیؑ اپنی ایک ساعت کی طاعت کے دس ہزارویں حصہ کا ثواب اُن کو دے کر تجھ سے رضامند کرا دینگے اور اگر تیرے دونوں دینی باپ تجھ سے ناراض ہوں تو تیرے نسبی والدین ان کے خوش کرنے پر قادر نہیں ہیں تمام دُنیا کی طاعتوں کا ثواب اُن کے غضب کی برابری نہیں کر سکتا۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تجھ پر اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں سے نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ تو اپنے نسبی والدین کے اقربا کے حقوق کو ضایع کر دے اور خبردار اپنے نسبی والدین کے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تلافی کرنے میں اپنے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو ہرگز ہرگز ضائع نہ کرنا اس لیے کہ اس جماعت کا تیرے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے آگے تیرا شکرگزار ہونا ان نسبی رشتہ داروں کے تیرے نسبی والدین کے آگے شکرگزار ہونے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ کیونکہ جب تیرے دو دینی باپوں کے قریبی رشتہ داران کے پاس تیرے شکرگزار ہوں گے تو ان کی ایک تھوڑی سی نظرِ شفقت کرنے سے تیرے تمام گناہ زائل ہو جائینگے اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثریٰ اور عرش کے مابین کو پُر کر دیں اور اگر تُو نے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو چھوڑ کر نسبی والدین کے اقربا کے حقوق ادا کئے ہوں تو اُن کی شکرگزاری تجھ کو کچھ نفع نہ بخشے گی۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دو دینی باپوں کے قریبیوں اور ان کے دوستوں کے حقوق کا ادا کرنا نسبی والدین کے قریبیوں کے حقوق کے ادا کرنے سے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ ہمارے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ ہم سے ہمارے نسبی والدین کو رضامند کرا دیں گے اور ہمارے نسبی

والدین ہمارے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دُو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تُو نے افضل کو فضیلت دی۔ میں بھی تجھ کو افضل قرار دونگا اور تُو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ میں تجھ کو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدران دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ پدرانِ دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے مہیا کیا گیا تھا اُس سے دس لاکھ گنا اِس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دُو سَودے پیش کئے جائیں اور کُل ہزار درہم اُن کے پاس ہوں اور وہ ایک سَودے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وُہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سَودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب دیں کہ اس سَودے کے خریدنے میں دُوسرے سَودے کی نسبت ہزار گُنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو زیاں کار و پسماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وُہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر اُنکے عوض میں دس ہزار درہم لے لیئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اگر وُہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا میں تم کو ایسی صُورت بتاؤں جس کا نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وُہ ان کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی۔ حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صُورت سے تم کو مطلع کروں اُنھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پُر حسرت وہ شخص ہے جو ترک احسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر فوقیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلالِ خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کُنبہ بھوکا تھا وُہ انکے واسطے کچھ کمانے گھر سے نِکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہُوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے مُلاقات ہُوئی اور وُہ دونوں بھُوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مُستحق ہیں یہ سوچ کر وُہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا اُن کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دُوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وُہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دُور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ جب اُس کو پتا لگا

والدین ہمارے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دُو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تُو نے افضل کو فضیلت دی۔ میں بھی تجھ کو افضل قرار دونگا اور تُو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ میں تجھکو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدرانِ دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ پدرانِ دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے مُہیا کیا گیا تھا اُس سے دس لاکھ گُنا اِس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دُو سَودے پیش کئے جائیں اور کُل ہزار درہم اُن کے پاس ہوں ور وہ ایک سَودے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وُہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سَودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب دیں کہ اس سَودے کے خریدنے میں دُوسرے سَودے کی نسبت ہزار گُنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو زیاں کار و پسماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وُہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر انکے عوض میں دس ہزار درہم لے لیئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اگر وُہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا میں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وُہ ان کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی۔ حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صُورت سے تم کو مطلع کروں اُنھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پُر حسرت وہ شخص ہے جو بَرّ و احسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر فوقیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا کرے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلالِ خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کُنبہ بھوکا تھا وُہ انکے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہُوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہُوئی اور وُہ دونوں بھُوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچ کر وُہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا اُن کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دُوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وُہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دُور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ جب اُس کو پتا لگا

تو ایک چٹھی اور پانسو اشرفیوں کی تھیلی اس کو دی اور کہا کہ یہ تیرے چچیرے بھائی کا جو مصر میں فوت ہوگیا ہے بقیہ مال ہے اور ایک لاکھ دینار اس کے تاجران مکّہ و مدینہ کے ذمّے قرض ہیں اور اس سے بہت زیادہ جائداد اور زمینیں اور مال مصر میں ہیں الغرض وُہ پانسو اشرفیاں لے کر گھر گیا اور اپنے عیال کے لیے خوب ساز و سامان کیا۔ جب رات کو سویا خواب میں محمدؐ اور علیؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تُو نے جو ہمارے قریبیوں کو اپنے قریبیوں پر ترجیح دی تو دیکھ ہم نے بھی تجھ کو کیسا غنی اور مالدار کر دیا۔ پھر مکّہ اور مدینہ میں وُہ لاکھ دینار جس جس شخص کے ذمّے تھے ان میں سے ہر ایک محمدؐ اور علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر تُو نے صبح کو فلاں شخص کا جو حقِ میراث تیرے ذمّے ہے اس کو نہ پہنچایا تو صبح ہم تجھ کو ہلاک اور مستاصل کر ڈالیں گے اور تیری نعمت کو تجھ سے زائل کر دیں گے اور تجھ کو تیرے جاہ و حشم سے الگ کر دینگے۔ آخر کار جب صبح ہُوئی تو ہر ایک قرضدار اپنے اپنے قرض کے موافق رقم لے کر اس کے پاس حاضر ہُوا اور وہ لاکھ دینار اُسی روز جمع ہو گئے اور مصر میں جس جس کے پاس اس کا مال آیا تھا آپ دونوں حضرات ان کو خواب میں نظر آئے اور نہایت تہدید اور تاکید سے حکم دیا کہ جہاں تک ہو سکے بہت جلد اُس شخص کا مال اُس کو پہنچاؤ۔ بعد ازاں پھر دونوں حضرات اُس مردِ مومن (جس نے قرابتِ رسولؐ کو اپنی قرابت پر فوقیت دی تھی) کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تو نے صنعتِ الٰہی کو اپنی نسبت کیسا پایا۔ ہم نے سب مصریوں کو جن کے پاس تیرا مال تھا حکم دے دیا ہے کہ وُہ بہت جلد تیرے پاس پہنچا دیں۔ اب اگر تیرا منشا ہو تو ہم حاکمِ مصر کو حکم دیں کہ وہ تمہاری زمینوں اور ملکوں کو فروخت کر کے ان کا روپیہ تیرے پاس مدینہ میں بھجوا دے کہ تو ان کے عوض یہاں املاک و جائداد خرید لے۔ اُس نے عرض کی ہاں میں چاہتا ہوں۔ الغرض محمدؐ اور علیؑ نے عالمِ رویا میں حاکمِ مصر کو حکم دیا کہ اُس کی املاک کو فروخت کر کے روپیہ اس کے حوالے کر دے حاکم نے وُہ تمام املاک تین لاکھ دینار میں فروخت کر کے قیمت اس کے پاس بھیج دی اور وہ شخص تمام اہلِ مدینہ سے زیادہ مالدار ہوگیا۔ پھر رسولِ خداؐ نے اس سے خواب میں فرمایا تُو نے جو میری قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی یہ تو اس کی جزا دُنیا میں ہے اور آخرت میں

اِس مال کے ہر حبّہ کے عوض بہشت میں ہزار ہزار محل عطا کروں گا۔ ان میں سب سے چھوٹا محل تمام دُنیا سے بہت بڑا ہوگا۔ اور اُن کا ایک سُوئی برابر حصّہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

اور جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وَالْيَتَامٰی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خُدائے عزّ وجلّ نے یتیموں سے نیکی کرنے کی ترغیب اس لیے دی ہے کہ وُہ اپنے ماں باپ سے جُدا ہو گئے ہیں پس جو کوئی ان کی حفاظت کرے خدا اُس کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی ان کا اکرام و اعزاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے اور جو کوئی محبّت اور مہربانی سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حق تعالیٰ اُس شخص کو ہر بال کے عوض جو اُس کے ہاتھ کے نیچے ہیں بہشت میں ایک محل عطا کرے گا جو دُنیا و مافیہا سے زیادہ تر وسیع ہوگا اور وہاں ہر قسم کی نعمتیں اُس کے لیے مُہیّا ہوں گی اور وُہ اُن سے متلذّذ اور کامیاب ہوگا وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جنّت میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں جن کی بہشتی لوگوں کے نفس خواہش کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں ان سے لذّت پاتی ہیں اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا سب یتیموں سے بڑھ کر وُہ یتیم ہے جو اپنے امام سے جُدا ہو جائے اسکے پاس نہ پہنچ سکے! اور جن مسائلِ شرعی کی اسکو ضرورت پڑتی ہے ان میں اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ امام کا حکم کیا ہے پس جو شخص ہمارے علوم کا عالم ہو ... یہ جاہل شیعہ ... ت جو ہماری حضُوری سے دُور ہے اسکے پاس ہو اُس کو چاہیئے کہ اس کو ہدایت کرے اور آگاہ ہو کہ جو کوئی اس کو ہدایت کرے اور راہِ راست پر لگائے وُہ جنّت کے اعلیٰ طبقے میں ہمارا رفیق اور ہم نشیں ہوگا اس حدیث کو مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور انھوں نے اپنے آبائے کرام کی زبانی رسُولِ خداؐ سے روایت کی ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو کوئی ہماری شریعت کا عالم ہو اور ہمارے ضعیف شیعوں کو انکی تاریکی جہالت سے نکال کر اس علم کی روشنی کی طرف لائے جو ہم نے اس کو عطا کیا ہے قیامت کے دن وُہ شخص اس طرح واردِ محشر ہوگا کہ نور کا ایک تاج اسکے سر پر ہوگا جسکی روشنی تمام اہلِ محشر تک پہنچے گی اور ایسا حُلّہ زیبِ تن کئے ہوگا کہ تمام دُنیا و مافیہا

پارہ ۲۵ سورۂ زخرف ع ۶

اس کے ادنے تار کی قیمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی پھر ایک منادی ندا کرے گا اے بندگانِ خدا
آگاہ ہو یہ عالم آلِ محمدؐ میں سے کسی کا شاگرد ہے جن جن کو دنیا میں اُس نے حیرتِ جہالت سے
نکالا ہے۔ اُن کو چاہیئے کہ اس کے نور سے متمسک ہو جائیں تاکہ یہ اُن کو اس عرصۂ محشر کی
حیرتِ ظلمت سے نکال کر گلگشتِ جناں کی طرف لے جائے۔ الغرض جس جس کو اُس نے کوئی
امرِ خیر تعلیم کیا ہوگا یا جس کے دل سے جہالت کا قفل کھولا ہوگا یا کسی شبہ کو رفع اور واضح کیا ہوگا
ان سب کو وہاں سے نکال کر بہشت میں لے جائیگا۔

اور ایک عورت نے جناب فاطمہ زہراؑ صدیقہ کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ
میری ماں ضعیف ہے اور نماز کے ایک مسئلہ میں اسکو کچھ شبہ ہو گیا ہے اس کے دریافت کرنے کیلئے مجھ کو
آپکی خدمت میں بھیجا ہے۔ جناب صدیقہ نے اس مسئلہ کا جواب دیا۔ اُس نے پھر پوچھا اس معصومہ
نے پھر جواب دیا اس نے پھر دریافت کیا۔ آپنے پھر جواب دیا۔ یہاںتک کہ اُس نے دس بار تکرار کیا
اور برابر جواب دیا۔ پھر اس عورت نے کثرتِ سوال سے شرمندہ ہو کر عرض کی اے بنتِ رسولؐ میں
اب آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتی جناب فاطمہؑ نے اُس سے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں جو جی
میں آئے پوچھ اگر کسی شخص کو ایک لاکھ اشرفی اُجرت مقرر کر کے کہا جائے کہ اس بھاری بوجھ
کو کوٹھے پر چڑھا دے کیا اسکو یہ بات ناگوار گزرے گی اس نے عرض کی کوئی نہیں۔ فرمایا میرے
واسطے ہر مسئلہ کے عوض اس قدر موتی اُجرت میں مقرر ہوئے ہیں جو ثریٰ اور عرش کے درمیانی خلا کی
پُری سے بھی ہوں اس لیے مجھ کو مسائل کا جواب دینا بدرجہا اولیٰ ناگوار نہ معلوم ہونا چاہیئے اور
میں نے اپنے والدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے
دن ہمارے علماء شیعہ کو ان کے کثرتِ علوم اور ہدایت بندگان میں انکی سعی و کوشش کے موافق
خلعتہائے کرامت عطا ہونگے یہاںتک کہ ایک ایک پر ہزار حُلّے نور کے ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ایک منادی ندا کریگا۔ اے یتیمانِ آلِ محمدؐ کی کفالت اور پرورش کرنیوالو جبکہ وہ اپنے آبائے حقیقی
یعنی ائمہ کرام علیہم السلام سے جُدا ہو گئے تھے۔ یہ تمہارے شاگرد اور وہ یتیم جنکی تم نے کفالت اور
پرورش کی ہے حاضر ہیں پس جس طرح تم نے دُنیا میں خلعتہائے علوم سے انکو مزین کیا تھا اسی طرح
اب خلعت ہائے جنت سے آراستہ کرو۔ تب وہ علماء ان یتیموں اور شاگردوں کو ان کی تحصیل علوم کے

مطابق اعلیٰ حسبِ مراتب خلعت پہنائیں گے۔ یہاں تک کہ بعض یتیم لاکھ لاکھ خلعت پا جائیں گے اسی طرح
یہ یتیم اپنے شاگردوں کو خلعت تقسیم کریں گے۔ بعد ازاں خدا پھر حکم کرے گا کہ ان یتیموں کے کفالت
کرنے والے علماء کو پھر خلعت دو۔ تب ان کو خلعت ملیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے خلعت پورے
کر کے ان کو دُوگنا کر دیا جائے گا اور شاگردوں کو تقسیم کرنے سے پہلے جس قدر خلعت اُن
کے پاس ہوں گے اس قدر پورے کر کے دوچند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اعلیٰ قدر مراتب
ان کے خلعت یافتہ شاگردوں کا حال ہوگا۔

پھر جناب فاطمہؑ نے اس عورت سے فرمایا۔ اے کنیزِ خُدا ان خلعتوں کا ایک تار ان تمام اشیائے سے
جن پر آفتاب چمکتا ہے لاکھ مرتبہ افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ چیزیں مکدر اور منغص ہیں۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی یتیم آلِ محمدؐ کی جو اپنے آقاؤں اور اماموں
سے الگ ہو اور صحرائے جہالت میں سرگرداں و پریشان ہو کفالت کرے کہ اس کو اس کی جہالت سے
نکالے اور اس کے اُمورِ مشتبہ کو اس پر واضح کر دے۔ اس کو اس شخص پر جو کسی یتیم کا کفیل ہو کر اس کو
کھانا کھلائے اور پانی پلائے اس قدر فضیلت ہے جیسے آفتاب کو سُہا ستارے پر۔

اور امام حسین ابن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے کسی یتیم کی جس کو ہمارے
پوشیدہ ہونے نے ہم سے جُدا کیا ہے کفالت کرے اور اس کو ہمارے علوم جو اس کو پہنچے ہیں
تعلیم کرے یہاں تک کہ اس کو راہِ راست اور طریق مستقیم پر لے آئے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا
ہے اے میرے کریم اور غمخوار بندے میں کرم و بخشش کے لیے اولیٰ تر ہوں۔ اے میرے فرشتو
اس کے لیے ہر حرف کے عوض جو اس نے تعلیم کئے ہیں لاکھ محل بہشت میں تیار کرو اور تمام
قسم کی نعمتیں جو وہاں کے مناسب ہوں ان میں مہیا کرو۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی
کہ اے موسیٰ مجھ کو میری مخلوق کا محبوب بنا اور میری مخلوق کو میرا محبوب کر موسیٰؑ نے عرض کی اے
پروردگار میں کس طرح کروں۔ ارشاد ہوا کہ ان کو میری نعمتیں اور بخششیں یاد دلا اگر تو میرے
دروازے سے کسی بھاگنے والے یا میری درگاہ سے کسی بھٹکے ہوئے کو میری طرف پھیر لائے تو
یہ عمل تیرے لیے سو برس کی عبادت سے کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو محرابِ عبادت میں

کھڑا ہے بہتر اور افضل ہے۔ عرض کی اے پروردگار وہ بندہ کونسا ہے جو تجھ سے گریز کرتا ہے۔ وحی ہوئی جو عصیان اور سرکشی کرتا ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کی وہ بندہ کونسا ہے جو تیری درگاہ سے بھٹکا ہے۔ فرمایا وہ شخص جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا جو شریعت کے طریقے اور وہ امور جن سے عبادت پروردگار کی جائے اور جن کی وجہ سے خدا کی رضامندی سے متوسل ہو سکے تعلیم کرتا یا بعد اس کے کہ اس کو پہچان لیا ہے۔ اس سے دور ہو گیا ہے اور اس کے دین کے طریقے سے ناواقف ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے علمار شیعہ کے گروہ کو ثواب اعظم اور جزائے اوفر کی بشارت دو۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم اس شخص کی مانند ہے جس کیساتھ شمع ہو کہ وہ اس سے لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے۔ پس جس کسی کو اپنی شمع سے روشنی پہنچاتا ہے وہ اسکے لیے نیک دعا کرتا ہے اسی طرح عالم اپنی شمع علم سے جہالت اور حیرت کی تاریکی کو زائل کرتا ہے پس جس کسی کو وہ اپنی شمع کی روشنی پہنچاتا ہے اور وہ اس کے سبب حیرت سے نکلتا ہے یا جہالت سے نجات پاتا ہے وہ شخص آتش جہنم سے اس کا آزاد کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عالم کو اس کی جزا میں اس شخص کے جس کو اس نے آتش جہنم سے آزاد کیا ہے ہر بال کے عوض اس قدر ثواب عطا کریگا جو لاکھ تھیلیاں صدقہ کرنے کے ثواب سے بہتر ہوگا جو ایسی جگہ صرف کی جائیں جہاں کے لیے خدا نے حکم نہ دیا ہو۔ بلکہ اس قسم کا صدقہ اس کے دینے والے پر وبال ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسکو اس قدر ثواب عطا فرمائیگا جو کعبہ کے سامنے نماز ادا کرنے کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ہمارے شیعہ عالم اس حد میں چڑھائی کرنے والے ہیں جو ابلیس اور اسکے جنگجو دیووں کی سرحد سے ملتی ہے اور ان کو ہمارے ضعیف شیعوں پر خروج کرنے سے باز رکھتے ہیں اور ابلیس اور گروہ نواصب کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتے۔ پس جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام کے لیے مستعد ہو وہ اہل روم و ترکستان و خزر کے ساتھ جہاد کرنیوالوں سے لاکھ مرتبہ بہتر ہے کیونکہ یہ ہمارے محبوں کے دین کو دشمنان دین کے حملوں سے بچاتے ہیں اور وہ ان کے بدنوں سے دشمنوں کے رنج و آزار کو دور کرتے ہیں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عالم جو ہمارے کسی یتیم کو جو ہماری صحبت سے الگ ہے ایسی تعلیم دے کہ جسکی اس کو ضرورت ہے گمراہی اور جہالت سے چھڑاتا ہے وہ ابلیس پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے کیونکہ عابد صرف اپنے نفس کو بچانا چاہتا ہے اور عالم یہ چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو نیز دیگر بندگان و کنیزان خدا کو ابلیس اور اسکے سرکش شاگردوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور اسی طرح خدا کے نزدیک وہ لاکھ عابدوں سے بہتر ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عابد سے کہا جائیگا کہ تو بہت اچھا آدمی تھا کہ تو نے اپنے نفس کی غمخواری کی اور لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچایا پس تو جا اور بہشت میں داخل ہو حالانکہ اس عالم نے لوگوں پر اپنی خیر کو جاری کیا ہے اور ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہے اور جنت کی نعمتوں کو ان پر زیادہ کیا ہے اور خوشنودیٔ خدا کو ان کے لیے حاصل کیا ہے۔ پھر اس عالم کو خطاب ہوگا۔ اے یتیمان آل محمدؐ کی کفالت کرنیوالے اور ان کے ضعیف محبوں اور دوستوں کو ہدایت کرنے والے ذرا توقف کر اور جس جس نے تجھ سے کچھ حاصل کیا ہے یا کچھ سیکھا ہے ان کی شفاعت کر یہ سنداسُن کر وہ ٹھہر جائے گا اور ان کی شفاعت کرنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور اس کے ہمراہ دس[1] قیام آدمی ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اس سے علوم حاصل کئے ہونگے اور قیامت تک جو اس کے شاگردوں کے شاگرد ہوتے رہے ہونگے اب تم دیکھو کہ ان دونوں درجوں میں کتنا فرق ہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیمان آل محمدؐ کی (جو اپنے امام سے جدا ہوں اور اپنی جہالت میں متحیر اور سرگرداں ہوں اور اپنے شیطانوں اور ہمارے دشمن ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوں) کفالت کریں اور ان کو ان کے پنجے سے چھڑائیں اور ان کو انکی حیرت اور سرگردانی سے نجات دیں اور شیاطین کے وسوسوں کو رد کر کے انکو مغلوب کریں اور اپنے پروردگار کی حجتوں اور اپنے اماموں کی دلیلوں کے ذریعہ ناصبیوں پر غالب آئیں ان کو خدا کے نزدیک بندوں پر آسمان کے زمین سے افضل ہونے اور عرش کرسی اور حجابوں سے زیادہ تر فضیلت حاصل ہے اور ان کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے

[1] قیام آدمیوں کا گروہ اور حدیث میں ایک لاکھ فرمایا ہے۔ کذا فی مجمع البحرین۔ مترجم عفی عنہ،

علماء عابد سے افضل ہے

چاند کو آسمان کے ایک مدہم ستارے پر۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے اگر تمھارے قائم علیہ السّلام کی غیبت کے بعد ایسے عُلما جو لوگوں کو اس کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ان کو اس کی طرف رہبری کرتے ہیں اور دلائل و براہین الٰہی کیساتھ اس کے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کے ضعیف بندوں کو ابلیس اور اس کے سرکش شاگردوں اور ناصبیوں کے دامِ فریب سے نکالتے ہیں موجود نہ ہوتے تو کوئی فرد بشر دینِ خدا پر قائم نہ رہتا اور سب مُرتد ہو جاتے لیکن وہ ضعیف شیعوں کے دلوں کی باگ ڈور کو تھامتے ہیں جیسے ملاح اپنی کشتی کے دنبالہ کو تھاما کرتا ہے۔ یہی لوگ خدا کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہیں۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے عُلمائے شیعہ جو ہمارے ضعیف محبّوں اور دوستوں کی خبرگیری کرتے ہیں وُہ قیامت کے دن اسی طرح واردِ محشر ہونگے کہ ہر ایک کے سر پر ایک خوبصورت تاج دھرا ہوگا کہ نُور اس سے ساطع ہوتا ہوگا اور ان تاجوں کے نُور تمام میدانِ قیامت میں جس کا دورہ تین لاکھ برس کی راہ ہوگی پھیل جائیں گے اور جس جس یتیم کی انھوں نے کفالت کی ہے اور علم کے نُور سے اسکو تاریکی جہالت سے نجات دی ہے اور گمراہی اور دھوکے کی حیرت سے اسکو نکالا ہے وُہ سب انکے نوروں کی ایک ایک شاخ میں چمٹ جائیں گے اور وُہ انکو اُٹھا کر اتنا بلند کریگا کہ فوقِ جناں کے مقابل ہو جائیں گے پھر ان کو اُنکی منزلوں میں جو ان کے اُستادوں اور معلّموں کے ہمسایہ اور ان اماموں کے حضور میں جنکی طرف ان کو بُلایا جاتا تھا ان کے واسطے تیار کی گئی ہونگی لے جا کر اُتار دیں گے اور جس جس ناصبی کو ان کے تاجوں کی شعاعیں پہنچیں گی وُہ اندھے بہرے اور گونگے ہو جائیں گے اور آگ کے سخت ترین شعلوں کو اُن پر مقرر کیا جائیگا جو ان کو اٹھا کر دھکیلتے ہوئے زبانیہ کی طرف لے جائیں گے اور وُہ ان کو وسطِ جہنم میں ڈال دے گا۔

بعد ازاں امام علیہ السّلام نے وَالْمَسَاکِیْنِ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسکین وہ شخص ہے کہ فقر اور تنگدستی اس کی حرکت کو ساکن کر دے جو کوئی اپنے زائد مال سے اسکی غمخواری کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جنّت کو اس کیلئے فراخ کریگا اور اپنی مغفرت اور خوشنودی اُسکو عطا فرمائے گا۔

اور جناب محمدؐ اور علیؑ کے محبّوں میں جو مسکین ہیں انکی غمخواری کرنا مسکین فقرا کی غمخواری کرنے سے بہتر ہے اور وُہ وُہ لوگ ہیں جن کے اعضا اور قوائے دشمنانِ خدا کے مُقابلے سے عاجز اور ضعیف

ہو گئے ہیں جو اُن کو ان کے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں اور انکی عقلوں کو سفاہت سے نسبت دیتے ہیں جو شخص اپنے فقہ اور علم سے ان کو ایسا قوی کر دے کہ انکی مسکنت زائل ہو جائے اور انکو دُشمنانِ ظاہری یعنی نواصب اور دُشمنانِ باطنی یعنی ابلیس اور اس کے سرکش مددگاروں پر مُسلّط اور غالب کر دے یہاں تک کہ دینِ خدا کے قرب و جوار سے اُنکو بھگا دیں اور آلِ رسولؐ کے دوستوں کے پاس سے اُن کو دُور کر دیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس مسکینی کو مومنین سے دُور کر کے ان کے شیطانوں پر ڈال دیتا ہے اور ان کو ان کے گمراہ کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی زبانی اپنا سچا حکم فرمایا ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دینی مسکین اور ضعیف المعرفت شخص کو اس کے مخالف ناصبی کے مقابلے میں ایسا قوی کر دے کہ وُہ اس کو خاموش اور لاجواب کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اُس روز جبکہ وہ قبر میں رکھا جائے گا یہ تلقین کرے گا کہ اے میرے بندے کہہ اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ میرا نبیؐ ہے اور علیؑ میرا ولی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور قرآن میرا سرمایہ شادمانی اور زادِ راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں اس وقت خدا اس سے خطاب کرے گا۔ اے بندے تجھ کو حجّت بتا دی گئی ہیں نے اپنی جنّت کا ایک دروازہ تیرے لیے واجب کیا پس اس وقت اس کی قبر گلشنِ جنّت سے بہتر ہو جائے گی۔

اور جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں دو عورتیں ایک دینی مسئلے میں جھگڑتی ہوئی حاضر ہوئیں ایک مومنہ تھی اور دوسری معاندِ اہلبیتؑ۔ جناب فاطمہؑ نے مومنہ پر اسکی دلیل کو واضح کر دیا کہ اس کے ذریعہ سے وُہ اس معاندہ پر غالب آگئی اور اس فتحیابی سے نہایت مسرور اور شادکام ہوئی۔ جناب صدیقہ طاہرہؑ نے اس سے فرمایا تیرے اس مخالف عورت پر فتحیاب ہونے سے فرشتوں کو جو خوشی حاصل ہوئی وُہ تیری خوشی سے کہیں بڑھ کر ہے اور اسکو اپنے شکست پانے سے جو رنج و ملال لاحق ہوا ہے اس سے ابلیس اور اس کے سرکش معاونوں کا رنج و ملال بہت زیادہ ہے اور خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ نے جو اُس مسکین و اسیر عورت پر اس کی دلیل کو واضح کیا ہے اسکے صلے میں بہشت میں اس قدر سامان اسکے لیے مُہیا کرو جو ان چیزوں سے جو میں نے اس کیلئے تیار کی ہیں لاکھ گنے زیادہ ہوں اور ہر ایک شخص کے لیے جو کسی اسیر و مسکین پر

دلائل دینی کو واضح کر کے اس کو معاند مذہب پر غالب کرا دے یہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو سامان بہشت میں اس کے لیے تیار ہو چکا ہے اس لیے لاکھ گنا زیادہ کیا جائے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کچھ تحفہ لے کر حاضر ہوا حضرت نے اس سے فرمایا اے شخص تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ تر پسند ہے کہ میں اس تحفہ کے عوض بیس ہزار درہم دیدوں جو اسکی قیمت سے بیس گنے ہیں یا علم کا ایک دروازہ تیرے لیے کھول دوں جس کے ذریعے سے تو فلاں ناصبی پر جو تیری بستی میں رہتا ہے غالب ہو جائے اور وہاں کے رہنے والے ضعیف شیعوں کو اس کے ہاتھ سے چھڑائے اگر تو نے بہتر چیز کو پسند کیا تو میں دونوں چیزیں تجھ کو دونگا اگر تو نے پسند کرنے میں غلطی کی تو میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں ان میں سے ایک جس کو تیرا جی چاہے لے لے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا میرا اس ناصبی کو مغلوب کرنے اور ان ضعیف شیعوں کو اس کے پنجے سے چھڑانے کا ثواب بیس ہزار درہم کے برابر ہے؟ فرمایا بلکہ تمام دنیا سے بیس لاکھ دفعہ بڑھ کر تب اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کروں بلکہ میں تو اس کلمہ بزرگ کو اختیار کرتا ہوں جس کے ذریعے دشمنِ خدا کو مغلوب کروں اور اس کے شر کو دوستانِ خدا سے دفع کروں اس کی یہ تقریر سُن کر حضرت نے فرمایا تو نے بہت اچھا انتخاب کیا اور اس کو وہ کلمہ بھی تعلیم کیا اور بیس ہزار درہم بھی عطا فرمائے اس نے وہاں جا کر اس ناصبی کو لاجواب کیا اور یہ خبر امام علیہ السلام کو بھی پہنچی جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس سے فرمایا اے بندۂ خدا تیری طرح کسی نے نفع نہیں پایا اور جو بات تم نے حاصل کی وہ کسی دوست کو حاصل نہیں ہوئی اوّل تو نے محبتِ الٰہی حاصل کی دوسرے محبت محمدؐ و علیؑ تیسرے ان دونوں کی آل اطہار کی محبت چوتھے ملائکہ مقربین کی محبت پانچویں اپنے مومن بھائیوں کی محبت اور تمام مومنوں اور کافروں کی تعداد کے موافق ایسی چیزیں حاصل کیں کہ ان میں سے ہر ایک اس دنیا سے بہتر ہے خدا تجھ کو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک شخص کسی ضعیف و مسکین کو جو نہایت زار و نزار ہے قتل کرنا چاہتا ہے اور تو اس کو اس ظالم کے پنجے سے نجات دیتا ہے یا ایک ناصبی ہمارے ضعیف شیعوں میں سے کسی مسکین

مومن کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور تو اس (مومن) کو ایسی بات بتاتا ہے جس کے ذریعہ وہ مسکین بچ جائے اور اس ناصبی کو ساکت کر دے اور دلائل الٰہی سے اس کو شکست دے اس شخص نے عرض کی میں اس مسکین مومن کو اس ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا پسند کرتا ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا یعنی جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اُس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ کیا پس جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا اور اس کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت کی گویا اس نے تمام آدمیوں کو زندہ کیا بیشتر اس سے کہ ان کو آہنی تلواروں سے قتل کرے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا تجھ کو ان دوستوں میں سے کونسا دوست عزیز ہے۔ ایک تو ایسا دوست ہے کہ جب تجھ کو دیکھتا ہے اشرفیوں کا توڑا تیرے حوالے کر دیتا ہے اور ایک ایسا ہے کہ جب کبھی تجھ سے ملاقات کرتا ہے شیطانوں کے دام فریب سے تجھ کو نکلنے میں تیری مدد کرتا ہے اور وہ باتیں تجھ کو بتاتا ہے جنکے ذریعہ تو ان کے مکروں کو باطل کر دے اور ان کے جالوں کو توڑ ڈالے اور اُن کی رسیوں کو قطع کر دے اس نے عرض کی یا حضرت میں تو اُس دوست کو اچھا سمجھتا ہوں جو بروقت ملاقات مجھ کو یہ تعلیم کرے کہ میں شیطان کو کیونکر ذلیل و خوار کر کے اپنے نفس سے ٹالوں اور اسکی بلا کو اپنے اُوپر سے دفع کروں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا تجھ کو ذیل کی دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے۔ ایک مسکین کو جو کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہے قید سے چھڑانا یا ایک مسکین کو ناصبیوں کی قید سے رہا کرانا۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ آپ میرے لیے خدا سے دعا کیجیے کہ وہ مجھ کو جواب باصواب کی توفیق عطا فرمائے حضرت نے دعا کی اے خدا اس کو توفیق دے۔ تب اس نے عرض کی کہ مسکین کو ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا مجھ کو زیادہ تر پسند ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس پر جنت کی نعمتیں زیادہ ہونگی اور وہ آتش جہنم سے نجات پائے گا اور دوسری صورت میں اس پر دنیا کی زندگی زیادہ ہوگی اور دنیاوی ظلم اس سے رفع ہوگا حالانکہ خدا اس مظلوم کو ان ظلموں کے بدلے میں جو کفار کے ہاتھوں سے اس نے اٹھائے ہیں چند در چند ثواب جنت میں عطا کریگا اور اپنے عدل و انصاف کے موافق اس ظالم سے انتقام لے گا اس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت نے فرمایا خدا تجھے توفیق دے تو نے بالکل اس کے موافق جواب دیا جو میرے سینے میں تھا اور اس باب میں جو کچھ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا تو نے اس میں سے ایک حرف بھی کم نہیں کیا۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ مُحبّانِ اہلبیت میں سے ایک مومن کا ناصبی کے ہاتھ سے جو اپنی فضیلتِ لسّانی سے اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے چھڑانا بہتر ہے یا ایک قیدی کا اہلِ رُوم کے ہاتھ سے رہا کرانا حضرت نے اُس سے فرمایا تو مجھے یہ بتا کہ ایک شخص نے کسی برگزیدہ اور نیکو کار مومن اور ایک چڑیا کو دیکھا کہ دونوں دریا میں ڈُوب رہے ہیں اور وُہ شخص ان دونوں کو غرق ہونے سے نہیں بچا سکتا اگر ایک کے نکالنے میں مشغول ہوتا ہے تو دُوسرا ڈُوب جاتا ہے آپ تیری رائے میں کس کا بچانا بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نیک کردار مومن کا بچانا افضل ہے۔ تب حضرت نے فرمایا تُو نے جو سوال کیا ہے اِس کی فضیلت اس دُوسری صورت کی فضیلت سے بدرجہا بڑھ کر ہے کیونکہ مومن کو بہکانے والے ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانے والا اس مومن پر اُس کے دین اور پروردگار کے بہشت کو زیادہ کرتا ہے اور آتشِ جہنّم سے اس کو نجات دیتا ہے اور وُہ مظلوم جو کفّارِ روم کی قید میں گرفتار ہے سیدھا جنّت کو جائے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی ہمت کو ہم اہلبیت کے مسکین محبّان کے مقابلے میں ناصبیوں کے شکست دینے میں مصروف کرے کہ انکی طرف سے انکو شکست دے اور اُن کی رُسوائیوں اور ننگ و عار کی باتوں کو ظاہر کرے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے امر کو بُزرگ کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں جنت کے فرشتوں کی ہمت کو اسکے لیے محل اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول کرے اور دُشمنانِ خدا کے مقابلے میں جو دلائل اُس نے پیش کیے ہونگے اُنکے ہر ایک حرف کے عوض اِس قدر فرشتے اس کام میں لگائے جنکی تعداد اہلِ دُنیا کے شمار سے زیادہ ہو اور ہر فرشتے کی قوّت آسمانوں اور زمینوں کے اُٹھانے کی قوّت سے زیادہ ہو اب ان مکانوں اور محلّوں کی تعداد پروردگار عالم کے سوائے اور کون جان سکتا ہے۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی ہمارے کسی محب کی ہمارے کسی دُشمن کے مُقابلے میں مدد کرے اور اسکو اس قدر قوی اور دلیر کر دے کہ وُہ حق کو جو ہماری فضیلت پر دال ہو بوجہ احسن ظاہر کرے اور باطل کو جس کے ذریعے ہمارے دشمن ہمارے حق کو مٹانا چاہتے ہیں بدترین صورت میں ظاہر کرے جس کو سُنکر غافل متنبہ اور خبردار ہو جائیں اور طالبانِ علم کو بصیرت حاصل ہو اور علماء کی بصیرت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو بہشت کی اعلیٰ منزلوں میں مبعوث کرے گا۔ اور اس سے مخاطب ہو کر فرمائیگا۔ اے میرے دُشمنوں کو شکست دینے والے اور میرے دوستوں کی

مدد کرنیوالے اور خیر الانبیاء محمدؐ کی فضیلت اور افضل اولیاء علیؑ کی بزرگی کو بیان کرنیوالے اور ان دونوں کے دُشمنوں اور ان دونوں کے اور ان کے جانشینوں کے ناموں سے نامزد ہونیوالوں اور ان کے القاب سے ملقب ہونیوالوں کی دُشمنی کو ظاہر کرنیوالے بندے خدا اس آواز کو تمام اہلِ محشر کے کانوں میں پہنچائے گا۔ یہ آواز سُن کر تمام فرشتے اور جابر لوگ اور سارے شیطان اس دُشمنانِ محمدؐ کو شکست دینے والے پر درود بھیجیں گے اور دُنیا میں ناصبیان محمدؐ و علیؑ میں سے جو لوگ اُس سے لڑتے بھڑتے تھے اُن پر لعنت کریں گے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا مُحب اور دوست عالم جو اعمال اپنے فقر و فاقہ اور ذلت و مسکنت کے دن کے لیے آگے روانہ کرتا ہے ان میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ وُہ دنیا میں ہمارے کسی مسکین محب کی فریاد کو پہنچے جو ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جو دُشمنانِ خدا و رسُول ہیں۔ قیامت کے دن جب وُہ عالم اپنی قبر سے نکلے گا تو فرشتے کنارۂ قبر سے لے کر اس کی منزلِ بہشت تک صف باندھے ہوں گے اور اس کو اپنے بازوؤں پر اُٹھائیں گے اور اُس سے کہیں گے مرحبا خوشا حال تیرا اے نیک لوگوں سے ناپاک کُتّوں کو دفع کرنیوالے اور اپنے ائمہؑ کی حمایت و یاری کرنیوالے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین خدا کے دلائل و براہین کو بہت بڑا غلبہ ہوتا ہے کہ انکی وساطت سے خدا اسکو اپنے بندوں پر مُسلّط کرتا ہے پس جس کو ان کا زیادہ حصہ ملا ہے وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھے کہ خدا نے مجھ کو میری دلیل کی وجہ سے اس پر فضیلت دی ہے گو اس کو بُزرگی اور رمال و جمال کے پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہی کیوں نہ پہنچا دیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا خیال کریگا تو اُس نے خدا کی نعمتِ بزرگ کو حقیر سمجھا اور اس کا اس علم کی مدد سے جو اُس نے ہم اہلبیت کے علوم سے سیکھا ہے ہمارے ناصبی دُشمنوں میں سے ایک دشمن کا دفع کرنا اسکے لیے اس مال سے بہتر ہے جو اس شخص کے پاس موجود ہے جس پر اسکو فضیلت دی گئی ہے اگرچہ وُہ اس سے ہزار گنا مال تصدق کرے۔

اور ایک دفعہ امام علی نقی علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ ایک شیعہ عالم کی کسی ناصبی سے بحث ہوئی اور اُس نے اپنے دلائل قویہ سے اس ناصبی کو لاجواب کر کے سب کے سامنے اسکو رُسوا کیا آخر کار وہ عالم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت صدر مجلس میں ایک مسندِ عظیم نصب کی ہوئی تھی

اور حضرتؑ خود مسند سے الگ تشریف رکھتے تھے اور بہت سے ہاشمی اور علوی وہاں موجود تھے۔ حضرتؑ نے اِس عالم کو آگے کرنے کرتے عین اس مسند پر لا بٹھایا اور آپ اسکے سامنے ہو بیٹھے یہ امر اُن بزرگان قوم کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا علویوں نے تو باوجود غصہ کے اس کی تعظیم قبول کرلی۔ مگر ہاشمیوں میں سے ایک بوڑھا بولا۔ اے فرزند رسولؐ تم سادات بنی ہاشم پر جو اولادِ ابوطالبؑ و عباسؓ ہیں ایک عام آدمی کو اس طرح ترجیح دیتے ہو؟ حضرت نے اسکے جواب میں فرمایا خبردار اُن لوگوں میں مت داخل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ یعنی کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کچھ حصہ کتاب خدا کا دیا گیا ہے کہ وہ کتاب خدا کی طرف دعوت کیے جاتے ہیں تاکہ وہ کتاب ان کے درمیان حکم کرے اور پھر ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور وہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

کیا تم کتاب خدا کو اپنا حکم بنانے پر رضامند نہیں ہو سب نے عرض کی ہم راضی ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ کیا خدا نہیں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو تم کشادگی کر دو۔ خدا تمہارے لیے کشادگی کرے گا اور جب کہا جائے کہ تم اُٹھ کھڑے ہو۔ تو تم کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں اور علم والوں کے درجے بلند کریگا پس اللہ تعالیٰ جب ہی خوشنود اور رضامند ہوتا ہے کہ مومن عالم کو مومن غیر عالم پر ترجیح اور فوقیت دی جائے جیسے مومن کو غیر مومن پر فوقیت دیے بغیر رضامند نہیں ہوتا اب تم مجھے بتاؤ کہ خدا نے قرآن میں يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (یعنی خدا اہل علم کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے یا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا شَرَفَ النَّسَبِ دَرَجٰتٍ (یعنی خدا بزرگ نسب والے لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے۔

اور کیا قرآن میں یہ نہیں فرمایا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

سیپارہ ۳ سورہ آل عمران ع ۳

پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ع ۲

پارہ ۲۳ سورہ زمر ع ۱

یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں جبکہ میں نے اس شخص کا درجہ بلند کیا جیسا کہ خدا نے اس کا رتبہ بلند کیا ہے تو پھر تم کیونکر اس امر کو برا جانتے ہو جو دلیلیں میں نے اس شخص کو تعلیم کی تھیں ان کے ذریعہ سے اس نے جو فلاں ناصبی کو شکست دی ہے وہ بزرگی اس کے لیے تمام نسبی شرافتوں سے بہتر ہے۔ یہ سن کر عباسیوں نے عرض کی۔ اے فرزند رسولؐ تو نے کم نسب شخص کو ہم پر شرف دیا حالانکہ وہ نسب میں ہمارے برابر نہیں ہے اور ابتدائے اسلام سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ بزرگ نسب والا شخص کم نسب والے آدمی پر مقدم رکھا جاتا ہے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ کیا خوب بھلا عباسؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت نہ کی تھی حالانکہ ابوبکر تیمی تھا اور عباس ہاشمی کیا عبداللہ ابن عباس عمر بن خطاب کی خدمت نہیں کیا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ ہاشمی اور خلیفوں کا باپ تھا اور عمر عدوی اور یہ کیا بات ہے کہ عمر نے بعید النسب قریشیوں کو تو شوریٰ میں داخل کیا اور عباسؓ کو شامل نہ کیا۔ اب اگر ہمارا غیر ہاشمی کو ہاشمی پر فوقیت دینا تمہارے نزدیک برا ہے تو مناسب ہے کہ عباسؓ نے جو ابوبکرؓ کی بیعت کی اور عبداللہ ابن عباسؓ نے اول عمرؓ کی بیعت کی پھر اس کی خدمت گزاری کرتا رہا۔ ان دونوں باتوں کو بھی برا سمجھو اور اگر وہ دونوں امر جائز تھے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔

جب اس بوڑھے ہاشمی نے حضرت کی یہ تقریر سنی تو کچھ جواب نہ بن آیا اور اس طرح خاموش رہ گیا گویا پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ٹھونسا گیا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ بہت سے محبان و دوستانِ آلِ رسولؐ جمع ہو کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہمارا ایک ہمسایہ ناصبی ہے وہ ہم کو اذیت پہنچاتا ہے اور جناب امیرؑ سے اول و ثانی و ثالث کے افضل ہونے کی دلیلیں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور ایسے اعتراض وارد کرتا ہے کہ ہم ان کے جواب میں عاجز اور قاصر رہ جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک شخص کو بھیجونگا جو اس کو تمہارے مقابلے میں لاجواب کر کے اس کی وقعت کو تمہاری نظر میں کم کر دے گا پھر اپنے ایک شاگرد کو بلا کر اس سے فرمایا۔ جب یہ لوگ جمع ہوں تو ان کے پاس سے گزرنا اور ان کی باتیں سننا یہ لوگ تجھ سے کچھ تقریر کرنے کی درخواست کرینگے۔ اس وقت تقریر کرنا اور ان کے مقرر کو لاجواب کر دینا اور اس کی چرب زبانی کو

توڑ دینا اور اُس کی تیزی کو کُند کر دینا اور اُس کی کوئی سبیل و حجّت باقی نہ چھوڑنا۔

الغرض وُہ شاگرد حسب الارشاد اس مجمع میں حاضر ہوا اور اس ناصبی سے مباحثہ کر کے اسکو ساکت کر دیا اور اُسکی ایسی گت بنائی کہ اسکو یہ معلوم نہ رہا کہ میں آسمان پر ہوں یا زمین پر۔

وُہ لوگ راوی ہیں کہ ہم کو اس واقعہ سے اتنی خوشی حاصل ہُوئی کہ جس کا اندازہ خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور جتنی ہم کو خوشی ہُوئی اُسی قدر اس ناصبی اور اس کے پیروں کو رنج و ملال لاحق ہُوا جب ہم پھر امام علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اس دشمن خدا کے شکست پانے سے آسمانوں پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں وُہ تمھاری نسبت بہت زیادہ ہیں اور ابلیس اور اُس کے نافرمان و سرکش شیطانوں کو اس واقعہ سے جو حزن و ملال لاحق ہوا ہے وُہ اُن لوگوں کی نسبت زیادہ تر ہے اور آسمانوں اور حجابوں اور کُرسی کے فرشتوں نے اس شکست دینے والے شخص پر دُرود بھیجا اور خُدا نے اس کو قبُول فرمایا اور اس کی بازگشت بزرگ کی اور اس کے ثواب کو زیادہ کیا اور انہی فرشتوں نے اس شکست یافتہ دشمنِ خدا پر لعنت کی اور خُدا نے اس کو قبوُل کیا اور اس کی ذِلت و خواری کو سخت کیا اور اُس کا عذاب بڑھایا۔

پھر خُدا فرماتا ہے۔ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں سے خوُبی کیساتھ کلام کرو۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سے نیکی اور خوش اخلاقی سے بات کرو۔ خواہ مومن ہو یا مخالف مومنین سے تو کُشادہ رُوئی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مخالفوں سے چاپلوسی اور مدارات سے کلام کرے تاکہ وُہ ایمان کی طرف میل کریں اگر اس بات سے نااُمید ہو تو ان کی شرارتوں سے اپنے نفس کو اور اپنے ایمانی بھائیوں کو تو بچائے رہے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ دُشمنان دین کی مدارات کرنا اپنے نفس اور اپنے دینی بھائیوں کے لیے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ عبداللہ ابن ابی ابن ابی سلول جناب رسالتمآبؐ کے درِ دولت پر آکر طالب اذن ہوا حضرت نے فرمایا بہت بُرا آدمی آیا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ جب اجازت ملی اور وُہ اندر آیا تو حضرت نے اسکو بٹھایا اور اس کو دیکھ کر بشاش ہُوئے۔ جب وُہ مُنافق وہاں سے چلا گیا تو عائشہ نے عرض کی یارسُول اللہ مجھے تعجب ہے کہ حضرت نے پہلے اسکی

مذمت کی اور پھر اُس سے اِس قدر بشاشت اور کُشادہ رُوئی سے پیش آئے حضرت نے جواب دیا اے عُویش اے حمیرا قیامت کے دن خُدا کے نزدیک سب سے بُرا آدمی وُہ سمجھا جائے گا جو بدی سے پرہیز کرنے کو بُرا جانے۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کے سامنے شکر گذاری کرتے ہیں حالانکہ دل سے ہم اُن کو دشمن رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دُشمنانِ خُدا ہیں ہم ان سے اپنے بھائیوں کے بچاؤ کے لیے تقیہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لیے۔

اور جناب فاطمہ علیہا السّلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو دیکھ کر بشاش ہونا اس شخص پر جنّت کو واجب کرتا ہے اور معاند اور دُشمن کو دیکھ کر خوش ہونا آدمی کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو صرف اس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے کہ وُہ اعدائے دین سے کمال تواضع اور مدارات سے پیش آتے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کیلئے ان سے تقیہ پسندیدہ عمل میں لاتے ہیں

اور زہری نے روایت کی ہے کہ میں نے امام زین العابدینؑ کا نہ تو کوئی ولی دوست دیکھا اور نہ کوئی ظاہری دُشمن اس لیے کہ جو شخص آپ کے فضائل باہرہ کو پہچانتا تھا اس کو ضرور حضرت کی تعظیم کرنی پڑتی تھی نیز اس کا یہ بھی باعث تھا کہ آپ نہایت مدارات اور حسن معاشرت سے سلوک کرتے تھے اور نہایت نیک اور پسندیدہ تقیہ عمل میں لاتے تھے اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ظاہر میں اُن کو دوست رکھتا ہو اور باطن میں ان کے فضائل کے تمام مخلوقات کے فضائل سے مضاعف ہونے کے باعث ان سے حسد نہ رکھتا ہو۔

اور امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دوستوں سے ان کے مانوس کرنے کیلئے شیریں کلامی اور خوش گفتاری سے پیش آئے اور اپنے مخالفوں سے کُشادہ رُوئی سے مُلاقات کرے تاکہ وُہ خود اور اس کے دینی بھائی ان کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وُہ شخص خدا کے نزدیک اس قدر نیکیاں اور درجات عالیہ جمع کرتا ہے جس کا اندازہ اُس غیب داں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے ایک مخالف نے ایک شیعہ سے

سوال کیا کہ تو اصحاب عشرہ کے بارے میں کیا کہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں انکو اُن خیر جمیل سے یاد کرتا ہوں جس کے باعث خدا میرے گناہوں کو معاف کرے اور میرے درجات کو بلند کرے۔ یہ جواب سُن کر وُہ سائل بولا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ کو تیرے بغض سے نجات دی میں تو تجھ کو بعض صحابہ کے بارے میں رافضی سمجھتا تھا۔ تب اُس شخص نے کہا آگاہ ہو جو کوئی اُن میں سے ایک کے ساتھ بُغض رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو مخالف بولا شاید تو کچھ تاویل کرتا ہے تو اُس شخص کی بابت کیا کہتا ہے جو اصحاب عشرہ سے بُغض رکھے اس مرد شیعہ نے جواب دیا جو کوئی عشرہ یعنی دسئوں سے دُشمنی رکھے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہ بات سُنتے ہی وُہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اُس شیعہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے جو تجھ کو آج سے پہلے رافضی ہونے کی تہمت لگائی تھی اس سے مجھ کو معاف کر اور میری خطا بخشدے شیعہ نے کہا میں نے تجھ کو معاف کیا اور تو میرا بھائی ہے۔ بعد ازاں وُہ شخص وہاں سے چلا گیا اُسکے جانے کے بعد حضرت نے اس مومن سے فرمایا شاباش جزاک اللہ کیا خوب جواب دیا تیرے حسن توریہ اور عُمدہ تلطف نے (جس نے تجھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور تیرے دین میں کچھ رخنہ اندازی نہ کی) فرشتگان سماوی کو نہایت متعجب کیا خدا نے ہمارے مخالفوں کے لیے نہایت رنج والم بڑھایا اور ہمارے دوستداروں کی مُراد کو ان کے تقیہ میں ان سے مخفی رکھا۔ حضرت کا یہ ارشاد سُن کر بعض اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہماری رائے میں تو اس کا کلام اس ناصبی اور دُشمن خدا و رسولؐ کے موافق ہی تھا حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر تم اس کی مُراد کو نہیں سمجھتے تو ہم تو سمجھتے ہیں اور خدا اس کا شاکر ہے کیونکہ ہمارا دوست جو ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دُشمنوں کا دشمن ہوتا ہے جب خدا اس کو امتحاناً مخالفانِ دین کے ساتھ مُبتلا کرتا ہے تو اس کو ایسے جواب کی توفیق عطا کرتا ہے جس میں اُس کا دین اور عزت سلامت رہیں اور اللہ تعالیٰ اس تقیہ کے عوض اسکو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے دیکھو تمھارے اس رفیق نے پہلے یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان میں سے ایک کو دُشمن رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو یعنی جو کوئی ان میں سے ایک کو عیب لگائے اور وُہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اُس نے دوسری دفعہ یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان دسئوں کو عیب لگائے یا گالی دے اس پر خدا کی لعنت ہو

اور یہ اُس نے سچ کہا کیونکہ جس نے ان دسئوں کو عیب لگایا۔ اُس نے علیؑ کو بھی بلا ریب عیب لگایا اس لیے کہ وُہ بھی اس تعداد میں شامل ہیں اور جب علیؑ کو عیب نہ لگایا اور ان کی مذمت نہ کی تو ان سب کو عیب نہ لگایا۔ بلکہ صرف بعض کو معیوب ٹھہرایا اور خزبیل یا خرقیل مومن آلِ فرعون نے جبکہ اُنھوں نے فرعون سے اس کی چغلی کھائی ایسا ہی توریہ برتا تھا خرقیل ان کو اس امر کی دعوت کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور موسیٰ پیغمبر خدا ہے اور محمدؐ رسُول خدا جمیع رسولانِ خدا اور تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب اور تمام ائمہ کرام تمام پیغمبروں کے وصیوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہونا چاہیے چغلخوروں نے فرعون کے پاس اس کی چغلی کھائی اور یہ کہا کہ خرقیل ہم کو تیری مخالفت کے لئے کہتا ہے اور تیرے دُشمنوں کو تیرے خلاف مدد دیتا ہے فرعون نے ان سے کہا کہ وُہ میرا چچیرا بھائی اور میری سلطنت میں میرا جانشین اور ولیعہد ہے اگر اس نے ایسا ہی کہا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ میری کُفرانِ نعمت کے سبب سخت تر عذاب کا سزاوار ہے اور اگر تُم نے اُس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو تم نہایت سخت عذاب و عقاب کے مستوجب ہو گے کیونکہ تم نے اس کی بُرائی کو اختیار کیا الغرض حزقیل اور چُغلخوروں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انھوں نے اس سے جھگڑنا شروع کیا اور کہا کہ اے حزقیل تو فرعون بادشاہ کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے اور اس کا کفرانِ نعمت کرتا ہے خرقیل نے فرعون سے مخاطب ہو کر کہا اے بادشاہ تُو نے کبھی میرا جھوٹ دیکھا ہے۔ فرعون نے کہا کبھی نہیں اس نے کہا ان سے پُوچھ کہ تمھارا پروردگار کون ہے وہ بولے کہ فرعون پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا خالق کون ہے انھوں نے جواب دیا کہ فرعونؔ پھر پُوچھا کہ تمھارا رازق جو تمھاری معاشوں کا کفیل ہے اور مکروہات کو تم سے دُور کرتا ہے کون ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہی فرعون اسکے بعد خرقیل نے فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وُہی میرا پروردگار ہے اور جو ان کا خالق ہے وُہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وُہی میرا رازق ہے اور جو ان کی معاشوں کی اصلاح کرتا ہے وہی میری معاش کا مُصلح ہے ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور کوئی میرا پروردگار اور خالق اور رازق نہیں ہے اور میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور ہر ایک

پروردگار اور خالق اور رازق اور اُس کی ربوبیت سے بیزار ہوں اور اُسکی الٰہیت کا منکر ہوں۔
حزقیل کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ ان سب کا پروردگار وہی ہے جو میرا پروردگار
ہے اس لیے یہ نہ کہا کہ انھوں نے جسکو اپنا پروردگار کہا ہے وہ میرا پروردگار ہے بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار
اور یہ بات فرعون اور جملہ حاضرین پر پوشیدہ رہی اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ فرعون
میرا رب اور خالق اور رزاق ہے القصہ فرعون نے ان چغلخوروں سے کہا کہ اے بد آدمیوں اور
اے میرے ملک میں فساد کے چاہنے والو اور میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان جو میرا قوتِ
بازو ہے فتنہ ڈلوانیکا ارادہ کرنیوالو تم ہی میرے عذاب و عتاب کے سزاوار ہو اسلیئے کہ تم نے ارادہ کیا تھا
کہ میری سلطنت میں فساد ہو اور میرا چچیرا بھائی مارا جائے اور میری سلطنت میں رخنہ پڑجائے بعد ازاں
اُس کے حکم سے ان میں سے ہر ایک کی پنڈلی اور چھاتی میں ایک ایک میخ ٹھونکی گئی پھر لوہے کے
آروں والے جلادوں کو ان پر مقرر کیا اور انھوں نے ان کے بدنوں کا گوشت چیر چیر کر ریزہ ریزہ
کر ڈالا۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتا ہے فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
یعنی اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو اُن چغلخوروں کے مکر و فریب سے بچالیا جبکہ انھوں نے اسکے مروانے کے
لیئے فرعون سے اُسکی چغلی کھائی وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور آلِ فرعون کو جنھوں
نے فرعون کے پاس اُسکی چغلی کھائی تھی سخت عذاب نے گھیر لیا کہ فرعون نے اُن کے جسموں میں
میخیں گڑوائیں اور لوہے کے آروں سے ان کے جسموں کے گوشت پارہ پارہ کروا ڈالے۔
اور ایک خاص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰ کاظم سے عرض کی اور لرزے کے مارے اس کا
بدن کانپ رہا تھا۔ اے فرزندِ رسولؐ خدا مجھ کو آپکی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار میں
فلاں پسر فلاں کے منافق ہونے نے نہایت خوفزدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا اس کا واقعہ بیان
کر اُس نے عرض کی کہ میں آج اس کے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحبِ مجلس نے
اُس سے کہا کہ تو موسیٰ ابن جعفرؑ کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام
نہیں مانتا تب حضرت کے اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ
موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہیں اور اگر میں اس کے غیر امام ہونیکا معتقد نہ ہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر جو اس بات کا معتقد
نہ ہو خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو صاحبِ مجلس نے یہ بات سُن کر اس سے کہا خدا تجھ کو

جزائے خیر دے اور تیری چغلی کھانیوالے پر خدا کی لعنت ہو حضرت نے جب سرگزشت سنی تو اس شخص
سے فرمایا وہ بات نہیں ہے جو کہ تو گمان کرتا ہے۔ بلکہ تیرا ساتھی تجھ سے زیادہ دانشمند ہے اس نے جو یہ
کہا کہ موسیٰؑ ابنِ جعفر غیر امام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کہ امام نہیں ہے مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰ
ابنِ جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود امام ہے پس اس قول سے اُس نے میری امامت کا اثبات
کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی ہے اے بندۂ خدا یہ جو تو نے اپنے اس مومن بھائی کی نسبت منافق ہونے کا
گمان کیا ہے یہ تجھ سے کب زائل ہوگا۔ خدا کے آگے توبہ کر یہ سُن کر وہ شخص اس بات کے مطلب کو سمجھ
گیا اور اپنے کیئے پر نہایت مغموم و محزون ہوا اور عرض کی اے فرزندِ رسولؐ میرے پاس مال تو موجود
نہیں جو میں دے کر اس کو خوش کرلوں۔ مگر میں نے عبادتِ خدا اور تم اہلبیت پر درود بھیجنے اور
تمھارے دشمنوں پر لعنت کرنے کے جو تمام عمل کیئے ہیں ان کا ایک حصہ اس کو ہبہ کرتا ہوں حضرت
نے فرمایا اب تو آتشِ دوزخ سے رہا ہوا۔
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر تھے اسی اثنا میں ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی اے فرزندِ رسولؐ آج میں نے
ایک شخص کو جو ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ میں محبِ آلِ محمدؐ ہوں اور ان کے دشمنوں
سے بیزار ہوں۔ ایک عجیب بات دیکھی آج کے دن میں نے اُس کو دیکھا کہ خلعتِ شاہی پہنے ہے
اور بغداد میں پھرایا جارہا ہے اور اس کے آگے آگے کچھ لوگ پکار پکار کر کہتے جاتے ہیں اس رافضی کی توبہ
سنو پھر اُس سے کہتے ہیں کہ کہہ تب وہ کہتا ہے کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَا بَكْرٍ جب وہ کہہ چکتا
ہے تو وہ لوگ نہایت غل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس نے رافضی ہونے سے توبہ کی ہے اور ابوبکر
کو علیؑ ابنِ ابی طالب پر فضیلت دی ہے حضرتؑ نے اُس شخص سے فرمایا کہ خلوت میں پھر اس بات کا
ذکر کرنا جب خلوت ہوئی تو اُس نے پھر عرض کی حضرت نے فرمایا میں نے اس لیے اُن بیوقوف لوگوں کے
سامنے اس شخص کے کلام کی تفسیر نہیں بیان کی کہ ایسا نہ ہو کوئی جا کر ان مخالفوں سے کہہ دے اور وہ
اس کے حال سے واقف ہو جائیں اور اس کو ایذا پہنچائیں۔ دیکھو اگر اُس شخص نے یہ کہا ہوتا کہ
خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ تو بیشک ابوبکر کو علیؑ پر فضیلت دیتا لیکن اُس نے تو یہ کہا ہے
کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَا بَكْرٍ یعنی اے ابوبکر رسولِ خداؐ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر۔۔۔ اور

اِس سے وُہ مطلب نہیں نکلتا جو عوام سمجھتے ہیں اور یہ اس لیے کیا گیا تاکہ عام جہال جو اس کے سامنے جار ہے ہیں خوش ہو جائیں اور وُہ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے توریہ کو ہمارے شیعوں اور محبّوں کا محافظ مُقرّر کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السّلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ میں جو آج محلّہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمدؑ ابنِ علیؑ امام روافض کا ہمنشین ہے۔ اس سے پُوچھو کہ رسُولِ خُداؐ کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اُس نے جواب دیا کہ علیؑ بعد رسُولِ خداؐ سب سے بہتر ہے تو اسکو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابوبکر ہے تو چھوڑ دینا۔ غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسُولِ مختار صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خیر النّاس کون شخص ہے۔ تب میں نے اُن کو جواب دیا کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِؐ ابوبکر و عمر و عثمان (تینوں ناموں کو مقامِ استفہام میں کہا) اور اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا اور علیؑ کا نام نہ لیا۔ یہ سُن کر بعض کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو اِس جگہ علیؑ کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس میں مجھ کو کچھ تامل ہے میں یہ نہیں کہتا۔ وُہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ مُتعصّب ہے ہمارا خیال اس کی نسبت غلط نکلا یہ کہہ کر وُہ سب چلے گئے اور اس طرح سے میں نے اُن کے پنجے سے رہائی پائی۔ اے فرزندِ رسُولؐ اس میں میرا کچھ حرج تو نہیں ہُوا۔ اس فقرے سے میرا مقصود استفہام تھا نہ کہ اخبار یعنی کیا رسُولِ خداؐ کے بعد فلاں و فلاں سب سے بہتر تھے حضرت نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اس کا اجر تیرے لیے لکھا اور اس کو کتابِ حکیم یعنی لوحِ محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کے عوض اس قدر چیزیں تیرے لیے واجب کیں کہ تمنّا کرنے والوں کی تمنّائیں اس سے قاصر ہیں اور آرزومندوں کی آرزوئیں وہاں تک نہیں پہنچتیں۔

اور ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السّلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابوبکر بن ابو قحافہ کی امامت کا قائل نہیں ہے۔ اے فرزندِ رسُولؐ ان کی یہ بات سُن کر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے از روئے تقیہ کہہ دیا کہ ہاں اس کا قائل ہوں تب اُن میں سے ایک اپنا ہاتھ میرے مُنہ پر رکھ کر بولا تو تحریف کر کے کلام کرتا ہے جو میں تجھے بتاؤں اسطرح سے لوگونکو جواب دے میں نے اس سے

کہا کہ کہہ تب اُس نے مجھ سے کہا کیا تُو قائل ہے کہ ابوبکر بن قحافہ رسُولِ خداؐ کے بعد امام حق و عدل ہے اور علیؑ کا امامت میں بیشک کوئی حق نہیں ہے میں نے اسکے جواب میں نَعَمْ اور اُس کو ہاں کے معنی میں نہیں رکھا تھا۔ بلکہ اس سے اُونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور مُراد لی تھی وُہ شخص بولا میں اِس پر بس نہ کروں گا جبتک تو قسم نہ کھائے اب تو اس طرح کہہ کہ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ طالب اور غالب اور ذلت دینے والا اور پلٹنے والا اور ہلاک کرنیوالا اور پوشیدہ اور ظاہر کا یکساں جاننے والا ہے میں نے جواب دیا نَعَمْ اور میری اسکے کہنے سے چوپایہ مُراد تھی نہ کہ ہاں پھر اُس نے کہا کہ میں اس پر بھی بس نہیں کرتا جبتک کہ تو یوں نہ کہے کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ اُسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور یہی قسم کھا کر نہ کہے کہ ابوبکرؓ ابن ابو قحافہ ہی امام ہے۔ تب میں نے جواب دیا کہ ابوبکر بن ابو قحافہ امام ہے ہاں وُہ اُس شخص کا امام ہے جو اُس کا پیرو ہو اور اُسکو امام مانے قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور دیگر صفاتِ الٰہی اپنی زبان پر جاری کیں یہ سُن کر وُہ خاموش ہوئے اور مجھ کو جزاک اللہ خیرا کہا اور میں نے انکے پنجے سے نجات پائی۔ یا حضرت اب فرمایئے خدا کے نزدیک میرا کیا حال ہے فرمایا تیرا حال نیک ہے خدا نے تیرے حُسنِ تقیّہ کے عوض اعلیٰ علیّین میں تجھ کو ہمارا رفیق اور ہمنشین کیا۔

ابو یعقوب اور علیؑ راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم امام حسن عسکری علیہم السّلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہالِ عامہ میں مُبتلا تھا اور وُہ امامت کے باب میں اسکی آزمایش کرتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں جو انکے ہاتھ سے خلاصی ہو میں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں وُہ بولا مجھ سے کہتے ہیں اے شخص کیا تو قائل ہے کہ رسُولِ خداؐ کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھ کو نعم کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ وُہ مجھے مارتے ہیں اور جب میں نے نعم کہا تو بولے کہ وَاللہ کہہ تب میں نے کہا نعم اور میرا منشا اس نعم کے کہنے سے اُونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جب وہ وَاللہ کہلائیں تو وَاللہُ (جیسے وَلِّی زَیْدٌ عَنْ اَمْرِکَذَا یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا) کہہ دیا کر وہ اسکو تمیز نہ کر سکیں گے اور تو سلامت رہیگا۔ یہ سُن کر اس نے مجھ سے کہا کہ اگر وُہ میری اس بات کو معلوم کر لیں اور کہیں کہ وَاللہِ کہہ اور ہا کو ظاہر کر میں نے جواب دیا کہ وَاللہُ بہ ضمّہ ہا کہہ دیا کر کیونکہ جب ہا پر کسرہ نہ ہوگا تو

قسم میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سُن کر وُہ چلا گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ اُنھوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھ کو قسم دلائی اور جس طرح تو نے تعلیم دی تھی مَیں نے اُسی طرح سے کیا۔

اس شخص کی یہ تقریر سُن کر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ توموجب حدیث جناب رسالت مآبؐ اَلدَّالُ عَلَی الۡخَیۡرِ کَفَاعِلِہٖ (نیکی کی طرف رہبری کرنیوالا گویا خود اس نیکی کا بجالانے والا ہے) گویا خود اس فعل کا عمل میں لانے والا ہے خدا نے تیرے اس ساتھی کیلئے اس تقیہ کے عوض اس قدر نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج کیں کہ ان کی تعداد ہمارے تقیہ کرنیوالے شیعوں اور محبّوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کردہ الفاظ کے حروف اور اُن تقیہ کرنیوالوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی ان میں سے ایک ادنیٰ نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہو جائیں اور چونکہ تُو نے اس کو ہدایت کی ہے اس لیے تجھ کو بھی اس کی مانند ثواب ملا۔

اور قول خدا وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو ادا کرو اس طرح پر کہ اس کے رکوع اور سجود کو کامل طور پر بجالاؤ اور اوقات کی پابندی کرو اور اس کے ان حقوق کو ادا کرو جن کے ادا نہ کرنے سے پروردگار عالم نماز کو قبول نہیں کرتا آیا تم جانتے ہو کہ وُہ کونسے حقوق ہیں؟ وُہ حقوق یہ ہیں کہ نماز کے بعد محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر دُرود بھیجو مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھو کہ وہ حضرات علیہم السّلام برگزیدگان خدا میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور خدا کے حقوق کو قائم کرنے والے اور دین خدا کے ناصر و مددگار ہیں۔

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مال اور مرتبے اور قوت بدنی کی زکوٰۃ ادا کرو مال سے اپنے دینی بھائیوں کی غمخواری کرو اور مرتبے سے انکو انکی دلی حاجتوں تک پہنچاؤ کہ اپنے ضعف و ناتوانی کے سبب وُہ وہاں تک پہنچنے اور ان کے پورا کرنے سے عاجز ہیں اور قوت سے اپنے بھائی کی یُوں امداد کرو کہ جس کا گدھا مثلاً کسی نہر میں گر پڑا ہو یا اس کا بوجھ کسی جنگل یا کسی رستے میں پڑا ہو اور وہ فریاد کرتا ہو اور کوئی اسکی فریاد کو نہ پہنچتا ہو اور تو اُسکی امداد کرے۔ یہاں تک کہ اس کا بوجھ اس پر لدوا دے اور اسکو سوار کرا دے اور ہنکا کر قافلے سے ملا دے اور با اینہمہ تو محمدؐ و آلِ محمدؐ طیبین و طاہرین کی دوستی کا معتقد ہو اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ تیرے ان کے دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں سے تبرّا اور بیزاری کرنے سے خدا تمھارے اعمال کو پاکیزہ اور دوچند کر دیتا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ تَوَلَّیۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ۝ پھر اے گروہ یہود کہ تُم سے وہی عہد لیا گیا ہے جو تمھارے پہلے بزرگوں سے لیا گیا تھا تم اس عہد سے پھر گئے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کہ وُہ اس پر قائم رہے اور تم حکم خدائے عزّوجل سے جو اُس نے فرض کیا تھا روگرداں ہو گئے۔

جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سمیت اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اگر بندہ اپنی نماز کو پروردگار کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرے اور اپنی کرامت سے اسکو مستفیض کرے اگر بندہ اپنے عہد کو وفا کرتا ہے اور نماز کو اسکے مقررہ طریق کے موافق ادا کرتا ہے تو خدا ان فرشتوں سے جو خازنان جنت اور حاملان عرش ہیں فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے اپنا عہد پُورا کیا اب تم بھی اپنے عہد (ثواب) کو پُورا کرو اور اگر کوئی بندہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنا اقرار پُورا نہیں کیا۔ مگر مَیں حلیم و کریم ہوں اگر وُہ توبہ کرے تو مَیں قبول کروں گا اور اگر وُہ میری عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو مَیں بھی اپنی خوشنودی اور رحمت کو اس کی طرف متوجہ کروں گا۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میرے منشا کے پُورا کرنے میں سُستی کرتا ہے تو مَیں اس کے محلّوں کی خوبصورتی رونق اور عظمت میں کمی کر دیتا ہوں اور جنّت میں مشتہر کر دیتا ہوں کہ ان کا مالک مُقصّر یعنی کوتاہی کرنیوالا ہے۔

اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جب شب معراج جبرئیلؑ نے حکمِ خدا سے مجھ کو قصور جنّت کی سیر کرائی تو مَیں نے دیکھا کہ وُہ محل سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور چُونے اور گارے کی جگہ مشک و عنبر لگا ہُوا ہے مگر یہ بات ہے کہ بعض تو نہایت پُر رونق اور عالیشان ہیں اور بعض اس شرافت سے بالکل خالی ہیں۔ تب مَیں نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے بھائی یہ محل بے شرف کیوں ہیں ان میں محلوں کی سی شانداری کیوں نہیں اس نے جواب دیا یا رسُول اللہؐ یہ اُن نماز گزاروں کے محل ہیں جو بعد ادائے فرض تجھ پر اور تیری آلؑ پر درود بھیجنے میں سُستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر وُہ محمدؐ اور اُسکی آل اطہار پر درود بھیجکر اس شرف کے بنا کرنے کا مادّہ بھیجیں گے تو اُنکو شرف دیا جائیگا ورنہ اسی طرح پڑے رہیں گے جب اہل جنّت دیکھیں گے تو اُن سے کہا جائیگا کہ وہ محل بے شرف ہیں جن کے مالک نماز کے بعد

محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں کاہلی کرتے تھے۔

اور میں نے بہشت میں کچھ محل ایسے دیکھے جو نہایت بلند اور شرف دار اور خوبصورت تھے مگر نہ تو ان کے آگے دہلیز تھی اور نہ انکے پیچھے باغ لگا ہوا تھا میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کیا باعث ہے کہ ان مکانوں کے آگے نہ تو دہلیز ہے اور نہ ان کے پیچھے کی طرف باغ ہے اس نے جواب دیا کہ اے محمدؐ یہ اُن نمازیوں کے مکان ہیں جو پانچوں نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنی وُسعت کا کچھ حصّہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کرتے ہیں مگر پوری قوت کو صرف نہیں کرتے اس لیے ان کے محل اس طرح پر تعمیر کیے گئے ہیں کہ نہ تو ان کے آگے دہلیز ہے اور نہ پیچھے باغ۔

نیز جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے لوگو آگاہ ہو صرف ہماری ولایت ہی پر بھروسہ نہ کرو۔ بلکہ اس کے بعد فرائض خدا کو ادا کرو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو پورا کرو اور تقیہ کا استعمال کرو۔ کیونکہ یہ دونوں (آخری) باتیں اعمال کو کامل اور ناقص کرتی ہیں (یعنی ان کے بجا لانے سے اعمال کامل ہوتے ہیں اور ترک کرنے سے ناقص)

قولہٗ عزوجل وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝

ترجمہ: اور اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم خون نہ گرانا (یعنی آپس میں خونریزیاں نہ کرنا) اور اپنے نفسوں (بھائی بندوں) کو اپنی ولایت سے نہ نکالنا پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور تم اس کے شاہد ہو پھر تم ایسے لوگ ہو کہ اپنے نفسوں کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اپنی ولایت سے نکالتے ہو اور ان کے مقابلے پر گناہ اور سرکشی کے سبب

مخالف کی مدد کرتے ہو اور اگر وُہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو تُم ان کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا تم پر حرام ہے آیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ اِس کار بد کو عمل میں لائیں ان کا عوض اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی دنیا میں تو ان کو رُسوائی ہوگی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُنھوں نے زندگانی دنیا کو آخرت کے عوض خرید لیا ہے پس اُن پر سے عذابِ آخرت ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی انکی امداد کریگا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ کہ اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے اور انکی اولاد میں سے جن کو یہ خبر پہنچے کہ تم بھی ان میں داخل ہو یہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نہ نکالنا ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا جیسا کہ تمہارے پہلے بزرگوں نے کیا تھا اور ان کی طرح سے اسکا التزام کیا اور تم اپنے بزرگوں اور اپنے نفسوں پر اس امر کے شاہد ہو ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ پھر اے یہودیو تم وہ لوگ ہو کہ باہمدیگر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور قہر و غضب سے اپنی قوم کے ایک فرقہ کو ان کے ملک سے نکالتے ہو اور تم جن کو جلاوطن کرتے ہو انکے جلاوطن کرنے پر اور جن کو ان میں سے ناحق کرتے ہو ان کے قتل پر تم میں سے بعض بعضوں کو گناہ اور سرکشی کیساتھ مدد دیتے ہیں وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ اور اگر وہ لوگ جن کو تم نکالتے ہو اور یہ تمہارا ان کو نکالنا اور قتل کرنا ظلم کی راہ سے ہے اگر قید ہو کر آئیں کہ ان کو تمہارے اور ان کے دشمن قید کر لیں تو تم اپنے مالوں سے ان کا فدیہ دے کر دشمنوں کے ہاتھ سے انکو چھڑا لیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا تم پر حرام کیا ہے اس آیت میں لفظ إِخْرَاجُهُمْ لایا گیا اور وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ پر اکتفا نہ کی کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ معنی ہوتے کہ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ مُفَادَاتُهُمْ یعنی فدیہ دینا حرام ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے اب خدا فرماتا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کیا تم کتاب خدا کے

بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کہ ہم نے مفادات (فدیہ دینا) کو تم پر واجب کیا ہے اور اس کو تم مانتے ہو اور ان کا قتل کرنا اور جلاوطن کرنا حرام کیا ہے اور اس کے تم منکر ہو الغرض خدا فرماتا ہے کہ جب ہماری کتاب (توریت) نے قتل نفوس اور جلاوطنی کو حرام کیا ہے اور قیدیوں کا فدیہ دینا اُس نے واجب کیا ہے تو کیا باعث ہے کہ تم بعض احکام میں تو اس کی پیروی کرتے ہو اور بعض میں اُسکی نافرمانی اور عصیان اختیار کرتے ہو گویا تم بعض احکام میں تو کافر ہو اور بعض میں مومن پھر فرماتا ہے فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ پس اے یہودیو جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں ان کی جزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وُہ زندگانی دنیا میں تو ذلیل و خوار اور رُسوا ہوں اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں ان کو ڈالا جائے جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہو کیونکہ وُہ (عذاب) گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم و بیش اور متفاوت ہوتے ہیں اور اے یہودیو خدا تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ٥ وُہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دُنیاوی زندگانی کو آخرت کے عوض خرید لیا اور جنت کی نعمتوں کے عوض جو طاعاتِ الٰہی کے صلے میں ملتی ہیں دُنیا اور اُس کے قلیل مال و اسباب پر راضی ہو پس عذابِ آخرت اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی اُنکی امداد کریگا کہ عذاب کو ان سے ہٹا دے۔

جب یہ آیت یہودیوں کے باب میں نازل ہوئی جنھوں نے عہدِ خدا کو توڑ ڈالا تھا اور اسکے رسولوں اور پیغمبروں کو قتل کیا تھا تو جنابِ رسُولِ خدا نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ان لوگوں کے حال سے مطلع کروں جو میری اُمّت میں ان یہودیوں کے مشابہ ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسُول اللہ فرمائیے۔ فرمایا میری اُمّت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو میرے دین پر ہونیکا دعویٰ کریں گے اور با اینہمہ میری ذریّت کے بزرگتر اور میرے خاندان کے پاکیزہ تر لوگوں کو قتل کرینگے اور میری شریعت اور سُنّت کو تبدیل کردینگے اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کریں گے جس طرح ان یہودیوں کے باپ دادا نے زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا آگاہ ہو کہ جس طرح خدا نے ان یہودیوں پر لعنت کی ہے اسی طرح ان پر بھی لعنت کریگا اور ملاعنہ کی باقی اولادوں پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد سے ایک

ہادی مہدی کو مبعوث کریگا جو کہ اپنے دوستوں کی تلواروں کی مدد سے اُنکو آتشِ جہنّم کی طرف روانہ کریگا۔ آگاہ ہو کہ حسینؑ کے قاتلوں اور ان ملعونوں کے دوستوں اور مددگاروں اور اُن لوگوں پر جو بغیر تقیہ کے ان ملاعنہ پر لعنت کرنے سے ساکت اور خاموش رہیں خدا لعنت کرے اور جو لوگ اس مظلومِ کربلا پر از روئے رحمت اور شفقت کے روئیں اور اس کے دُشمنوں پر لعنت کریں اور ان پر نہایت غضبناک اور پُر خشم رہیں اُن پر خدا رحمت کرے اور اے لوگو سُنو جو لوگ قتلِ حسینؑ سے خوش اور رضامند ہوں وُہ اس کے قاتلوں میں شامل ہیں سُنو حسینؑ کے قاتل اور ان کے مددگار اور پیروکار جو اُن ملعونوں کی پیروی کریں وُہ سب دینِ خدا سے بیزار اور ناراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کو حکم فرماتا ہے کہ حسینؑ کے مصیبت میں رونے والوں کے آنسو لیکر بہشت کے خزانچیوں کو دے دو۔ اور وہ اُن کو لے کر آبِ حیوان میں ملا دیتے ہیں اور اس سبب سے اس پانی کی شیرینی اور خوشبو ہزار گنی زیادہ ہو جاتی ہے اور جو لوگ قتلِ حسینؑ سے خوش ہوتے ہیں اور اُس پر ہنستے ہیں فرشتے ان کے آنسوؤں کو ہاویہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے آبِ گرم اور اس کی صدید اور غساق اور غسلین (پیپ) میں ملاتے ہیں اس سے اسکی حرارت اور شدتِ عذاب ہزار گنی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو دشمنانِ آلِ محمدؐ داخلِ جہنّم ہونگے اس سے اُن کے عذاب میں شدت اور زیادتی ہوگی۔ یہ سُن کر ثوبان خادمِ رسُولِ خدا نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسُول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ فرمائیے قیامت کب ہوگی۔ رسُولِ خدا نے اسکے جواب میں فرمایا۔ اے ثوبان تو نے اس کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے جو اس کا وقت دریافت کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ میں نے اس کے لیے بہت بڑا عمل تیار کیا ہے کہ میں خدا اور اُسکے رسُولؐ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تیری محبت رسُولِ خداؐ سے کس درجہ کو پہنچی ہے اس نے عرض کی مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپکو سچا پیغمبر کرکے بھیجا ہے۔ میرے دل میں حضرتؐ کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اگر مجھ کو تلواروں سے کاٹا جائے اور آروں سے چیرا جائے اور قینچیوں سے کُتر کر ریزہ ریزہ کیا جائے اور آگ میں جلایا جائے اور پتھر کی چکیوں میں پیسا جائے تو یہ سب تکلیفیں مجھ کو نہایت گوارا اور آسان ہیں بہ نسبت اس کے کہ میں آپکی دشمنی یا آپکے کسی اصحاب یا آپ کے اہلبیتؑ یا ان کے سوا اور مومنین میں سے کسی کا کینہ یا کھوٹ یا عداوت اپنے دل میں معلوم کروں اور آپکے بعد مجھ کو تمام

مخلوق سے زیادہ وہ شخص پیارا ہے جو آپکو سب سے زیادہ پیارا ہے اور جو کوئی آپکو دوست نہ رکھے اُس کو میں سب سے زیادہ دُشمن رکھتا ہوں جو کوئی آپ سے یا آپکے کسی دوست سے بغض رکھے میں بھی اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ اگر اس عمل کو قبول کر لیا گیا تو میں ضرور سعادت مند اور کامیاب ہونگا اور اگر کوئی اور عمل طلب کیا گیا تو اس کے سوا اور کوئی عمل میں ایسا بجا نہیں لاتا جو اعتماد اور شمار کے قابل ہو اور میں آپکو اور آپ کے اصحاب کو دوست رکھتا ہوں اگرچہ میرے اعمال اُن (صحابہ) کے اعمال کے مُطابق نہیں ہیں حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے ثوبان تجھے بشارت ہو اس لیے کہ ہر شخص قیامت کے دن اُس شخص کیساتھ محشور ہوگا جسکو وُہ دوست رکھتا تھا۔ اے ثوبان اگر تیرے گناہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثریٰ سے لیکر عرش تک کے درمیانی فاصلہ کو پُر کر دیں تو وُہ سب اس محبّت کے سبب اسکی نسبت بہت جلد زائل اور منحسر ہو جائینگے جیسے دُھوپ پڑنے سے ہموار اور یکساں پتھر پر سے سایہ جلد ڈھل جاتا ہے اور سُورج کے غرُوب ہونے سے دُھوپ اس پر سے زائل ہو جاتی ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۝ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور البتہ ہم نے مُوسیٰ کو کتاب توریت دی اور اسکے پیچھے بہت سے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ ابن مریمؑ کو معجزے عطا کیئے اور رُوح القدس سے اسکو مدد دی جب ہمارا پیغمبر تمھارے پاس وہ چیز لے کر آیا جس کو تمھارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے غرور اور استکبار کیا پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا اُن یہودیوں سے جن کو آنحضرتؐ نے ان پہاڑوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا نزدیک جا کر مُعجزات دکھلائے تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اور انکو توبیخ اور سرزنش کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور ہم نے مُوسیٰؑ کو کتاب توریت عطا فرمائی تھی جس میں ہمارے احکام اور محمدؐ اور اُسکی آلؑ اطہار کی فضیلت اور علیؑ ابن ابی طالب اور اس کے جانشینوں کی امامت اور اس کے ماننے والوں کی خوشحالی اور اس کے مخالفوں کی بدحالی کا ذکر درج تھا۔ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور اس کے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے بہت سے پیغمبروں کو بھیجا

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور عیسیٰؑ ابن مریم کو آیاتِ واضحہ اور معجزات باہرہ عطا کیئے جیسے مُردوں کو زندہ کرنا مادر زاد اندھوں اور بہروں کا تندرست کرنا اور کھائی ہُوئی اور گھروں میں جمع کی ہُوئی چیزوں کی خبر دینا وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور رُوح القدس یعنی جبرئیلؑ سے ہم نے اس کی مدد کی جبکہ وہ اس کو گھر کے ایک روزن سے نکال کر آسمان پر لے گیا اور جس شخص نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کو عیسیٰؑ کی صُورت بنا دیا اور وہ اُس کے عوض مارا گیا اور لوگ اُس کو جادُوگر بتلاتے تھے۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ پیغمبران سلف کو خدا کی طرف سے کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں ہُوا جسکی نظیر یا اس سے بڑھ کر محمدؐ اور علیؑ کو عنایت نہ ہوا ہو۔ یہ بات سُن کر کسی شخص نے عرض کی اے فرزند رسُولِ خداؐ بیان فرمائیے کہ محمدؐ اور علیؑ کو کونسا معجزہ عنایت ہوا جو کہ عیسیٰؑ کے معجزات کی نظیر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اور کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں سے خبر دیتے تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جناب رسالتمآبؐ شہر مکہ میں چلے جا رہے تھے اور ان کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب آپکے ساتھ تھے اور حضرتؐ کا چچا ابولہب ملعون آنحضرتؐ کو پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادُوگر اور جھُوٹا ہے تم اس کو دُور کرو اور اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کے جادُو سے پرہیز کرو اور اوباش قریشیوں کو برانگیختہ کر کے انکے پیچھے لگا دیا اور وُہ کمبخت ان دونوں حضرات پر پتھر پھینکنے لگے پس جو پتھر آنحضرتؐ کو مارتے تھے وُہی جناب امیرؑ کو بھی لگتا تھا تب ایک شریر پکارا اے علیؑ کیا تو محمدؐ کا پیرو اور اسکی طرف سے جنگ کرنیوالا اور ایسا بہادر نہیں ہے کہ باوجود نوجوانی اور کسی جنگ میں شریک نہ ہونیکے کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں ہے۔ کیا سبب ہے کہ اب تو محمدؐ کی مدد نہیں کرتا اور اس پر سے اس آفت کو نہیں ٹالتا اس مردود کی یہ تقریر سُن کر جناب امیرؑ نے ان ملعونوں کو آواز دی۔ اے اوباش قریشیوں میں آنحضرتؐ کا ایسا فرمانبردار ہوں کہ کبھی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا اگر وُہ حکم دیں تو تم کو عجائبات دکھلاؤں الغرض وہ تمام اوباش پیچھے لگے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ مکہ سے باہر نکل گئے قدرت خدا سے پہاڑ کے پتھر خود بخود آنحضرتؐ کی طرف لڑھکنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر وُہ لوگ آپس میں کہنے لگے اب یہ پتھر محمدؐ

اور علیؑ پر آگریں گے اور اُن کو ہلاک کریں گے اور ہم اُن کے ہاتھ سے نجات پائیں گے آخر کار وہ لوگ اِس خوف سے کہ کہیں یہ پتھر ہم پر نہ آپڑیں ایک طرف ہو گئے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر محمدؐ اور علیؑ کے آگے آئے اور ہر پتھر پکارتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ خَیْرَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْوَصِیِّیْنَ وَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یہ آوازیں سُن کر وُہ قریشی نہایت غمگین ہوئے۔ آخر اُن میں سے دس سرکش اور نافرمان بولے یہ پتھر نہیں بول رہے۔ بلکہ محمدؐ نے اِن پتھروں کے پاس زمین کے نیچے کسی گڑھے میں کچھ مردوں کو چھپا رکھا ہے وُہ کلام کر رہے ہیں تاکہ ہم کو دھوکہ دے کر اپنے دامِ فریب میں پھنسائے جب یہ ناشائستہ کلام ان ملعونوں نے اپنی زبان پر جاری کیا تو ان پتھروں میں سے دس پتھر اُنکی طرف بڑھے اور حلقہ باندھ کر اُن دسوں کلام ناشائستہ کرنے والوں کے سروں پر بلند ہوئے اور ان کے سروں پر گرتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور گر کر ان کے سروں کو ریزہ ریزہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہر ایک ملعون کا دماغ اور خون ناک کے نتھنوں میں سے بہنے لگا اور اس کا سر پیشانی اور چندیا لولی ہو گئی اور وُہ سب کے سب جہنم واصل ہوئے۔ یہ حال سُن کر ان کے اہل و عیال اور کُنبے والے روتے پیٹتے اور فریاد کرتے وہاں آئے اور کہنے لگے کہ ہم کو ان کے مرنے کی نسبت زیادہ اِس بات کا رنج ہے کہ محمدؐ خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ وُہ اِن پتھروں سے مارے گئے جو میری نشانی اور دلیل اور معجزہ ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کے تابوتوں کو گویا کیا اور وہ پکارے کہ محمدؐ سچا ہے اور وُہ جھوٹا نہیں اور تم جھوٹے ہو اور سچے نہیں پھر وُہ تابوت لرزے میں آئے اور ان مُردوں کو زمین پر گرا دیا اور ان تابوتوں سے صدا پیدا ہوئی۔ ہم اس واسطے نہیں ہیں کہ دشمنانِ خدا کو اٹھا کر عذابِ خدا کی طرف لے جائیں یہ واقعہ دیکھ کر ابو جہل ملعون بولا کہ محمدؐ نے ان تابوتوں پر بھی جادو کر دیا ہے جس طرح ان پتھروں پر کیا تھا جس کے باعث ان سے طرح طرح کے کلام سرزد ہوئے اگر ان پتھروں کا ان لوگوں کو قتل کرنا محمدؐ کا معجزہ اور اسکے قول کی تصدیق اور اسکی نبوت کا ثبوت ہے تو تم اس سے کہو کہ جس نے ان کو پیدا

کیا ہے اُس سے دُعا کرے کہ وُہ پھر ان کو زندہ کر دے اُنکی یہ درخواست سُنکر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم نے سُنا کہ یہ جاہل کیا سوال کرتے ہیں اور یہ دس آدمی ہیں جو اس وقت مارے گئے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے جو پتھر ہماری طرف پھینکتے تھے ان سے کتنے زخم تمہارے جسم پر لگے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ کُل چار زخم مجھے لگے ہیں جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا چار زخم تم کو لگے اور چھ زخم مجھ کو لگے ہیں۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے دُعا کرنی چاہیئے کہ جتنے زخم مجھ کو لگے ہیں اُتنے مُردے ان دسوں میں سے زندہ کر دے۔ بغرض حضرتؐ نے چھ کیلئے دُعا کی اور علیؑ نے چار کے لیے اور دُہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے۔ پھر اُن زندہ ہوئے شخصوں نے آواز دی اے مسلمانوں محمدؐ اور علیؑ کی اُن ممالک میں جہاں ہم تھے بڑی قدر و منزلت ہے ہم نے دیکھا کہ محمدؐ کا ایک پُتلا ایک تخت پر بیت المعمور کے پاس ہے اور ایک عرش کے پاس اور علیؑ کے کئی ایک پُتلے بیت المعمور اور کرسی اور فرشتگان سمٰوات اور حجب و عرش کے نزدیک ہیں اور وُہ ان دونوں حضرات کے پُتلوں کے گرد جمع ہیں اور اُن کی تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں اور ان کے احکام پر چلتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے طلب کرنے میں خدا کو ان کی قسمیں دیتے ہیں القصہ ان میں سے سات آدمی ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کی جو روح القدس سے مدد کی اسکی نظیر آنحضرتؐ کو یہ عطا ہوئی کہ جبرئیلؑ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس وقت حضرتؐ عبائے قطوانی اوڑھے ہوئے تھے اور علیؑ۔ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس میں ڈھانپ رکھا تھا اور دُعا کرتے تھے کہ اے خدا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جو ان سے لڑے اُس سے میں بھی لڑتا ہوں اور جو ان سے صُلح رکھے اُس سے میری بھی صُلح ہے اور جو ان کو دوست رکھے اُس کا میں دوست ہوں اور جو ان سے دُشمنی کرے اُس کا دشمن ہوں تو بھی انکے ساتھ لڑنے والوں سے لڑائی رکھ اور ان سے صُلح رکھنے والوں سے صُلح رکھ اور ان کے دوستوں کا دوست ہو اور انکے دشمنوں کا دشمن تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ میں نے تیری اس دُعا کو قبول کیا اسی اثنا میں اُمِ سلمہؓ نے عبا کا ایک گوشہ اُٹھا کر اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا حضرتؐ نے عبا کو اسکے ہاتھ سے چُھڑا کر فرمایا تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تیرا حال نیک ہے تیری عاقبت بھی بخیر ہے اُس وقت جبرئیلؑ کملی اوڑھے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ

مجھ کو بھی اپنے اہلبیت میں داخل کر لو فرمایا تو ہم میں داخل ہے عرض کی تو میں عبا اُٹھا کر بیچ میں آجاؤں فرمایا ہاں الغرض جبرئیلؑ عبا میں داخل ہوئے بعد ازاں وہاں سے نکل کر آسمان کے ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کی اور اُس کا حسن اور چہرہ کی رونق دوچند ہوگئی تھی فرشتوں نے اس سے پوچھا کیا باعث ہے کہ یہاں سے جاتے وقت جو تمہارا جمال تھا۔ اب وُہ بالکل بدل گیا ہے جبرئیلؑ نے جواب دیا کیونکر ایسا نہ ہو کہ اب میں آل محمدؐ اور ان کی اہلبیت میں شامل کیا گیا ہوں یہ سُن کر آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی کے فرشتے کہنے لگے۔ جبکہ یہ بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ شرف و منزلت تم کو زیبا اور سزاوار ہے اور جناب امیر علیہ السّلام جب کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تھے تو جبرئیلؑ ان کے داہنے اور میکائیلؑ بائیں اور اسرافیلؑ ان کے پیچھے اور عزرائیلؑ آگے آگے رہتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ کور مادرزاد اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اس کی نظیر پر یہ معجزہ شاہد ہے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ مُشرکوں نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہبل ہے جو ہمارے مریضوں کو تندرست کرتا ہے اور ہمارے تئیں بلاؤں کو نجات دیتا ہے اور ہمارے زخمیوں کا علاج کرتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہبل ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں کرتا بلکہ خدا ان امور میں سے جو چاہتا ہے تمھارے ساتھ سلوک کرتا ہے یہ بات سرکش مُشرکوں کو نہایت گراں گزری اور کہنے لگے اے محمدؐ ہم کو نہایت خوف ہے کہ ہبل تیرے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے سے تجھ کو لقوہ۔ فالج۔ جذام۔ کوڑھ اور طرح طرح کی بلاؤں میں مُبتلا نہ کر دے۔ فرمایا اسکو ان امور میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہیں ہے مگر ہاں اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔ تب اُن مشرکوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر تیرا کوئی پروردگار ہے جس کی تو عبادت کرتا ہے اور اُس کے سوا کوئی اور پروردگار نہیں ہے تو تو اُس سے درخواست کر کہ وُہ ہم کو مذکورہ بالا مرضوں اور بلاؤں میں مُبتلا کرے پھر ہم جاکر ہبل سے التماس کریں کہ وہ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دے تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ ہبل تیرے اس پروردگار کا شریک ہے جسکی طرف تو اشارہ کرتا ہے اُسوقت جبرئیل امینؑ نے حاضر ہوکر عرض کی یا رسُول اللہ ان میں سے بعض کے لیے آپ بددُعا کریں اور بعض کیلئے علیؑ تب آنحضرتؐ نے بیس۲۰ مُشرکوں کیلئے اور علیؑ نے دس کیلئے بددُعا کی اور ابھی وُہ اپنے گھر تک نہ پہنچے تھے کہ برص۔ جذام لقوہ اور کوڑھ کے امراض میں مُبتلا ہوئے

اور انکے ہاتھ اور پاؤں الگ ہوکر گر پڑے اور زبانوں اور کانوں کے سوا ان کے جسموں کا کوئی عضو بیماری سے نہ بچا الغرض جب وہ لوگ ان بلاؤں میں مُبتلا ہوئے تو انکو ہبل کے پاس اُٹھا کر لے گئے اور اس سے اسکی تندرستی کی درخواست کی اور کہا کہ یہ لوگ محمدؐ اور علیؑ کی بددُعا سے ان آفات میں مُبتلا ہوئے ہیں تو انکو شفا دے۔ تب ہبل قدرتِ خدا سے گویا ہُوا اور پکارا اے دُشمنانِ خدا مجھ کو کسی چیز کے کرنے کی قدرت نہیں ہے مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو تمام مخلوقات پر مبعوث کیا ہے اور اسکو تمام نبیوں اور رسُولوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے اگر وہ میرے لیے بھی بددعا کریں تو بیشک میرے اعضائے بدنی اور اجزائے جسمانی جُدا جُدا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ہوائیں مجھ کو اٹھا کر اور میرے ذروں کو اڑا کر لیجائیں یہانتک کہ میرا وجود تو کہاں نشان تک بھی نظر نہ آئے اگر خدا میرے ساتھ ایسا سلوک کرے تو میرا ایک بڑا جز رائی کے دانے کے سوئیں حصے سے بھی کم ہو جائے۔ جب اُن مشرکوں نے ہبل کی یہ تقریر سُنی تو مجبوراً روتے پیٹتے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اب ہماری اُمیدیں سب طرف سے قطع ہوگئیں اور تیرے سوا ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہماری فریاد رسی کر اور ہمارے ان ساتھیوں کے لیے اللہ سے صحت کی دُعا کر اس کے بعد وہ کبھی آپکی ایذارسانی کے درپے نہ ہونگے۔ اس وقت حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ بیمار ہوئے ہیں اسی طرح یہ تندرست بھی ہونگے بیس۲۰ میرے ذمے ہیں اور دس علیؑ کے ذمے آخر کار انھوں نے بیس۲۰ بیماروں کو تو حضرتؐ کے سامنے کھڑا کیا اور دس۱۰ کو علیؑ کے رُوبرو پیش کیا رسُولِ خدا نے ان بیس۲۰ شخصوں سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور اس طرح دُعا کرو کہ اے خدا اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے ہم کو ان آزاروں میں مُبتلا کیا ہے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آلِ اطہار کی خاطر سے ہم کو ان امراض سے صحت عطا کر اسی طرح جناب امیرؑ نے اُن دس۱۰ شخصوں سے فرمایا اور انھوں نے اسی طرح عمل کیا اور وُہ فوراً تندرست ہوکر اس طرح کھڑے ہوگئے گویا رسیوں سے چھوٹے ہیں اور ان کو ذرا بھر کسی قسم کا مرض باقی نہ رہا اور ایسے تندرست ہوگئے کہ ان بلاؤں میں مبتلا ہونے سے پیشتر بھی ایسے نہ تھے اور تیسوں شخص اور کچھ اُن کے بھائی بند حضرتؐ پر ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔

اور حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ وُہ لوگوں کو انکی کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیرے سے خبر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ معجزہ دال ہے کہ جب ان بیماروں نے شفا پائی تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تم چاہتے ہو کہ تمہاری بصیرت کو اور زیادہ

کردں اُنھوں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا غذا کھائی ہے کیا دوا پی ہے اور فلاں نے یہ کھایا ہے اور فلاں نے یہ دوا پی ہے اور اس قدر اس کے پاس باقی ہے اسی طرح ان سے سب کا ذکر کیا پھر فرمایا اے پروردگار کے فرشتو ان کی بقیہ غذاؤں اور دواؤں کو جو ان کے طباقوں اور خوانوں میں دھری ہیں میرے پاس لے آؤ۔ فرشتوں نے فوراً ان چیزوں کو حاضر کیا اور ان کے لقفایا کھانے اور دوائیں آسمان سے اُتارے اور عرض کی یہ انکی بچی ہوئی غذائیں اور دوائیں موجود ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے ان طعاموں سے مخاطب ہو کر فرمایا تجھ میں سے اُنھوں نے کتنا کھایا ہے طعام نے جواب دیا کہ اسقدر تو مجھ سے کھالیا ہے اور باقی یہ آپکے سامنے موجود ہے اور ایک طعام نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے اس مالک نے اتنا تو مجھ سے کھالیا ہے اور باقی میں موجود ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا میں کون ہوں طعام اور دوا نے جواب دیا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں خدا آپ پر اور آپکی آلِ اطہار پر رحمت نازل کرے پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کون ہے طعام اور دوا نے عرض کی یہ آپ کا بھائی سردارِ اوّلین و آخرین ہے اور آپکا وزیر ہے کہ سب وزیروں سے افضل ہے اور آپ کا خلیفہ اور جانشین ہے کہ سب خلیفوں کا سردار ہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کا ذکر آیہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ اور اس قصے میں گزرا ملامت کرتا ہے اور فرمایا اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ تو کیا جب تمھارے پاس ہمارے پیغمبر وُہ احکام لے کر آئے جو تمھاری نفسانی خواہشوں کے برخلاف تھے اور وُہ عہد و پیمان تم سے لے گئے جن کو تم پسند نہ کرتے تھے کہ اسکے افضل دوستوں اور منتخب اور برگزیدہ بندوں یعنی محمدؐ اور اسکی آل اطہار کی اُنکے تمام اقوال میں اطاعت کرو جیسا کہ تمھارے بزرگوں نے تم کو پہنچایا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت اور دوستی ہی اصلی غرض اور اعلیٰ مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اسی لیے پیدا کیا ہے اور تمام پیغمبروں کو انکی طرف اس واسطے بھیجا ہے کہ ان کو محمدؐ اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کی طرف دعوت کریں اور اس بات کا ان سے عہد لیں کہ وُہ اس پر قائم رہیں گے اور سب اُمتوں کے عوام اس پر عامل ہونگے مگر تم نے اس بات سے اِسْتَكْبَرْتُمْ غرور کیا جس طرح تمھارے پہلے بزرگوں نے غرور کیا تھا یہانتک کہ انھوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا اور تم نے مغرور ہو کر محمدؐ اور علیؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے تمھاری کوشش کو بیکار کیا اور تمھارے مکر و فریب کو تمھاری گردنوں پر ڈالا فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ تم نے ان میں سے ایک جماعت (پیغمبروں) کی تکذیب کی اور ایک فریق کو قتل کیا اس آیت میں لفظ تَقْتُلُوْنَ قَتَلْتُمْ (یعنی تم نے قتل کیا) کے معنی میں ہے مثلاً جب کسی کو سرزنش کرنی منظور ہوتی ہے تو کہتے ہو وَيْلَكَ كَمْ تَكْذِبُ وَكَمْ تَمْخَرِقُ یعنی وائے ہو تجھ پر تو کتنا جھوٹ بولیگا اور دروغ کہے گا اور اس سے تیرا مطلب اس کا اس وقت کے بعد کا فعل نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ كَمْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ عَلَيْهِ مُوْطِنٌ یعنی تو نے اس قدر کیا اور تو اس پر قائم ہے

بعد ازاں امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ شب عقبہ کافرانِ بدکار نے ارادہ کیا رسولِ خداؐ کو عقبہ (گھاٹی) پر قتل کر ڈالیں اور ان میں سے جو سرکش منافق مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے اُنھوں نے علیؑ ابن ابی طالب کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر وہ ملاعنہ اپنے پروردگار پر غالب نہ آسکے (کہ وُہ ان دونوں حضرات کا محافظ تھا اس کا باعث یہ تھا کہ رسولِ خداؐ نے جو جناب امیرؑ کو منصب جلیل اور عہدہ عظیم عطا کیا اور ان کو سب میں سے منتخب فرمایا تو اُن کو حسد پیدا ہوا۔ اس لیے کہ جب آنحضرتؐ بہ عزم جنگ تبوک مدینہ منوّرہ سے باہر تشریف لائے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور یہ پیغام پروردگار لائے کہ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ یا تو تو باہر جائے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑے یا علیؑ باہر جائے اور تو مدینے میں رہے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو ان دونوں اموروں میں سے ایک کے لیے منتخب کیا ہے جو کوئی ان دونوں امروں میں میری اطاعت کریگا اس کے کُنہ جلالت اور عظمتِ ثواب کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

آخر کار جب رسولِ خدا علیؑ کو مدینہ منوّرہ میں اپنا خلیفہ کر کے خود جنگِ تبوک کو روانہ ہوئے تو منافقوں نے اس باب میں بہت سی باتیں کیں اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو علیؑ سے کچھ رنجش ہوگئی ہے اور وُہ اُسکی صحبت سے ناراض ہے اس لیے اس کو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا۔ جناب امیرؑ کو ان باتوں کے سُننے سے نہایت رنج ہوا اور آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور نواح مدینہ میں اُن سے جا ملے حضرتؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم نے اپنی جگہ سے کیوں حرکت کی عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں سُنیں اور میں اُن کا متحمل نہ ہو سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے۔ مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہ ہوگی۔ القصہ علیؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے اور منافقوں نے تجویز کی کہ راستے میں اس جناب کو قتل کر ڈالیں اور ایک گڑھا پچاس گز لمبا راستے میں

کھودا اور اسکا مُنہ بوریاؤں سے ڈھانپ دیا اور تھوڑی تھوڑی مٹّی اُن پر بچھا کر ان کو ذرا پوشیدہ کر دیا۔ اور یہ گڑھا اُس جگہ کھودا گیا تھا جہاں سے آپکو ضرور ہی گزرنا تھا اور وہ نہایت گہرا کھودا گیا تھا تاکہ جب حضرت اپنے گھوڑے سمیت اس میں گریں تو ضرور ہی ہلاک ہو جائیں اور وُہ گڑھا ایسی جگہ واقع تھا کہ اس کے گرد و نواح میں پتھر بہت تھے تاکہ جب حضرتؑ اُس میں جا پڑیں تو پتھر اُوپر سے ڈال دیں اور آپکے جسمِ مُبارک کو پتھروں کے نیچے پوشیدہ کر دیں آخرکار جب جنابِ امیرؑ اس گڑھے کے قریب پہنچے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑا اور قدرتِ خدا سے وہ اتنی لمبی ہو گئی کہ اس کا مُنہ حضرت کے کان کے پاس پہنچ گیا پھر عرض کی یا امیر المومنینؑ منافقوں نے یہاں ایک گڑھا کھودا ہے اور آپکے قتل کی تدبیر کی ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ یہاں سے عبُور نہ کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تُو میرا خیر خواہ ہے اور میری بھلائی کی تدبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے لُطفِ جلیل سے خالی نہ رکھے گا۔ پھر گھوڑے کو ہنکایا۔ یہاں تک کہ گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے اور گھوڑا گڑھے میں گرنے کے خوف سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ خُدا کے حکم سے چل کہ تُو صحیح و سلامت اس پر سے گزر جائیگا اور خدا تیری شان کو عجیب اور تیرے امر کو نادر کریگا آخرکار حضرت کا گھوڑا اس پر دوڑنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین کو سخت اور اُستوار کر دیا تھا اور اس گڑھے کو بھر کر باقی اور زمینوں کی طرح بنا دیا تھا جب حضرت امیرؑ اُس پر سے عبُور کر گئے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑ کر اپنا مُنہ حضرت کے کان پر رکھدیا اور عرض کی پروردگارِ عالمین کے نزدیک آپکا درجہ کس قدر بزرگ ہے کہ اس خالی گڑھے پر سے آپکو گزار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میری اس خیر خواہی کا اجر دیا ہے کہ تو اس پر سے صحیح گزر گیا پھر گھوڑے کا مُنہ پیچھے کی طرف پھیرا اور وُہ لوگ جنھوں نے یہ تدبیر کی تھی آپکے ہمراہ تھے بعض آگے تھے بعض پیچھے۔ حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ اس جگہ کو کھولو۔ جب کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ اندر سے خالی ہے اور اگر کوئی اُس پر پاؤں دھرتا تو وہ گڑھے میں جا گرتا یہ مُعجزہ دیکھ کر منافقوں نے نہایت خوف اور تعجب ظاہر کیا پھر حضرتؑ نے ان سے دریافت کیا تم جانتے ہو کس نے یہ کام کیا ہے وُہ بولے ہم کو معلوم نہیں فرمایا میرا گھوڑا تو جانتا ہے کس نے یہ کام کیا ہے پھر گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ مُعاملہ کیونکر ہے اور کس نے ایسا کیا ہے گھوڑے نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا جب کسی کام کو مضبُوط کرنا چاہے اور جاہل لوگ اس کو خراب کرنا چاہیں یا جس کام کو جاہل مضبُوط کرنا چاہیں اور خدا اُس کو

منافقوں کا جنابِ امیرؑ کے قتل کے لئے گڑھا کھودنا اور معجزہ حضرت

خراب کرنا چاہے تو خدا ہی غالب ہوتا ہے اور تمام خلقت مغلوب ہو جاتی ہے یا امیر المومنینؑ یہ کام فلاں فلاں شخصوں کا ہے اور دس منافقوں کے نام لیے اور چوبیس ۲۴ آدمیوں کی رائے اور مشورے سے یہ کام ہوا ہے جو رسُولِ خدا کے ہمراہ گئے ہیں اور اُنھوں نے تجویز کی ہے کہ آنحضرت کو عقبہ پر قتل کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ اور ولی کا محافظ ہے یہ بات سُن کر امیر المومنینؑ کے بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضرتؐ کو یہ حال لکھ بھیجئے اور ایک تیز رو قاصد کو روانہ فرمایئے امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ میرے قاصد اور نامے سے جلد تر رسُولِ خدا کے پاس پہنچیگا تم کچھ غم نہ کرو۔ وہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے۔

الغرض جب آنحضرتؐ اس عقبہ کے قریب پہنچے جہاں منافقوں اور کافروں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کی تھی تو اسکے نیچے فروکش ہوئے اور ان منافقوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ روح الامین جانب رب العالمین سے خبر دے رہے ہیں کہ منافقوں نے امیر المومنینؑ کے ہلاک کرنے کیلئے حوالئے مدینہ میں ایسی تدبیر کی تھی اور پروردگارِ عالم نے اپنے لطف و کرم سے اس زمین کو انکے گھوڑے اور انکے اصحاب کے قدموں کے نیچے سخت کر دیا اور صحیح سلامت اس پر سے گزر گئے پھر مُڑ کر اس جگہ کو کھولا اور گڑھے کو دیکھا اور حق تعالیٰ نے اس کو اسی طرح خالی کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور ان کا مکر مومنین پر ظاہر ہو گیا اور بعض مومنوں نے ان سے عرض کیا کہ یہ واقعہ کو رسُولِ خداؐ کو لکھ بھیجو مگر اُنھوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ میرے قاصد اور نامے سے انکے پاس جلد پہنچے گا اور آنحضرتؐ نے اس واقعہ سے جو امیر المومنینؑ نے مدینہ کے دروازے پر اپنے اصحاب کو بتلایا تھا انکو مطلع نہ کیا کہ رسُولِ خداؐ کے ہمراہ چند منافق ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے مکر کو ان سے دفع کریگا جب ان چوبیس ۲۴ منافقوں نے جو اصحاب عقبہ تھے حضرت کی یہ تقریر سُنی جو آنحضرتؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی تو آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ (معاذ اللہ) مکر و فریب میں کس قدر ماہر ہے ابھی کوئی تیز رو قاصد یا نامہ بر کبوتر اس کے پاس خبر لایا ہے کہ علیؑ اس طرح سے مارا گیا اور یہ وُہی بات ہے جسکی ہمارے ساتھیوں نے صلاح کی تھی اور اب اصلی بات کو ہم سے چھپاتا ہے اور اس کو بدل کر بیان کرتا ہے تاکہ اسکے ہمراہی مطمئن رہیں اور اس پر دست درازی نہ کریں یہ بات بہت بعید ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی علیؑ کو اسکی موت نے مدینہ میں رکھا ہے اور اس کو اس کی اجل یہاں لے کر آئی ہے اور علیؑ بیشک وہاں مارا گیا ہے اور یہ بھی ضرور یہاں مارا جائے گا لیکن خیر آؤ چلیں اور علیؑ کے بارے میں اس سے خوشی کا اظہار کر آئیں تاکہ اس کا دل ہماری طرف سے مطمئن

شیعانِ علیؑ و آلِ محمدؐ ملائکہ سے افضل ہیں

ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر کو اس کے بارے میں پورا کریں آخرکار حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؐ کو دشمنوں کے ہاتھ سے علیؑ کے سلامت رہنے پر مبارکباد دی۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ فرمائیے علیؑ افضل ہے یا ملائکہ مقربین فرمایا ملائکہ کو صرف اس وجہ سے شرف ملا ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انھوں نے ان دونوں کی ولایت کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا کوئی محب ایسا نہیں ہے جس کا دل غل و غش اور کینہ کی کثافت اور گناہوں کی نجاست سے پاک کیا گیا ہو اور وہ ملائکہ سے پاکیزہ تر اور نیکو تر نہ ہو اور ملائکہ کو جو حکم ہوا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں وہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ انھوں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی تھی کہ اگر خدا ان کو زمین سے اٹھالے گا اور کسی اور کو ان کے عوض زمین میں پیدا کریگا تو بیشک ملائکہ ان سے افضل اور خدا اسکے دین سے اسکی نسبت زیادہ واقف ہونگے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو معلوم کرادے کہ ان کا یہ گمان اور اعتقاد غلط ہے اس لیے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام اسکو سکھائے پھر ان ناموں کو ملائکہ کے روبرو پیش کیا اور وہ ان کو شناخت کرنے میں عاجز رہے بعد ازاں آدمؑ کو حکم دیا کہ انکو ان ناموں اور نام والوں کا شناسا کر دے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرادے کہ آدمؑ کو علم میں ان پر فضیلت حاصل ہے پھر آدمؑ کے صلب سے ایک ذریت کو جدا کیا کہ ان میں پیغمبر اور رسولؐ اور خدا کے نیک بندے کہ محمدؐ و آل محمدؐ ان سب میں افضل ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے کہ اصحاب و نیکو کاران امت محمدؐ ان میں سے ہیں داخل تھے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرادیا کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں جبکہ وہ تکالیف شاقہ جو ان پر ڈالی گئی ہیں ملائکہ پر ڈالی جائیں اور جن بلاؤں میں انکو مبتلا کیا گیا ہے۔ ملائکہ کو مبتلا کیا جائے اور وہ بلائیں یہ ہیں کہ شیاطین سے معارضہ کرینگے اور نفس امارہ سے مجاہدہ کرینگے اور عیالداری کی تکلیفیں اٹھائینگے اور طلب حلال میں سعی کرینگے اور چور اور ظالم اور جابر بادشاہوں کی جو ان کے دشمن ہیں سختیاں سہینگے اور اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی معاش وجہ حلال سے پیدا کرنے کے لیے تنگ راہوں۔ پہاڑوں۔ ٹیلوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کی دشواریاں اٹھائینگے الغرض خدا نے ان کو تنبیہ کی کہ نیک اور مومن بندے ان بلاؤں کے متحمل ہونگے اور ان سے خلاصی چاہیں گے اور شیطانوں سے محاربہ کرکے ان کو پسپا کرینگے اور اپنے نفسوں سے مجاہدہ کرینگے اور ان کو اپنی خواہشوں اور شہوتوں سے باز رکھیں گے اور ان پر غالب ہونگے باوجود اس کے کہ خدا نے شہوت جماع اور محبت لباس و خوراک اور خواہش عزت و ریاست و فخر و غرور و تکبر کو ان کے خمیر میں مرکب کیا ہے اور شیطان اور اس کے اعوان و انصار کے ہاتھ سے طرح طرح کے رنج اور بلائیں اٹھائینگے کہ وہ ان کے دلوں میں وسوسے ڈالیں گے اور

انکو بہکائیں گے اور انکے گمراہ کرنے میں ساعی ہونگے اور یا ان کے مکروں کو دفع کرینگے اور دشمنان خدا کا طعن و ملام کرنا اور انکا دوستان خدا کو گالیاں دینا اور سرود و غنا سُن کر صبر کرکے غم والم اٹھائیں گے اور معاش کی طلب اور اعدائے دین سے بھاگنے اور ان مخالفانِ دین کی تلاش میں جن سے وہ اپنے معاملے میں کسی قسم کی امید رکھتے ہیں سفروں کی سختیاں جھیلیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا اے میرے فرشتو تم ان سب جھگڑوں [illegible] تو شہوت جماع تم کو بے قرار کرتی ہے اور نہ خواہش طعام تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنان دین [illegible] کا خوف تم کو اضطراب میں ڈالتا ہے اور نہ شیطان کو میرے فرشتوں کے بہکانے کے لیے میرے ملکوت آسمانی و ارضی میں کچھ دخل ہے جن کو میں نے انکے ہاتھ سے محفوظ و مصئون کیا ہے اے فرشتو بنی آدم میں سے جو کوئی میری اطاعت کریگا اور اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے نگاہ رکھے گا وہ میری محبت کی راہ میں ایسے چند امور کا متحمل ہوا ہے جنکے تم متحمل نہیں ہوئے اور اس نے میرے قرب سے ایسی چند چیزیں حاصل کی ہیں جو تم نے حاصل نہیں کیں الغرض جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو امت محمدؐ کے نیکو کاروں اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کے شیعوں کی فضیلت اور اپنے پروردگار کی محبت کے راستے میں ایسی مشقتوں کا متحمل ہونا جن کے فرشتے متحمل نہیں ہوئے معلوم کرا کر ظاہر کر دیا کہ پرہیزگاران و نیکو کاران بنی آدمؑ ان سے افضل ہیں تو بعد ازاں ان کو حکم دیا کہ وجوہات مذکورۂ بالا کی وجہ سے تم آدمؑ کو سجدہ کرو کیونکہ اس میں ان لوگوں کے انوار شامل ہیں جو تمام خلایق سے بہتر اور افضل ہیں اور ان کا سجدہ آدمؑ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کا قبلہ تھا کہ اسکی طرف خدا کو سجدہ کرتے اور آدمؑ کے لیے یہ سجدہ تعظیمی تھا اور مخلوقات میں سے کسی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے اور کسی کے لیے ایسا خشوع و خضوع کرے جیسا کہ خدا کیلیے کرتا ہے اور کسی کی ایسی تعظیم کرے جیسی سجدہ کرکے خدا کی تعظیم کرتا ہے اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو میں حکم دیتا کہ ہمارے ضعیف اور تمام مکلف شیعہ اس شخص کو سجدہ کریں جو وصی رسول اللہؐ کے علوم کا واسطہ ہو اور محمدؐ کے بعد بہترین خلق اللہ یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی خاص محبت رکھتا ہو اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں شدائد و بلیات کا متحمل ہو اور جو اپنے حقوق میں نے اس پر ظاہر کئے ہیں ان میں سے کسی ایک کا منکر نہ ہو خواہ وہ پہلے سے اس حق کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

بعد ازاں جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ ابلیس نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ہلاک ہوا اس لیے کہ اسکی معصیت یہ تھی کہ اس نے حضرت آدمؑ پر تکبر کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے درخت کا پھل کھانے میں خدا کی معصیت کی اور بچ گئے

فضیلت امام

کیونکہ انھوں نے اپنی معصیت کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر تکبر کرنے کیساتھ شامل نہ کیا تھا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی کی تھی کہ شیطان نے تیرے حق میں نافرمانی کی اور تجھ پر تکبر کیا اس لیے وہ ہلاک ہُوا اور اگر وہ میرے حکم سے تیرے سامنے متواضع ہوتا اور میری عزت و جلالت کی تعظیم کرتا تو ضرور رستگار ہوتا جیسا کہ تو رُستگار ہُوا اور تُو نے درخت کا پھل کھلانے میں میری نافرمانی کی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے فروتنی اور تواضع کرنے کے باعث نجات پائی اور اس لغزش کا ننگ و عار جو تجھؑ سے سرزد ہوئی تھی زائل ہو جائے گا پس تجھ کو چاہیئے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے دُعا کرتا کہ میں تیری حاجت پوری کروں۔ غرض حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنا شفیع بنایا اور ان کا واسطہ دے کر دُعا کی اور فلاح اور رُستگاری کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا اس لیے کہ اُس نے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے دستے کو مضبوط کر کے پکڑا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے نصف آخری کے شروع میں کُوچ کریں اور تمام مسلمانوں میں منادی کرادی کہ کوئی شخص آنحضرتؐ سے پہلے عقبہ پر نہ جائے اور جب تک حضرتؐ عقبہ سے نہ گزر لیں کوئی وہاں سے نہ گزرے۔ پھر حذیفہ کو حکم دیا کہ عقبہ کی جڑ میں بیٹھ کر دیکھتا رہ کہ کون شخص سب سے پہلے عقبہ پر سے گزرتا ہے اور حضرتؐ کو آکر خبر دے اور حضرتؐ نے حذیفہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ رہے حذیفہؓ نے عرض کی کہ میں حضرتؐ کے لشکر کے سرداروں کے چہروں سے علاماتِ شر معلوم کرتا ہوں۔ اور یا رسُول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بُن کوہ میں بیٹھوں تو جن لوگوں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کیلئے آپ سے پہلے وہاں جانے کا خوف ہے۔ ان میں سے کوئی میرے پاس آ کر مجھ کو دیکھ لے اور مجھ کو آپکی خیر خواہی سے متہم جان کر اور خیال کر کے کہ میں انکے حال سے آپکو مطلع کر دُونگا مجھ کو قتل کر ڈالے۔ تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ جب تو عقبہ کی جڑ میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے پتھر کے پاس جانا جو بُن عقبہ کی طرف ہے اور اُس سے کہنا کہ رسُولِ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو میرے لیے شگافتہ ہو جا تاکہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں پھر اُس سے کہنا کہ نیز رسُولِ خدا یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک سُوراخ اپنے بیچ میں رکھنا جس میں سے میں عقبہ پر سے گزرنے والوں کو دیکھتا رہوں اور اُس میں سے میرے سانس لینے کیلئے ہَوا بھی آتی رہے تاکہ میں گھُٹ کر نہ مر جاؤں جب تو پتھر سے جا کر یہ کہے گا تو وہ پروردگارِ عالم کے حکم سے تیرے کہنے کے موافق ہو جائے گا۔ الغرض حذیفہؓ نے حضرتؐ کا پیغام پتھر کو پہنچایا اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی طرح وقوع میں آیا اور وہ پتھر کے جوف میں بیٹھ گیا

اور چوبیس آدمی اپنے اپنے اُونٹوں پر سوار ہو کر آئے اور اُنکے پیادے اُن کے آگے آگے تھے اور باہم فکر کرتے جاتے تھے یہاں جس کسی کو دیکھو خواہ کوئی ہو قتل کر ڈالو تاکہ کہیں جا کر محمدؐ کو ہمارے حال کی خبر نہ کر دے اور وہ یہ بات سُن کر لوٹ جائے اور دن چڑھے بغیر عقبہ پر نہ چڑھے اور ہماری تدبیر یونہی بیکار جائے حذیفہؓ نے انکی یہ باتیں سُنیں اور ان ملعونوں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کسی کو نہ پایا اور حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر چھپا رکھا تھا بعد ازاں وہ لوگ جُدا جُدا ہو گئے بعض تو اُس پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بعض راہِ متعارف سے پھر گئے اور بعض دامنِ کوہ میں دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے اور باہم کہنے لگے دیکھو محمدؐ کی موت کے سامان کیونکر بہم پہنچ گئے کہ وہ خود لوگوں کو اپنے سے پہلے عقبہ پر چڑھنے سے منع کرتا ہے تاکہ ہمارے لیے خلوت ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر اس کے لیے عمل میں لائیں اور اس کے اصحاب کے پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں۔ اور خدا ان تمام دُور و نزدیک کی آوازوں کو حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچاتا تھا اور وہ یاد کرتا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ پہاڑ میں اپنی اپنی مقررہ جگھوں پر قائم ہو گئے تو وہ پتھر قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور حذیفہؓ سے کہا کہ رسُول خداؐ کے پاس جا اور جو کچھ تو نے دیکھا اور سُنا ہے اُن سے بیان کر حذیفہؓ نے اس سے کہا میں باہر کیونکر نکلوں کیونکہ اگر وہ لوگ مجھ کو دیکھ لیں گے تو اپنی جانوں کے خوف سے مجھ کو قتل کر ڈالیں گے کہ کہیں میں جا کر انکا حال حضرتؐ سے عرض نہ کر دوں پتھر نے جواب دیا کہ جس خدا نے تجھ کو میرے اندر جگہ دی ہے اور اس سوراخ میں سے جو اس نے میرے اندر پیدا کیا ہے ہَوا کو تیرے پاس پہنچایا ہے۔ وہی تجھ کو حضرتؐ تک پہنچا دے گا اور دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے گا۔ آخر کار جب حذیفہ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ پتھر شگافتہ ہو گیا اور خدا نے اس کو ایک پرندے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور وہ ہوا میں اُڑنے لگا اور حضرتؐ کے پاس پہنچکر زمین پر اُترا اور حق تعالیٰ نے اس کو اصلی صورت میں منتقل کر دیا۔ پس حذیفہ نے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا سب حضرتؐ کو سُنایا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو نے سب کو ان کے چہرے دیکھ کر شناخت کیا۔ عرض کی اُنھوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے اور میں اکثر کو ان کے اونٹ دیکھ کر پہچانتا تھا۔ پھر جب اُنھوں نے اس مقام کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو نقاب اپنے چہروں سے اُٹھا دیئے تب میں نے انکے مُنہ دیکھے اور سب کو پہچان لیا اور وہ فلاں فلاں چوبیس آدمی ہیں یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہؓ جبکہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو یہ لوگ مع جملہ مخلوقات سمیت بھی اسکو اپنی جگہ سے حرکت نہ دے سکتے